

بریلوی، دیوبندی جھگڑے کے خاتمہ کیلئے اپنی نوعیت کی واحد کتاب

انکشافِ حق

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل احمد خان برکاتی قادری بدایونی علیہ الرحمہ

ناشر

انجمن کی اہلسنت والجماعت ممبئی

رَبِّهَا تَذَكُّرَةً مِّنْ شَأْنِهَا أَخَذَ إِلَى سَيِّدِهَا

مفتی خلیل احمد قادری برکاتی بدایونی کالازوال علمی و تحقیقی کارنامہ

اتحاد بین المسلمین کی راہ بتانے والی
جریحوی دیوبندی جھگڑے کے خاتمہ کیلئے اپنی نوعیت کی پہلی

تَلْخِصُ الْخَبِيرَ فِي أَحْكَامِ التَّكْفِيرِ

المعروف به

اکساق

مُصَنَّفٌ

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل احمد برکاتی بدایونی علیہ الرحمۃ

تَکْوِیْنِ

کام الکتاب مسجد رحمت روڈ کاندیوی

ولیت مبینی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	نمبر صفحہ
۱	عرض نامہ	۵	۱۸	مقالہ نمبر ۱۰	۱۲۳
۲	تعارف مصنف کتاب	۱۰	۱۹	مقالہ نمبر ۱۱	۱۲۹
۳	تقدیم	۲۰	۲۰	مقالہ نمبر ۱۲	۱۵۸
۴	بیان مقصد و تعیین موقف	۲۸	۲۱	مقالہ نمبر ۱۳	۱۶۲
۵	خلاصہ	۴۰	۲۲	مقالہ نمبر ۱۴	۱۷۵
۶	مبادی مناظرہ	۶۴	۲۳	مقالہ نمبر ۱۵	۱۸۲
۷	مقالہ نمبر ۱	۹۲	۲۴	مقالہ نمبر ۱۶	۱۸۷
۸	مقالہ نمبر ۲	۹۴	۲۵	مقالہ نمبر ۱۷	۱۹۰
۹	مقالہ نمبر ۳	۹۶	۲۶	مقالہ نمبر ۱۸	۱۹۳
۱۰	مقالہ نمبر ۴	۱۰۰	۲۷	مقالہ نمبر ۱۹	۲۰۳
۱۱	وصیت امام غزالی	۱۰۳	۲۸	مقالہ نمبر ۲۰	۲۰۸
۱۲	فتویٰ	۱۰۳	۲۹	معروضہ	۲۱۲
۱۳	مقالہ نمبر ۵	۱۰۵	۳۰	تبیین عبرتناک	۲۱۳
۱۴	مقالہ نمبر ۶	۱۰۸	۳۱	مقالہ نمبر ۲۱	۲۱۶
۱۵	مقالہ نمبر ۷	۱۱۲	۳۲	استفتاء	۲۲۱
۱۶	مقالہ نمبر ۸	۱۱۵	۳۳	مقالہ نمبر ۲۲	۲۲۳
۱۷	مقالہ نمبر ۹	۱۲۰	۳۴	مقالہ نمبر ۲۳	۲۲۵

عرض ناشر

دشمنان اسلام کی سازشیں ہر دور میں مختلف رنگ و روپ اور الگ الگ انداز لے کر سامنے آتی رہی ہیں تاہم بنیادی بات جو ہر دور میں مشترک رہی وہ ہے حاکمین دین اور علماء ربانیین کے سلسلے میں غلط فہمیاں پیدا کر کے لوگوں کو ان سے بدظن کرنے کی کوشش، ہندوستان میں جب مغلیہ حکومت کا زوال آیا اور فرنگی مسلط ہو گئے تو وہ اپنے ساتھ یہ عزم لے کر آئے کہ ہندوستان کو عیسائی بنانا ہے، خطرہ مسلمانان عوام کے جذبہ جہاد اور علماء کی دینی قیادت سے تھا اس لئے جذبہ جہاد کو سرد اور علماء سے عوام کو بدظن کرنے کی کوششیں مختلف پیرایوں سے کی گئیں۔

اکابر دیوبند حضرت گنگوہی، مولانا نوٹوی اور ان کے رفقا براہ راست انگریز کے بالمقابل میدان میں آچکے تھے، دوسری طرف فکری سرمائے کے تحفظ کے لئے دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں لایا گیا۔

آگے کی داستان یہ ہے کہ ان مخلصین حضرات کو خصوصی نشان بنایا گیا بدقسمتی سے بریلی کے ایک ذہین عالم مولانا احمد رضا خاں المعروف بہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی تحریروں نے ان حضرات کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا کام بہت آسان کر دیا، اس میں شک نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں ذی استعداد عالم تھے تاہم مزاج کی تیزی اور نکات پیدا کر کے الزامات قائم کرنے، انھیں الزامات کو دعویٰ اور انھیں کو دلیل بنا کر پیش کر دینے کا ملکہ بھی بدرجہ اتم ودیعت ہوا تھا، ہم اُن کبھی داستانوں کو چھپرٹنے کے بجائے صرف اتنا کہیں گے کہ یہ نہیں کیا

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۵	مقالہ نمبر ۲۲	۲۳۰	۲۲	مدرسہ خرمایں کلمہ	۲۴۵
۳۶	مقالہ نمبر ۲۵	۲۳۹		طیبہ کا صدق باطل	
۳۷	مدرسہ خرمایں ائمہ	۲۴۰	۲۳	انجیل اور قرآن پاک	۲۴۵
	المسند کی تکفیر			پر خرمائی حملے	
۳۸	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خرمائی برتاؤ	۲۴۰	۲۴	اللہ عزوجل پر	
	مدرسہ خرمایں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی	۲۴۰	۲۵	خرمائی حملے	۲۴۵
۳۹	مدرسہ خرمایں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح بے قدری	۲۴۳		صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	
۴۰	مدرسہ خرمایں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح بے قدری	۲۴۳		پر خرمائی افتراء	۲۴۵
۴۱	مدرسہ خرمایں لاکھوں ائمہ کی تکفیر	۲۴۳	۲۶	اسلام پر خرمائی حملے	۲۴۶
			۲۷	مدرسہ خرمایں وجود	۲۴۶
				خدا سے انکار	
			۲۸	مقالہ نمبر ۲۶	۲۵۱

ہوا کہ ان اکابر کے خلاف موصوف ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے اور مولانا گنگوہی مولانا نانوتوی، مولانا تھانوی اور حضرت سہارنپوری رحمہم اللہ کے سلسلے میں نامزد کر کے تکفیری مہم شروع کر دی، اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے کچھ سوالات قائم کئے جن میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ ان حضرات نے اللہ و رسول کی شان میں چنیں و چناں گستاخیاں کی ہیں، یہ سوالات وہ حرمین شریفین لیگئے ظاہر ہے مضامین کفریہ مرتب کر کے لئے گئے تھے، حکم بھی ملتا تھا کہ ایسا کہنے والے کافر ہیں جب کہ حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا، نہ یہ علماء دیوبند کے عقائد تھے جو ان کی طرف منسوب کئے گئے نہ ہی ان کی عبارات کا یہ مطلب۔

اس صورت میں ایسے کسی فتوے کی جو حیثیت ہو سکتی ہے اہل فہم اس سے بخوبی واقف ہیں، تاہم مولانا کے بعد ان کے اخلاف نے اسی کو اپنا خصوصی مشن بنالیا اور آج تک اس راہ پر گامزن ہیں، علمائے دیوبند ہزار کہتے ہیں کہ ہم پر یہ الزامات غلط ہیں مگر احمد رضا خاں صاحب کی عقیدت انھیں حقیقت کی طرف توجہ کرنے کی ہمت ہی نہیں دیتی

زیر نظر کتاب انکشاف حق کے مصنف حضرت مفتی خلیل احمد بدایونی قادری برکاتی بھی اس طرح سے تعلق رکھتے تھے اور بریلویت کے موجودہ اکابر میں سے تھے، اعلیٰ حضرت سے عقیدت کی بنا پر باب تکفیر میں سخت موقف تھا مگر ذی علم آدمی تھے، کچھ واقعات ایسے ہوئے کہ حضرات اکابر دیوبند کی بعض تحریریں ان کے سامنے آئیں جن سے واضح ہوتا تھا کہ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ تکفیر کی جو بنیاد ہے وہ سرے سے غلط ہے، لہذا آپ نے تحقیق شروع کی تو ظاہر ہوا کہ حضرت گنگوہی کی طرف جو فتویٰ منسوب کیا گیا ہے وہ فرضی ہے

یہی حال حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری پر عائد شدہ الزام کا ہے، حضرت نانوتوی کی عبارات میں قطع برید کر کے مختلف صفحات سے فقرے مسلسل عبارت بنا کر پیش کئے گئے ہیں اور حضرت تھانوی کی عبارت میں بھی سیاق و سباق چھوڑ کر قطع برید کے ساتھ زبردستی کا مطلب تھوپا گیا ہے، اور اسی تحقیق کا نتیجہ یہ کتاب آپ کے سامنے ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے سچائی قبول کرنے میں ادنیٰ تاہل بھی نہیں کیا اور جیسے ہی یہ ظاہر ہو گیا کہ حضرات دیوبند کی طرف منسوب کئے جانے والے افسانے فرضی اور بے بنیاد ہیں تو فوراً اس کا اعلان فرمادیا، اس سلسلے میں انھیں مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر آخرت کی جواب دہی کے تصور نے ان کو کربائے ثبات میں لغزش نہیں آنے دی۔

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا مگر حضرت مفتی صاحب کی یہ تحریر بالکل نرالی ہے، اس سے جہاں اعلیٰ حضرت کے ذہن و مزاج کی کیفیات سمجھ میں آتی ہیں ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف علماء دیوبند ہی ان کا نشانہ نہیں بنے بلکہ بدایوں اور رام پور کے حضرات بھی اس مشق ستم سے محفوظ نہیں رہ پائے، یہ الگ بات ہے کہ بعد والوں نے ان مباحث کو بدایا اور نشانہ صرف علماء دیوبند بنے رہے۔

کتاب میں مسئلہ تکفیر کے علمی اصولوں پر بھی تفصیلی بحث ہے اور یہ بھی کہ اکابر دیوبند کی طرف جو عقائد منسوب کئے گئے ہیں وہ غلط ہیں، انہ کو جس عبارتوں کا وہ مطلب ہی نہیں جو اعلیٰ حضرت نے بتایا ہے اور نہ ہی اس دور کے دوسرے علماء نے اس سے اتفاق کیا نہ ہی مصنفین نے اسے اس کا اقرار کیا نہ ہی الفاظ سے یہ مفہوم ثابت ہوتا ہے بلکہ وہ اس الزام سے منکر ہیں اور

ایسے عقائد کو خود کفر قرار دیتے ہیں اس صورت میں شرعی طور سے یہ فتویٰ ہی غلط ثابت ہو جاتا ہے، لہذا اسلامی کی راہ یہ ہے کہ یہ سلسلہ بند کیا جائے۔
انجمن فروغ سنت کے لیے سعادت کی بات ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے اسے شائع کرنے کی تحریری اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت مفتی صاحب کو ہمارا سب سے بڑا خراج عقیدت یہ ہو گا کہ اس کتاب کو عام کیا جائے اور ان حضرات تک خاص طور سے پہنچایا جائے جو ان غلط فہمیوں کا شکار ہیں تاکہ صحیح معنوں میں اتحاد بین المسلمین کی راہ ہموار ہو سکے۔
انشاء اللہ یہ کتاب ہندی اور گجراتی میں انجمن اہل سنت والجماعت کے توسط سے دارالکتب، پیش کرے گا، اگر احباب کا تعاون شامل حال رہا تو دشوار مرحلہ آسان ہو جائے گا۔

بڑی ناسپاسی ہو گی اگر ہم محروم محمد عثمان بھائی باٹلی والے کا شکریہ نہ ادا کریں، جن کی مساعی سے یہ کتاب نئے آب و تاب کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے آخر میں انجمن اہل سنت والجماعت کے احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس گوہر نایاب کو دریافت کر کے عوام کو روشناس کر لیا اور دارالکتب کاندے ولی ممبئی کو سعادت بخشی کہ وہ شائع کر کے عام کرے۔ فللہ الحمد علی ذالک۔

عبدالسلام خان قاسمی

دارالکتب، مسجد رحمت روڈ گنیش نگر

کاندے ولی (ویسٹ) ممبئی ۶۷

دیوبندی

نہ فرقہ ہے نہ مذہب

ہر معقول پسند، دین دار آدمی کا نام

دیوبندی ہے

ڈاکٹر محمد اقبال

تعارف مصنف کتاب

از مفتی عزیز الرحمن صاحب فتنپوری

متوسط قد و قامت، پیرائہ سالی کے باوجود صحت مند جسم و دماغ، نورانی چہرہ، رفتار میں توانائی، گفتار میں متانت، زبان میں شیرینی اور حلاوت، استدلال میں پختگی، ایمانی اخلاق کا نمونہ دینی اور شرعی امور میں تصلب، حق گوئی اور حق پسندی میں جری، یہ تھے حضرت مفتی خلیل احمد خاں بدایونی قادری برکاتی ابن مولوی ظفر یاب خاں مرحوم۔

بعض احباب کے ذریعہ جب یہ اطلاع ملی کہ مفتی صاحب جو بریلویت کے موجودہ اکابر میں سے ایک ہیں اپنی کئی سالہ تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بریلی کے مولانا احمد رضا خاں المعروف براہی حضرت کا فتویٰ تکفیر علمائے دیوبند درست نہیں ہے اور امر حق واضح ہو جانے کے بعد موصوف نے دینی نوائد اور کسی بھی منصب یا حیثیت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے علمائے دیوبند کے سلسلے میں کھن سنان کا اعلان کر دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مذکورہ فتویٰ غلط ہے اور ان حضرات کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں اور جو عقائد بریلی سے ان بزرگوں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ہرگز ہرگز یہ عقائد ان حضرات کے نہیں ہیں، یہ بھی پتہ چلا کہ "انکشاف حق" کے نام سے ایک کتاب میں حضرت مفتی صاحب نے اپنی یہ تمام تحقیقات یکجا بھی کر دی ہیں، یہ خبر ملنے کے بعد احقر نے انکشاف حق کسی طرح حاصل کی پھر اسے

پڑھ کر براہ راست مصنف سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا، اور یہی شوق غازی آباد اور پھر نجیب آباد لے گیا جہاں اس زمانے میں حضرت مفتی صاحب مرحوم مقیم تھے۔ ایک اجنبی کے ساتھ جس بزرگ و شفقت کا معاملہ فرمایا اس نے تو متاثر کیا ہی علمی گفتگو، وسیع مطالعہ اور علمی رسوخ نے اور زیادہ اثر ڈالا، حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے یہ توقع ہرگز نہ تھی کہ جو گروہ رات دن تکفیری مشغلوں میں منہمک رہنا ہی سب سے بڑا کام سمجھتا ہے اور جس کی تعلیم و تربیت کے دوران سارا زور انہیں چند مباحث پر صرف ہوتا ہے ان میں بھی ایسا بلند پایہ عالم ہو سکتا ہے، اس کے بعد دوبارہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اس وقت مرحوم اپنے منجھلے بیٹے ڈاکٹر طلیق النظم کے پاس غازی آباد میں مقیم تھے، میں اسے ایک سعادت سمجھتا ہوں کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم سے ملاقات کا موقع ملا اور براہ راست بہت سے مسائل پر علمی تبادلہ خیال کا شرف بھی حاصل ہوا۔

حضرت مفتی صاحب کا خاندان ایک علمی خاندان رہا ہے، والد مولوی ظفر یاب خاں مرحوم امر وہہ کے فارغ التحصیل اور حضرت مولانا احمد حسن محدث امر وہی کے خاص شاگرد تھے، علمی کمال کے علاوہ فن طب میں بھی خصوصی درک تھا، رہنے والے موضع گموڑہ افغانان ضلع، بجنور کے تھے جسے ان کے اجداد ہی نے آباد کیا تھا، پستین زمیندار تھے، شاہی دور میں ۱۲ گاؤں انعام میں ملے تھے اور اخیر تک یہ جاگیر اسی نسل کے پاس رہی، مولانا ظفر یاب خاں نے اپنے بیٹوں کو خالص دینی تعلیم دلائی، بڑے بیٹے تھے مولوی عبدالعزیز صاحب موصوف فراغت کے بعد بیلی بھیت مدرس ہو کر گئے، وہاں بریلی والوں سے تعلق پیدا ہوا، بالآخر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے مرید اور پھر خلیفہ ہوئے، پھر درس و تدریس کے لئے وہیں بلالئے گئے اور بطور شیخ الحدیث منظر اسلام اور منظر اسلام میں اخیر عمر تک خدمت انجام

دیتے رہے، تاحیات بریلی کی جامع مسجد کے امام بھی تھے، حضرت مفتی خلیل احمد صاحب کی تعلیم و تربیت انھیں مولانا عبدالعزیز صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت کی نگرانی میں ہوئی، پہلے امر وہمہ کے شاہی چوتھرہ میں پڑھا جو خالص بریلوی مسلک والوں کا مدرسہ تھا، اس کے بعد بریلی چلے گئے، جہاں بڑے بھائی کے علاوہ اعلیٰ حضرت کے بعض دوسرے تلامذہ اور خلفاء سے بھی استفادے کا موقع ملا یہی وجہ ہے کہ اس تحقیق سے پہلے علمائے دیوبند کی تکفیر کے مسئلے میں بہت سخت تھے، مولانا احمد رضا خاں صاحب کے کئی قریبی لوگ مثلاً مولانا ظفر الدین بہاری المعروف بہ ملک العلماء وغیرہ تکفیر کے فتویٰ کو درست نہ جانتے تھے، مولانا عبدالعزیز صاحب بھی آخر میں ان حضرات کے ہم خیال ہو گئے تھے، حضرت مفتی خلیل احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی کے اس نظریے سے سخت اختلاف تھا، وہ اس زمانے میں یہی سمجھتے تھے کہ اعلیٰ حضرت نے جو کہا حرف بحرف صحیح ہے۔

احقر نے حضرت مفتی صاحب سے خود دریافت کیا، آپ تکفیر کے معاملے میں بہت سخت تھے تو کیا آپ نے علمائے دیوبند کی کتابیں بالکل نہیں دیکھی تھیں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے بعد مزید کسی تحقیق کی ضرورت ہی نہ سمجھتے تھے اور یہ یقین تھا کہ جو انھوں نے کہا اور دیوبندی حضرات کی طرف جو عقائد منسوب کئے ہیں وہ بالکل درست ہیں، اس باب میں شدت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے برادر بستی ڈاکٹر عبید اللہ خاں جو دارالعلوم کے فاضل اور عرصہ تک لاہور یونیورسٹی کے پروفیسر تھے، چونکہ دیوبند کے اکابر جسے جنظن رکھتے تھے اس لئے مفتی صاحب ان سے ملنا بھی پسند نہ کیا کرتے تھے تقسیم ہند کے وقت آپ کا قیام قصور میں تھا، قصور سے وطن آنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان دیوبندی رشتہ داروں سے سابقہ پڑے گا، اسی سفر میں جب آپ

دہلی پہنچے تو کئی جگہ غیبی تائید اور نصرت کے مناظر سامنے آئے، شاید اللہ تعالیٰ نے اس خوبی سفر سے گزار کر مرحوم کو اسی لئے زندہ و سلامت وطن واپس پہنچایا تاکہ آپ امر حق کا اعلان کر کے اللہ کے مخلص بندوں پر لگائے جانے والے الزامات کی تردید اور اس سلسلہ میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ کر سکیں۔

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ دہلی سے بخجور جانے کے لئے جس بس کا گورنمنٹ نے انتظام کیا تھا اس کا پیر وائز راہداری مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب مرحوم سے حاصل ہوتا تھا، مفتی صاحب کی شدت کا یہ عالم تھا کہ اس غرض سے مولانا کے پاس جانا گوارہ نہ کیا کہ وہ دیوبندی ہیں اور ان سے سلام و کلام کرنا پڑے گا، تعلیم سے فراغت کے بعد تعلیم و تدریس کی خدمات بھی بریلوی مکتب فکر کے مدرسوں میں انجام دیتے رہے، اولاً کچھ عرصہ بنگال میں رہے پھر تقسیم ہند تک قصور میں رہے اس کے بعد بدایوں تشریف لے آئے اور وہاں اول مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر، اس کے بعد عرصہ تک مدرسہ قادریہ بدایوں میں رہ کر عملی خدمات سرانجام دیں۔

فتاویٰ نویسی کا سلسلہ یہاں جاری رہا، اس فن میں عبور اور سنجگی کے سبھی قائل تھے، بارہا ایسا بھی ہوا کہ پیچیدہ مسائل میں خود مفتیان کرام حتیٰ کہ بریلی کے مدرسہ کے بعض حضرات بھی مشورے اور رہنمائی کے لئے حاضر ہوتے یا سوالات بھیج دیتے، جن کے تشفی بخش جوابات حضرت مفتی صاحب کے یہاں سے بھیج دیے جاتے، بریلی کے بعض حضرات نے بارہا یہ خواہش بھی کی کہ وہ میرے تشریف لے آئیں مگر مفتی صاحب نے اسے منظور نہیں فرمایا۔

بیعت کا تعلق خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ سے تھا، صاحب سجادہ مولانا سید محمد میاں صاحب آپ کے شیخ تھے اور خلافت بھی انھیں سے حاصل ہوئی

حضرت مفتی صاحب اپنے شیخ کے خلیفہ اعظم تھے اور اس موقف کے اظہار سے قبل تک ان کی یہ حیثیت سب کو تسلیم تھی، مرشد کو مسترشد پر فخر بھی تھا اور اعتماد بھی، اور فرمایا کرتے تھے کہ ان سے بڑا علم والا ہمارے یہاں دوسرا کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا اور ملک کے مختلف علاقوں میں آپ کے مریدین پھیلے ہوئے تھے، ذکر و اذکار اور اشغال و وظائف کے آخر عمر تک پابند رہے اور اپنے مریدوں کو بھی اسی رنگ میں ڈوبا ہوا دیکھنا پاتے تھے، احکام شریعت کے پابند تھے اور مریدین کو اسی کی تلقین کرتے تھے، اشغال و وظائف اور رشتہ دہدایت کی ان مشغولیتوں کے باوجود علمی مطالعہ کے معمول میں کمی نہ آتی تھی، عموماً رات کے ایک بجے تک مطالعہ کرتے، پھر تہجد کے وقت بیدار ہو جاتے اور اشراق تک مشغول رہتے، یہ معمول آخر دم تک رہا، یہی ان کی دنیا تھی اور یہی ہر جدوجہد کا محور تھا، حصول دنیا کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوئے اور سیاسیات سے بھی کوئی خاص تعلق نہ تھا، نہ مسلم لیگ میں تھے نہ کانگریس میں۔

البتہ تقسیم کے موضوع پر آپ کا موقف یہ تھا کہ تقسیم منہ صحیح نہیں ہے شرعی طور پر بھی اسے درست نہ جانتے تھے جس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ یہ ملک دارالحرب نہیں ہے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ یہاں ہمارے مدارس، مساجد، خانقاہیں اور دیگر اوقاف میں تقسیم کے بعد ان کا کیا ہوگا، اس سلسلے میں تقسیم ہند کے خلاف تحریک بھی چلائی جس کے سربراہ آپ کے مرشد مولانا سید محمد میاں تھے اور مولانا حسرت علی خاں کا گروپ بھی ہمنوا بلکہ شریک کار تھا، اس سلسلے میں بریلی کے خاندان سے ان حضرات کا سخت اختلاف رہا مفتی صاحب کی یہ جدوجہد بھی خالصتہً لہ تھی، شہرت، دولت یا سیاسی فائدے حاصل کرنا مقصود نہ تھا اسی زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک مخلص کچھ رقم لے کر آئے کہ آپ معاشی طور سے

پریشان رہتے ہیں یہ رقم رکھ لیجئے اور لیگ کے لئے کام شروع کر دیجئے تو مستقل انتظام ہو جائے گا، وہ وقت واقعی تنگدستی کا تھا اس کے باوجود مفتی صاحب مرحوم نے شکریہ کے ساتھ ان کی رقم اور پیشکش کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ یہ پیسے اپنے پاس ہی رکھئے اور صرف تقسیم کی شرعی ضرورت ثابت کر دیجئے، یہ واضح ہو جائے تو میں مفت خدمت کے لئے حاضر ہوں، اسی ایک واقعے سے کردار کی پختگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کے یہاں دینی امور میں شدت تو تھی مگر یہاں تعصب نہ تھا اور دینیوی مفاد و طمع کا تو وہاں گزر بھی نہ تھا البتہ حق قبول کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم تھی اور حق کے واضح ہونے کے بعد اس کے اظہار و اعلان میں کوئی جھجھک محسوس نہ کرتے تھے، علمائے دیوبند کے تعلق سے آپ کے سابقہ نظریات کی تبدیلی کا واقعہ اس کا جتنا جائز ثبوت ہے، اس سلسلے کا آغاز اجین سے ہوا تھا، وہاں کی جامع مسجد میں اہل حق کا غلبہ تھا آپ ایک سفر میں اجین تشریف لے گئے تو کچھ حضرات جو خود کو غیر جانب دار کہتے تھے راتنا تو طے ہے کہ دیوبند اور دیوبند کے اکابر سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا، انھوں نے یہ چاہا کہ جامع مسجد اجین میں آپ کا بیان ہو جائے تاہم شرط یہ تھی کہ کسے کی مخالفت اور رد کے بجائے مثبت انداز رہے، قیاس یہی ہے کہ غالباً یہ حضرات بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتے تھے مگر سمجھدار تھے اور چاہتے تھے کہ اسی طرح مفتی صاحب بیان وہاں ہو، حضرت مفتی صاحب نے یہ کہتے ہوئے منظوری دیدی کہ رد تو بہر حال ہوگا، ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں اس میں بھی معبودان باطل کا رد ہے بھلے ان کا نام نہ لیا جائے، تاہم بعض حضرات نے اس کی مخالفت کی جن کے سربراہ مولوی مظفر سہوانی تھے جو خالص حشمتی انداز فکر کے کہلاتے ہیں، موصوفان نے اسے صلح کلیت بتاتے ہوئے سخت نکیر کی اور زور دیا کہ یا تو وعظ نہ ہو یا

براہ راست تردید کی جائے، مفتی صاحب نے سمجھایا کہ جب ان عقائد کی تردید ہو جائے گی جنہیں ہم غلط کہتے ہیں تو حاملین عقائد کا رد بھی ہو جائے گا نام لینے کی کیا ضرورت ہے۔ خیر جملہ ہوا اور تمام لوگوں نے اسے پسند کیا اور دوبارہ آنے کی دعوت بھی دی گئی، مگر سہسوانی صاحب اور ان کے گروپ کے خیالات جو ان کے توں رہے، یہ پہلا نقطہ اختلاف تھا حضرت مفتی صاحب اور متشدین کے درمیان۔

اس کے بعد سہسوان کی ایک مجلس میں دیوبندیوں کے حربی بغیر حربی ہونے کی بحث اٹھی، ایک روایت یہ بھی ہے کہ کلمہ کفر سے انکار کو فقہاء نے حکماً توبہ مانا ہے، حضرت مفتی صاحب نے دوران وعظ یہ مسئلہ بھی بیان کر دیا، اس پر بعض حضرات نے سوالات کئے اور اسی سوال و جواب کے درمیان ایک صاحب نے یہ انکشاف کیا کہ جو عقائد دیوبندیوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں وہ لوگ اس سے انکار کرتے ہیں اور ایسے عقائد کو خود بھی کفر کہتے ہیں، عام بریلوی علماء کی طرح حضرت مفتی صاحب کے لئے بھی یہ ایک نئی بات تھی اور آپ بھی اب تک یہی سمجھتے تھے کہ جو عقائد اعلیٰ حضرت نے لکھے ہیں واقعی دیوبند والوں کے عقائد وہی ہیں، لہذا دریافت فرمایا کہ اس انکار کا ثبوت کیا ہے، سائل نے کچھ مہلت طلب کی اور اپنے گھر جاکر بسط البنان لے آیا جس میں حفظ الایمان کی عبارت پر تفصیلی گفتگو اور مولانا احمد رضا خاں نے جو عقیدہ منسوب کیا ہے اس سے برأت کا اظہار ہے مفتی صاحب نے اسے دیکھ کر خاموشی اختیار کی اور فرمایا اب اس سلسلے میں مکمل تحقیق کے بعد ہی کچھ کہہ سکتا ہوں،

اس واقعے کے بعد آپ نے اس موضوع پر فریقین کی تمام تحریرات جمع کیں، شرعی ماخذوں کا از سر نو مطالعہ کیا، علمائے دیوبند کی کتابوں کا ایک ایک حرف پڑھا اور موازنہ کیا، اس تحقیق میں ڈیڑھ دو سال صرف ہو گئے، اور جب

یہ واضح ہو گیا کہ جو الزامات ان حضرات پر ہیں وہ سراسر غلط ہیں اور جن عقائد کا انتساب بریلی والے کرتے ہیں دیوبندیوں کے یہ عقائد نہیں ہیں بلکہ وہ خود ایسے عقیدوں کو کفر اور اس طرح کے عقیدے رکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں، تو بغیر کسی پس و پیش کے اپنی تحقیق ظاہر فرمادی، اول اول آپ نے یہ سوچا کہ پورا طبقہ غلط فہمی میں ہے، لہذا سب کو باخبر کر دیا جائے تاکہ اجتماعی طور پر یہ اعلان ہو جائے۔ یہ بات کچھ حضرات کے سمجھ میں بھی آئی مگر بعض ایسے حضرات نے جو ملت کے انتشار ہی کو اپنا واحد ذریعہ آمدنی سمجھتے ہیں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کیں اور سب سے پہلے کوشش یہ کی کہ حضرت مفتی صاحب کو کافر اور دیوبندی ثابت کریں تاکہ ان کی بات نہ کوئی سنے نہ اس کا اثر ہو۔

مناظرہ اور گفتگو کی دعوت بھی دی گئی مگر عین گفتگو میں پہلو تہی کر کے واپس ہو گئے اور جب دیکھا کہ زبانی گفتگو میں ہمیں قائل ہونا پڑے گا، اور حقائق کے سامنے آنے کے بعد اس پر مجبور ہو جائیں گے کہ فتویٰ تکفیر کو غلط کہیں تو بجائے گفتگو کے عوامی سطح پر حضرت مفتی صاحب کو کافر ثابت کرنے کی جدوجہد شروع کر دی گئی، طرح طرح ستایا گیا سازشیں کی گئیں، بدنام کرنے کی ہم چیلانی گئی، کوشش یہ کی گئی کہ ہر طرف سے کٹ جائیں مگر یہ مرد حق آگاہ اپنے موقف پر اٹل رہا اور سچائی کے ظاہر ہو جانے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی کسی طرح کی لچک اپنے اندر پیدا نہ کی۔

یہ بھی ہوا کہ تلامذہ و احباب اور مریدین کا ایک حلقہ دور ہو گیا بدایوں جوٹن بن چکا تھا وہاں رہنا دو بھر ہو گیا مگر مرد مومن کی پیشانی پر ایک شکن تک نہ آئی اپنے اسی موقف پر آخر دم تک قائم رہے کہ اہل دیوبند کی طرف جو عقائد منسوب کئے جاتے ہیں ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں، لہذا اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ غلط

ہے، سلامتی اور ایمان کی بقا اس میں ہے کہ ان کی تکفیر سے کف لسان کیا جائے، افسوس کہ
۱۲ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۴ جون ۱۹۹۰ء کو واصل بحق ہو گئے۔

گیا ہنستا ہوا دنیا سے لب پر نام حق لے کر

خدا شاہد ہزاروں خوبیاں یقین مرنے والوں میں

آخری وقت قبولیت کے متعذر مناظر سامنے آئے، سفر میں معمول یہ تھا کہ
اگر کہیں اصرار کیا جاتا اور دینی فائدہ ہوتا تو رک جاتے، وفات سے ایک روز قبل
بھی سفر ہی میں تھے اور بعض ایسے احباب نے روکنے چاہا جن کی بات کبھی ٹالتے
تھے مگر آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ آج بہر صورت مجھے بدایوں پہنچا دو،
احباب کو بلا کر فردا فردا ملے نصیحتیں کیں، شریعت کی پابندی کی تلقین کرتے رہے
بہتوں کی نماز صحیح کرائی اور نماز کے مختلف مسائل بتائے اور شام کو بدایوں آگئے
رات تہجد کے وقت بیدار ہو گئے، اور اشغال و نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر
اشراق کے بعد نشستہ کیا اور لیٹ گئے، اسی دوران یہ شکایت کی کہ طبیعت
گھبرا رہی ہے، معالج کو بلایا گیا، دوبارہ یہی کیفیت ہوئی، لوگ پھر ڈاکٹر کو بلانے
گئے، اسی دوران تین مرتبہ اللہ اللہ کہا اور ڈاکٹر کے آنے سے قبل ہی روح حق
عنقریب سے پرواز کر گئی (اللہ وانا الیہ راجعون)۔

تدفین بدایوں ہی میں درگاہ روڈ قبرستان میں ہوئی اللہ پاک ان
کی قبر کو مزید روشنی اور نور سے بھر دے۔

اولاد میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں سب سے بڑے ڈاکٹر
علیق احمد صاحب ہیں، مولوی اور حافظ بھی ہیں اور آج کل نجیب آباد میں
مطبک کر رہے ہیں، دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر خلیق النظر صاحب ہیں
جو غازی آباد میں مقیم ہیں، یہ بھی فارغ التحصیل اور منظر اسلام بریلی کے

سند یافتہ ہیں، چھوٹے صاحبزادے قاری فضیل النظر ہیں، جن کا قیام ان دنوں
لکھنؤ میں ہے، آخری تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ہی پائی ہے۔

ایک یادگار حضرت مفتی صاحب کا وہ مدرسہ ہے جو بدایوں کے محلہ سوتھ میں
قائم فرمایا تھا، اس علاقے میں دینی بیداری اور اس کے لیے ایسے مدارس کا قیام اور
بقا ضروری ہے، ہم سب کا خراج عقیدت یہ ہو گا کہ اس مدرسے کی ترقی کے واسطے
ہر ممکن کوشش کریں اور اس سلسلے میں امکانی حد تک ہر طرح سے تعاون کریں۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن انجمن فروغ سنت ممبئی نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا جو
ہاتھوں ہاتھ نکل گئی تھی اس کے بعد کتاب کمیاب ہو گئی، ملک کے کونے کونے
سے شدید تقاضے آنے لگے اب کتاب کا دوسرا ایڈیشن انجمن اہل سنت والجماعت
ممبئی کے سکریٹری اور دارالکتاب ممبئی کے مالک جناب مولانا عبدالسلام خان
قاسمی شائع کر رہے ہیں۔ الحمد للہ موصوف کو اکابر دیوبند کے کارنسٹ کی اشاعت
اور بدعت کی شیخ کنی سے خصوصی لگاؤ ہے۔ مولانا کا ارادہ ہے کہ کتاب یکے بعد
دیگر ہندی، گجراتی اور دیگر زبانوں میں شائع ہو تاکہ حقیقت حال واضح ہو اور
عوام کا مغالطہ دور ہو اس کتاب کی اشاعت کو ایک تحریک سمجھ کر ان بھائیوں تک
پہنچائیں جن کو بریلوی علماء نے بد ظن کر رکھا ہے۔

تقدیم

(بوریحان ضیاء الرحمن فاروقی)

علماء دیوبند کے بارے میں مولانا احمد رضا خاں کی نظریہ تکفیر اور اولیائے اہل سنت کی رائے

۱۔ اٹلہ میں انگریز ہندوستان میں داخل ہوا، تجارت کے نام پر آنیوالی یہ قوم شاطرانہ سیاست کے بل بوتے پر تاجور بن گئی، سلطان ٹیپو مقابلہ کے لئے نکلا، اس کی فوج میں غذا پر پیدا کر کے میسور کی چار لڑائیوں کے بعد تھک کر دیا گیا، فوج سراج الدولہ بھی تیشہ آفرنگ کا ہدف بنا۔ اس دوران شاہ ولی اللہ نے اصلاحی تحریک کا آغاز کر دیا تھا، آپ کے فرزند شاہ عبدالعزیز نے انگریزی جارحیت اور کھلم کھلا عیسائیت کی تبلیغ دیکھی تو انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیدیا انگریز نے اس فتویٰ کو سبوتاژ کرنے کے لئے منسوخی جہاد کا منصوبہ بنایا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اسی فتویٰ کی رہین منت تھی، انگریز نے ۱۸۵۷ء میں ۱۴ ہزار علماء کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا، اور اس کے بعد مسلم قوم کو جہاد کے خلاف استعمال

کرنے کے لئے مرزا قادیانی کو پیدا کیا گیا، اس نے سب سے پہلے یہ فتویٰ دیا کہ مسلمانوں پر جہاد حرام ہو چکا ہے، یہی فتویٰ کچھ عرصہ بعد مولوی احمد رضا ریوی کے دیا، بلاشبہ انگریز نے ان فتادی کو علماء ہند کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے حربہ کے طور پر استعمال کیا، اُدھر ہندوستان کے علماء کی وہ جماعت جو خاندان ولی اللہی کے زیر سایہ تھی، دیوبند کی بستی میں ایک مدرسہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے مدرسہ کی بنیاد رکھنے کے بعد اس کا اولین مقصد انگریزی حکومت کا خاتمہ قرار دیا، جو نہی دیوبندی علماء نے تحریک آزادی کا علم اٹھایا، مولوی احمد رضا خاں نے ان کی بعض کتبوں کی عبارات کا سیاق و سباق بگاڑ کر ان پر کفر کا فتویٰ صادر کر دیا، یہ ایسا موقع کہ آزادی کے علمبرداروں کے خلاف خود مسلمانوں کے اندر ایک گروہ کی آواز سے انگریز کو ناقابل بیان حد تک فائدہ پہنچا، غلامی کی زنجیر طویل ہوتی چلی گئی، دوسری طرف فتویٰ تکفیر کی آڑ میں مذکورہ علماء حق کو دہائی، گستاخ رسول اور اولیاء کرام کا دشمن قرار دے کر مسلمانوں کے اندر فرقہ واریت کی بنیاد رکھ دی گئی، آج تک مولوی احمد رضا خاں کے ماننے والوں نے جوں کا توں یہی مشن سنبھال رکھا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ خدا ان لوگوں کو ہدایت عطا کرے، اور فرقہ واریت کی جڑوں کو اکھاڑے، آمین دوسری طرف مولانا احمد رضا خاں اور ان کے بیروکار جن بزرگوں کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں علماء دیوبند کے بارے میں ان کی آراء ملاحظہ ہوں

قطب الاقطاب حضرت حاجی ملا اللہ ہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ

جو صاحب اس فقیر سے محبت رکھیں وہ مولوی رشید احمد اور مولوی محمد قاسم کو جو تمام کمالات کے جامع ہیں میری جگہ بلکہ مدارج میں مجھ سے فوق سمجھیں، ایسے لوگ اس زمانہ میں نایاب ہیں۔ (ضیاء القلوب من مطبع مجتبائی دہلی)

حضرت سید منظر قیوم صاحب سجادہ نشین مکان شریف

علماء دیوبند سے آپ کے گہرے روابط تھے، سید عطار اللہ شاہ بخاریؒ تو آپ کے شیدائی تھے، آپ کے صاحبزادے سید محفوظ حسین شاہ صاحب فاضل دیوبند ہیں۔
(از حکایات مہر دوقا)

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقیہ شریف

مولوی انور علی اور مولانا انور شاہ کشمیری مدرس دارالعلوم دیوبند مولانا احمد علی لاہوری کے ہمراہ شرقیہ شریف لائے، حضرت میاں صاحب بڑی محبت سے ملے پھر آپ نے مہانوں کو بڑی عزت سے رخصت کیا، موٹر کے اڈہ تک میاں صاحب خود سوار کرانے گئے، شاہ صاحب نے میاں صاحب سے کہا میری کمربند ہاتھ پھیر دیں، آپ نے ایسا ہی کیا، بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا: شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر مجھے ایسا کہہ رہے ہیں، پھر فرمایا: "دیوبند میں توری وجود ہیں، ان میں ایک انور شاہ ہے۔"

(از خزینہ معرفت، مولفہ صوفی ابراہیم قصوری ۲۵۴)

بار اول مطبوعہ فیروز سنٹر لاہور ۱۳۵۵ھ)

حضرت پیر سید غلام محی الدین صاحب گولڑی

علمائے دیوبند کے بارے میں دو فریقین میں جھگڑا ہوا تو فیصلہ ہوا کہ سیال شریف یا گولڑہ شریف سے علماء دیوبند کے بارے میں فتویٰ منگوایا جائے، گولڑہ شریف سے حضرت قبلہ پیر محی الدین شاہ نے جو تجویز فرمایا، ملاحظہ ہو:

"میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں، اور دین کا کام کر رہے، جو شخص بھی ان کے حق میں کچھ کہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے، میرے قبلہ حضرت مہر علی شاہ صاحب کا بھی یہی مسلک تھا۔"
(از: ڈھول کی آواز، مولانا کامل الدین ۹۹)

حضرت قبلہ پیر سید مہر علی صاحب گولڑہ شریف

ایک شخص نے دریافت کیا، مولوی قاسم صاحب کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں، پیر صاحب نے جواب میں فرمایا:
"تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں پوچھتے ہو، وہ حضرت حق تعالیٰ کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔"
(از: اسوہ اکابر ۲۴، مطبوعہ ۱۹۶۲ء لاہور)

حضرت خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

"میں نے تجھ پر اناس (از مولانا قاسم نانوتویؒ) کو دیکھا میں مولانا نانوتویؒ کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سندیں ان کا نام بھی موجود ہے، خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے مولانا کا دماغ جہاں تک پہنچا ہے وہاں معترضین کی عقل نہیں پہنچ سکی، قضیہ فرضیہ کو قضیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔"
(از ڈھول کی آواز مللا)

مرشد کامل حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

"مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کو کسی میں ولایت مل گئی ہے، مولوی رشید احمد

گنگوہی کے قلب میں ایک نور ہے جس کو ولایت کہتے ہیں
(کمالات رحمانی، ص ۱۵۱، طبع سوم)
(مطبوعہ: آزاد پریس، پٹنہ، بھارت)

حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

”میں نے ایک دفعہ خواب میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دیوبند کو دیکھ
کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے ہیں، جہاں پائے مبارک کا سایہ
پڑتا تھا وہاں دیکھ کر آپ پاؤں رکھتے تھے۔
(از: انوار العاشقین ص ۷۷، مشاق احمدی)

حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین خلیفہ جماعت علی شاہ علی پوریؒ

آپ مظاہر علوم سہارنپور کے فارغ التحصیل بزرگ تھے، اور فرمایا کرتے تھے:
”ہماری دستار بندی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے ہاتھوں
ہوئی، دورہ حدیث کے طلبہ کو آپ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم بھیجا کرتے تھے۔“
(از: اسوۂ اکابر)

حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف سرگودھا

جس زمانے میں مولانا محمد ذاکر صاحب بانی جامع محمدی شریف جھنگ
دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے، آپ نے دیوبند کا سفر کیا، دیوبند ریلوے اسٹیشن
پر علماء اور طلبہ نے آپ کا استقبال کیا، دارالعلوم میں مکمل چھٹی کر دی گئی اور آپ
کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا، آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا

حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خطاب میں دارالعلوم کی خدمات کو خراج تحسین
پیش کیا، بعد ازاں آپ نے مدرسہ کو ۲۰۰ روپے عطیہ بھی دیا
(از کتاب تحریک جامع محمدی شریف جھنگ)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

ایک شگرد مولوی محمد اسلم کا بیان ہے۔
”میرے والد حضرت سید عبدالغنی صاحب خلیفہ اعظم حضرت سید جماعت
علی شاہ ثانی علی پوریؒ نے آخری کتابوں کی تعلیم کے بعد مجھ سے کہا، دورہ حدیث
کے لئے دارالعلوم دیوبند یا منظر اسلام بریلی چلے جاؤ، میں نے کہا میں اپنے
استاد سید محمد حسین شاہ صاحبزادہ حضرت جماعت علی شاہ سے مشورہ کروں گا
چنانچہ میں علی پور گیا، تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے دیوبند جانے کا مشورہ دیا،
اس وقت بڑے حضرت حیات تھے، رخصت کے وقت میں نے آپ کی خدمت
میں عرض کیا، تو آپ نے بھی دارالعلوم دیوبند جانے پر خوشی ظاہر فرمائی، چنانچہ
وہاں میں نے دو سال تک دورہ حدیث کی تعلیم مکمل کی۔
(از اسوۂ اکابر، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء)

حضرت پیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چورہ شریف

اسوۂ اکابر کے ص ۳ پر درج ہے۔
”حضرت پیر احمد شاہ صاحب چورہ شریف ضلع کیمبل پور نے اپنے بھائی حضرت
خواجہ ملا دین محمد صاحب چوروی کی زندگی میں دیوبند کے مدرسہ میں تعلیم پائی اور پھر
اکابرین دیوبند کے علم اور تقویٰ کی تعریف فرماتے رہے، کتاب ذکر کے مولف کا بیان

ہے کہ کئی مرتبہ خود اس نے موصوف سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کے بارے میں تعریفی کلمات سنے ہیں۔

حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ

”مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ میں نے نہیں پایا، مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے ایک مرتبہ زیارت لی ہے، میرا اعتقاد ہے کہ یہ سب حضرات علماء ربانیین اور اولیائے امت میں سے ہیں، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی خدمات سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔“

(از: چراغِ اہلسنت مولانا سید فردوس علی شاہ ص ۲۴)

حضرت پیر کرم شاہ صاحب بھیرہ شریف جسٹس فاقی شرعی عدالت پاکستان

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تصنیف ”مستی“ تحذیر الناس کو متعدد بار غور سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا:

(از: مکتوب بنام مولانا کامل الدین توکالوی صاحب

بحوالہ حکایات جہر و ف، ۱۵، ڈھول کی آواز ص ۱۸)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی نظامی بچا پڑاں شریف ضلع رحیم یار خان

” حاجی امداد اللہ جہار مکیؒ، کامل زندگی والے بزرگ تھے، اکثر علماء دہلی گنگوہ سہارنپور دیوبند والے آپ کے عکس کا پرتو تھے، بالخصوص حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی وغیرہ (ملفوظات خواجہ مقایس الجالس ص ۲۶)

ایک انتہائی اہم اور قابل غور سوال

ہندوپاک کے ۱۵ اولیاء کرام اور مشائخ کی آراء جو انھوں نے علماء دیوبند کے بارے میں مختلف مقالات پر ظاہر فرمائی ہم نے رقم کر دی، آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان کے نزدیک علماء دیوبند کی جماعت نہ صرف یہ کہ مسلمان ہے بلکہ ان کے علماء اولیاء امت ہیں، اور یہ اہل سنت کا سچا گروہ ہے، جبکہ مولوی احمد رضا خاں نے اپنے کتابوں میں علی الاطلاق علماء دیوبند کو کافر و مرتد لکھا ہے، حتیٰ کہ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص علماء دیوبند کو کافر و مرتد نہ مانے وہ بھی کافر ہے،

خان صاحب کی اس تحریر کی روشنی میں مذکورہ ۱۵ بزرگ بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتے ہیں، قارئین کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ جس شخص کی تحریر سے برصغیر کی تمام جماعتیں اور علماء کافر ہو جاتے ہیں، وہ خود کیا چیز ہے؟ کیا وہ اہلسنت کے لفظ کی آڑ میں ان اولیاء کرام کا گستاخ نہیں ہے؟ اور بریلویت کے جس نظریہ اور دین و مذہب کی بنیاد اُس نے ڈالی ہے اس کا ان مشائخ سے دور کا بھی واسطہ نہیں، وہ حضرات جو ان بزرگوں سے عقیدت رکھتے ہیں انھیں مولوی احمد رضا خاں کے متعلق اپنے نظریے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔



بیان مقصد تین وقف

فقیر کا مقصد بفضلہ تعالیٰ ہر وقت حق گوئی و حق طلبی رہا ہے۔ درحقیقت یہ مقصد ایسا نفس اور پاکیزہ ہے کہ ہر مومن کی ایمانی شان کا تقاضہ ہے کہ اس کا طالب و خواہاں رہے ہمیشہ سے اہل ایمان کا یہی طریقہ رہا ہے۔ آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے کہ تمام ادیان میں صوفیوں میں اسلام ہی حق ہے اور اس کے سوا اور ادیان سب باطل ہیں۔ لہذا حق وہی ہے جو اسلام نے بتایا۔ شریعت مصطفیٰ ہی حق و ناحق معلوم کرنے کی میزان ہے فقیر حق الامرانہ درمیش ہونے والے حالات کو میزان شریعت مطہرہ میں تو لکرا اس کے حق و ناحق صحیح و غلط ہو کا فیصلہ کرتا رہا ہے۔ وضوح حق کے بعد اسی کو اختیار کر لیا سیاسی دور آیا تو اس میں بھی شریعت مطہرہ کے احکام کے مطابق جو امر حق ثابت ہوا اسی کو اختیار کیا چونکہ مقصد اللہ تعالیٰ اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا جوئی اور خوشنودی ہے۔

پیائے مسلمانو! ہمارے سامنے وہ جائگہ از اور روح فرما منزلیں ہیں جن میں حق تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم کے سوا کوئی چارہ ساز نہ ہوگا۔ موت کی منزل پھر قبز پھر عالم برزخ پھر برزخ الحساب۔ اس روز انسان کے ہر عمل ظاہری و باطنی کا مکمل حساب ہوگا جو عمل یا قول خلافت شریعت مطہرہ ہوگا وہ وبال جان بن جائے گا واللہ یغفر لمن یشاء وھو الغفور الرحیم۔ فقیر اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرتا ہے کہ رب تعالیٰ ہم سب کو راہ حق پر چلنے

در اتباع شریعت مطہرہ کی دولت و نعمت سے مالا مال کرے۔ آمین بجاہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ عزیز و ایمان سے زائد کوئی دولت نہیں ہمیشہ کی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ صرف ایمان ہے یعنی جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے ہمیں پہنچایا اس کے حق ہونے پر یقین کامل بغیر شک و تردید کے رکھنا ایمان ہے۔

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت بلکہ سب نبیوں کی شفاعت اہل ایمان کیلئے ہوگی جو دنیا سے ایمان لے کر نہ جائیں گے ان کی شفاعت میں کچھ حصہ نہ ہوگا لہذا ایمان کی حفاظت سب اہم کاموں سے زیادہ اہم ہے شیطان اور اس کی ذریت ایمان اور ایمان والوں کی سخت دشمن ہے۔ قبر میں ایمان کا ساتھ لیجا بہت مشکل کام ہے۔ بغیر حق تعالیٰ کے فضل و کرم کے اس ہم میں کامیابی نہیں ہو سکتی کہ شیطان اور اس کی ذریت قدم قدم پر بے دین بنانے کے لئے اپنے جال بچھائے ہوئے ہیں۔ ہر روپ اور بھیس میں اپنا کام کر رہے ہیں یہاں تک آخری وقت دم مرگ میں بھی دوسرے شیطان ایک باپ دوسرا ماں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور مرنے والے انسان مومن کو بہکا کر اسلام اور ایمان کی حق راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حکماً فی الحکام!

اکثر لوگ خوب جانتے ہیں کہ فقیر کا مسلک اس سے قبل دربارہ تکفیر وہ ہی تھا جو فاضل بریلوی مرحوم اور ان کے متبعین کے فتاویٰ میں بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ ان کی تحریرات پر اعتماد تھا اور دربارہ تکفیر ان حضرات کے فتاویٰ کو صحیح اور درست سمجھتا تھا اپنی ذاتی تحقیق کیلئے موقع نہ مل سکا تھا۔ اب کچھ عرصہ سے فقیر کو رب تعالیٰ نے کچھ ایسے مواقع اور حالات عطا فرمائے کہ ان فتاویٰ اور تحریرات کو بہ نظر غائر مطالعہ کیا۔ ان فتاویٰ تکفیر کو ضعف و اسقام سے نالی نہ پا کر فقیر نے ان فتاویٰ کے تکفیری احکام سے کف لسان یعنی کافر کہنے سے زبان کو روک لیا کہ مسلمان کو کافر کہنے کی راہ خطرناک ہے۔

پھر فقیر نے بریلی کے فتویٰ تکفیر پر غور کیا تو ثبات ہوا کہ اُن کے اعتبار سے تو بہشتان و بیرون ہند کے لاکھوں کروڑوں مسلمان اسلام سے خارج اور کافر ٹھہرتے ہیں۔ مکملہ معظّمہ کے امام و مؤذن اور نمازی، مَدینہ منورہ کے امام و مؤذن اور نمازی پھر علمائے دیوبند کا پورا گروہ عالم وغیر عالم پھر باریوں مدرسہ سہ ماہیہ کے علماء کا سارا گروہ پھر علمائے رامپور کا پورا گروہ پھر علمائے لکھنؤ کا پورا گروہ سہ اُن کے مریدین اور معتقدین و شاگردوں کے۔ یہاں تک کہ منظر علی حضرت مولوی حشمت علی صاحب کے فتویٰ کی رو سے جو اُن کی کتاب ستر بادب سوالات میں درج ہے، مولوی سید محمد میاں صاحب المعروف بہ محدث اعظم کچھ چھوی بھی کافر و مرتد ہو گئے۔ علمائے باریوں کے احکام سے حضرات مارہرہ میں حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب محدث کچھ چھوی حضرات مارہرہ میں سے حضرت مولانا سید شاہ اسماعیل حسن صاحب علیہ السلام اور اُن کے صاحبزادے اور جانشین مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نہ بچ سکے، حالانکہ یہ حضرات اپنی تحقیق کی رو سے فاضل بریلوی کے ساتھ تھے۔

بلکہ یوں سمجھئے ان فتاووں کے طور پر کفر اور عامیہ میں سے ہو گیا۔ پھر مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خلفاء و مریدین کوئی بھی ان تکفیری فتاووں کی زد سے نہ بچ سکے۔ یہ احکام کہ اُن لوگوں سے سلام کلام، مصافحہ و معانقہ، اُن کا ذبح کیا ہوا گوشت، اُن لوگوں سے رشتہ داری وغیرہ سب حرام ہونے کا حکم عائد کر دیا۔

ناظرین! بانصاف اس پر غور کریں اور انصاف کریں جو خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ تمام عالم جن کی برکت و رحمت سے مستفیض ہوا اور ہوتا رہے گا جس کی لائی ہوئی شریعت تمام عالم کے لئے رحمت جس کی رحمت سے ہر دوست و دشمن حسب حال فیضیاب ہوں، جن کے صفحہ اور طفیل اور

مصابت کی برکت سے اُن کے اصحاب کرام اور اہل بیت عظام اور اُمتِ موحس کے علمائے اکامین و صلحائے عارفین سب کے سب رحمتِ عالم بنے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور کثیر تعداد تابعین و تبع تابعین کی رحمتِ عالم بنی۔ پھر اولیائے عارفین رحمہم اللہ علیہم میں حضرت سیدنا غوث اعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور خواجہ بہاء الدین نقشبندی بخاری اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہم اللہ علیہم اجمعین رحمتِ عالم بن کر ظاہر ہوئے اور خلقِ خدا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رحمت کا یہ عالم کہ دشمنوں کے ساتھ بھی طرقِ رعایت و رحمت کو ترک نہ کیا۔

عزیزین! جہنم میں سب زیادہ عذاب دو کافروں کو ہوگا۔ ایک وہ قاتل کافر جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا دوسرے وہ مقتول کافر جس کو کسی نبی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہو۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غزوات شریفہ میں کبھی کسی کافر کو اپنے دستِ مبارک سے قتل نہ فرمایا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرے ہاتھ سے قتل ہونے والے کافر کو زیادہ عذاب ہوگا اس لئے میں خود اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہیں کرتا ہوں کہ عذاب کی زیادتی سے بچ جائے۔ کیا ایسے نبی رحمت اور ایسی رحمت والی شریعت نے ہمیں یہ اجازت دی ہے کہ قاتلین لا الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو پابندی سے ادا کرنے والوں بشریعتِ مصلیہ کے احکام پر عمل کرنے والوں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو عتبہ عجم تک سب کو کافر و مرتد قرار دے دیا جائے۔

کیا مذہب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل کا یہ ہے۔ ان ائمان حق و ہدایت نے خارجیوں اور معتزلیوں پر بھی حکم کفر نہ لگایا۔ حالاں کہ ان فرقوں کے گمراہ اور مخالف اہل سنت ہونے میں کچھ کلام نہیں کیا۔ سیدنا غوث اعظم پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ طریقہ تھا؟ یا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روش تھی؟ کہ کروڑوں مسلمانوں کو اسلام سے خارج اور کافر کہو۔

ان حضرات موصوفین نے تو کافروں کو مسلمان بنانے کی کوشش کی اور بُروں کو اچھا بنانے کی کوشش کی ہے۔ نظر غائر اور تحقیق سے ثابت ہوا کہ ان تکفیری فتاووں کی بھرمار صرف عبارات کے تمام کلمات کے مطالب و مقاصد کے نہ سمجھنے پر ہے۔ فاضل بریلوی مرحوم نے ان کا مطلب وہ سمجھا جو حاکم الامین کے صفحات پر بیان کیا گیا ہے۔ اور علمائے اہل معصنہ نے بلکہ خود صاحب تحریر نے ان مطالب و معانی کا صاف صاف انکار کیا اور ان عبارات کا مطلب جو کہ شریعت کے موافق ہے بیان کر دیا۔

مسلمانو! انصاف کرو کہ اب اختلاف کس چیز میں رہا۔ ان عبارات کی مطلب شناسی میں کسی اعتقادی ضرورت دینی میں تو اختلاف نہیں رہا۔ کیوں کہ جس بات کو یہ حضرات کفر بتا رہے ہیں اُس کو وہ حضرات خود کفر مان رہے ہیں مگر اس عبارت کا جو مطلب فاضل بریلوی مرحوم بتا رہے ہیں اس عبارت کا وہ مطلب نہیں مانتے ہیں۔ ہندستان کے اور اہل علم بھی فاضل بریلوی مرحوم کے مقرر کردہ مطلب سے متفق نہیں ہیں۔

الغرض ان متبعین فاضل بریلوی کا مقصد یہ ہے کہ علمائے دیوبند اور علمائے بدایوں کی عبارات و الفاظ کا جو مطلب فاضل بریلوی مرحوم نے اپنی انفرادی رائے سے مقرر کر دیا اُس پر سب آنکھیں بند کر کے ایمان لاؤ اور تمام اہل علم ہندستان اپنے پڑھے لکھے کو بلائے طاق رکھ دیں۔ سوائے فاضل بریلوی کی انفرادی رائے کے اور کسی طرف

توجہ نہ کرو کیوں کہ قرآن و حدیث اور فقہ کو صرف انھوں نے سمجھا ہے اُن کے علاوہ سب جاہل ہیں۔ ناواقف لوگوں میں ان کی تعریف و توصیف حد سے بڑھ کر کرو جیسا کہ اس کتابچے میں جس کا نام ظلاً شرعی فیصلہ رکھا ہے حقیقتاً وہ غیر شرعی فیصلہ ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و امام فخر الدین رازی و امام غزالی و شیخ محمد الدین بن عربی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کی تنقیص شان کی گئی یہاں تک کہ علامہ شامی صاحب رد المحتار و امام جعفر طحاوی رحمہما اللہ تعالیٰ کو فاضل بریلوی کی شاگردی کے لائق بتایا گیا ہے۔ استغفر اللہ

مسلمانو! غور کا مقام ہے علامہ سید بن عابدین شامی کی تحقیقات علمیہ و فقہیہ کا ہر طرف ڈنکا بجا ہوا ہے۔ کوئی دارالافتاء ان کی مبارک کتاب رد المحتار سے خالی نہ ملے گا۔ ان کی تحقیقات فقہیہ تمام حنفیوں کو مسلم پھر رئیس الاحناف امام الفقہاء ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مزنی کے شاگرد یعنی امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو فاضل بریلوی کی شاگردی کی آرزو کرنے والے بتا رہے ہیں اور پوری پارٹی اس پر خوش ہو رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حالات سے ثابت ہوا کہ ان متبعین اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقصد صرف اعلیٰ حضرت کے وقار کو اونچا کرنا ہے۔ احکام شریعت سے اُن کو کچھ کام نہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اُن سے پوچھا جائے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کیا مذہب امام اعظم سے الگ اور جدا ہے یا وہ ہی ہے۔ اگر جدا ہے تو ظاہر کیا جائے اور وہی ہے تو اس کا نام مسلک اعلیٰ حضرت کیوں رکھا جائے۔ مذہب امام اعظم زندہ باد کیوں نہ کہا جائے۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ دو مسلک اعلیٰ حضرت نے امت مرحومہ کے سامنے ایسے پیش کئے جو اُن سے قبل کسی امام کسی عالم کسی ولی کو نہ سوبھے۔ دونوں مسلکوں کی

قول کو ترک کر کے اس حدیث کے موافق حکم دینا اور اسی کو ہمارا مذہب سمجھنا کہ مقصود اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نہ کہ اور کسی کا۔

امامان حق نے صاف ارشاد فرمادیا کہ تحقیق کی راہ کشادہ ہے بند نہیں ہوئی لہذا فقیر کا موقف کف لسان، دلائل شرعیہ و قواعد و اصول علمیہ کی وجہ سے ہے۔ اس میں نفسانیت یا اغراض دنیوی یا کسی کی مدح سرائی یا کسی طعن سرائی و حمایت و غرض ان مذکورہ صورتوں میں سے کسی صورت کا فقیر کے اس موقف و مسلک میں دخل نہیں۔ ان میں سے کوئی چیز میرے اس مسلک و موقف کی بنیاد ہے۔ رب تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ علیم وخبیر ہے۔ فقیر نے اپنے علم و تحقیق کی بنا پر خداوند عالم ستوح و قدوس کے خوف سے اور روز جزا کے ڈر سے اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے قصد سے اپنا یہ موقف ٹھہرایا ہے ورنہ اس سے قبل فقیر خود مسئلہ تکفیر میں متشدد تھا بعد غور و تأمل کے ثابت ہوا کہ بریلی اور دیوبند کا اختلاف اصولی اختلاف نہیں عبارات علماء دیوبند کے مطلب شناسی میں اختلاف ہے جس کو بڑھا چڑھا کر عوام میں اصولی اختلاف بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ علمائے دیوبند کے عقائد میں کوئی عقیدہ ایسا ثابت نہیں ہوا جس پر حکم کفر و ارتداد دیا جاسکے۔ اسی طور سے علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں کے عقائد میں کوئی عقیدہ ایسا ثابت نہیں ہوا جس پر حکم کفر دینا کے۔ فاضل بریلوی مرحوم نے جو عقائد کفریہ ان کی طرف منسوب کئے ہیں وہ ہرگز ان کے عقائد نہیں نہ ہم کو ان کے کلام میں مضامین کفریہ کا ثبوت شرعی طور پر ہوا لہذا ان حضرات پر تکفیری احکام فاضل بریلوی مرحوم نے لگائے ہیں ان کو ساقط الاعتبار قرار دیکر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر عمل کرنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لائے اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔

احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔ جن لوگوں پر فاضل بریلوی کی نکتہ عقیدت کا غلبہ ہے ان کو بھی شریعت مطہرہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے فاضل بریلوی کے کلام میں کم از کم تاویل مناسب کر کے مسئلہ تکفیر میں کف لسان ہی اختیار کرنا چاہئے اسی میں بھلائی ہے اور اسی میں انشاء اللہ تعالیٰ آخرت کی میانی ہے کہ فاضل بریلوی فرشتے نہ تھے، نبی و رسول نہ تھے یقیناً بشر غیر معصوم تھے۔ ان کی ذاتی و انفرادی رائے قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتی ہے۔ ہمارے لئے ان کی تقلید بھی کسی عبارت کی مطلب شناسی میں کیسے ضروری ہو سکتی ہے۔ اس پرفتن دور میں کافر کھنے کا شوق اس قدر بڑھ چکا ہے کہ کناہل و ناواقف لوگ بھی اس کو اپنا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں۔

ابھی ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ مولوی حشمت علی خان صاحب کے لڑکے مولوی مشاہد رضا سیلی بھیتی نے فقیر کے پاس ایک تحریر بھیجی تھی جس میں انھوں نے فقیر کی بابت یہ کہا تھا کہ آپ محال شرعی کو زیر قدرت باری تعالیٰ جل و علا مانتے ہیں۔ لہذا آپ کی تکفیر کے لئے یہی کافی ہے۔

گو دنیا میں علم کی کمی اور جہالت کی کثرت ہو گئی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ اہل علم و فضل دنیا میں ابھی زندہ ہیں اور موجود ہیں۔ ان قلم خود علامہ نے اپنے جمل اور بے علمی کا ثبوت دیا ہے اور علم اور اہل علم پر ظلم کیا ہے۔ ابھی تو بیچارہ عبارات اہل علم کے صحیح ترجمہ کرنے پر بھی قادر نہیں ہے۔ بقول شخصے: 'کے آمدی وکے پیر شدی' اس پر بہت یہ کہ اکابر علماء پر فتویٰ کفر لگانے کا شوق۔ فقیر نے ایسی لغویات کی طرف توجہ کرنا بیجا سمجھ کر ترک کیا کہ اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاماً۔ فرمان رب کریم ہے واعرض عن الجاہلین بھی فرمایا گیا ہے۔ ان دونوں آیات شریفہ سے بفضلہ ہم کو سبق ملا ہے کہ جاہلوں سے عرض فرنا چاہئے۔ فقیر نے اسی پر عمل کیا۔

زائے کس کہ بر قرآن و سنت نہ رہی
آنست جوابش کہ جوابش نہ رہی

قول شیخ مصلح الدین شیرازی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ محال شرعی جو کہ محال بالغیر کی ایک صنف ہے، ممکن بالذات ہوتا ہے علم کے محققین کا ارشاد ہے کہ ہر ممکن بالذات زیر قدرت الہی داخل ہے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی مرحوم اپنے رسالے "امتناع نظیر" میں فرماتے ہیں:

"افاد الاستاذ پس حق آنست کہ او سبحانه برہر ممکن ذاتی قادر است"

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ مولانا خیر آبادی نے کس قدر صاف طریقہ سے فرمایا ہے کہ حق یہی ہے کہ حق تعالیٰ جل و علا ہر ممکن ذاتی پر قادر ہے۔

علامہ عبد الغنی نابلسی مطالب مرضیہ میں فرماتے ہیں: قال المحققون المراد بالممکن ما لا یجب وجوده ولا عدمه لذاته فلا یخل ما لا یتصور من الممكنات لا لذاته بل لغیرہ کمن تعلق علمہ تعالیٰ بعدم وقوعہ کایمان اجی جہل ۱۱

یعنی حضرات محققین فرماتے ہیں کہ ممکن سے مراد یہ ہے کہ جس کا عدم وجود بالذات واجب نہ ہو لہذا وہ ممکنات جن کا وجود بالذات محال نہیں بلکہ بالغیر ہے وہ بھی ممکن میں داخل ہیں جیسے وہ ممکن جس کے عدم وقوع سے علم الہی جل شانہ متعلق ہو گیا۔ مثل ایمان ابو جہل کے۔ یعنی علم الہی اس کے عدم وقوع سے متعلق ہو گیا کہ وجہ ممکن بالذات ہونے کے محال بالغیر یعنی محال شرعی ہے۔ زیر قدرت باری تعالیٰ داخل ہے۔ اس علامہ تقلم خود کے نزدیک تو فاضل خیر آبادی اور علامہ عبد الغنی نابلسی علیہما الرحمۃ بھی کافر ہیں کہ جو صاف فرما رہے ہیں کہ ہر ممکن بالذات زیر قدرت باری تعالیٰ داخل ہے

بلکہ خود فاضل بریلوی بھی اسی کے قائل ہیں۔

دیکھو المستند المعتمد حاشیہ لمعتقد المنتقد اس ہوشمند سے کہا جائے کہ تیرے اس قول سے تیرے مسلم علماء بھی کفر سے نہ بچے۔ سچ ہے کہ الجاہل مفرط او مفرط یعنی جاہل ان بلاؤں میں سے ایک میں ضرور ہوتا ہے۔ زیادتی یا کمی۔ اب آپ نے دیکھ لیا کہ علامہ تقلم خود نے حکم کو کس کس اپنے مسلم علماء پر دیا یعنی فاضل خیر آبادی، فاضل بریلوی علامہ عبد الغنی نابلسی جن کو فاضل بریلوی عالم ظاہر و باطن لکھتے ہیں۔

الغرض ایہ گروہ مسلمانوں کو کافر کہنے کے ہمک مرض میں مبتلا ہے۔ رب تعالیٰ حق گوئی اور حق شناسی کی توفیق عطا فرمائے اور اس ہمک مرض سے نجات بخشنے۔ اس حاصل غور کرنے سے ثابت ہوا کہ درحقیقت نہ علمائے دیوبند سے صولی اختلاف

ہے بلکہ ضروریات دین میں سے کسی مسئلہ یا اصول شرعیہ میں سے کسی اصل کا انکسار ثابت نہیں ہوتا۔ صرف چند مسائل فرعیہ میں اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً میلاد شریف و قیام و فاتحہ وغیرہ۔ ان چیزوں کا انکار بھی وہ مطلقاً نہیں کر رہے ہیں بلکہ رواج کے مطابق جو قیود ہیں ان قیود کی بنیاد پر انکار کرتے ہیں۔ ان مسائل میں جب سے ان چیزوں کی ابتدا ہوئی ہے اسی وقت سے علماء کا اختلاف رہا ہے۔ ایک گروہ مانعین کا ایک گروہ مجوزین کا۔ الغرض یہ اختلاف بریلی اور دیوبند کا ہی نہیں ہے بلکہ اس سے پیشتر علماء میں بھی اختلاف ہوا ہے۔ ایک گروہ نے جائز بلکہ مستحسن قرار دیا ہے دوسرے نے بوجہ شرعیہ دنیسیہ غیر مستحسن قرار دیا ہے اور یہ مسائل ایسے نہیں ہیں جن کے منکر کو کافر و مرتد کہہ سکیں کیسائل نہ اعتقادی ہیں نہ اعمال ضروریہ شرعیہ میں سے جو شخص نیک نیتی سے حسب فرمان شریعت ان پر عمل کرے وہ بھی قابل ملامت نہیں اور جو شخص کسی وجہ شرعی کے ساتھ نہ کرے وہ بھی لائق ملامت نہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈالنا ایک دوسرے

کی بُرائی، غیبت و بدگوئی و بُہتان میں مبتلا کرنا اسلام اور مسلمین کی بدخواہی کے مراد ہے۔
لہذا طالبانِ حق سے گزارش ہے کہ تقلیدِ ردی کو ترک کریں اور ضدِ دہشتِ دہرمی
سے باز آجائیں اور بارگاہِ رب العلاء میں توبہِ صحیحہ شریعہ کر لیں۔ اور صراطِ مستقیم پر قائم
ہو جائیں۔ واللہ الموفق والیہ المرجع والمآب۔

خلاصہ

ناظرینِ کرام! ہم زیرِ نظر کتاب کے مضامین اور مقالات کا مختصر خلاصہ پیش کرتے
ہیں تاکہ اس کا فائدہ عام اور تمام ہو جائے اور ناظرین کو پوری کتاب پڑھنے کے بعد اس کے
مضامین کا استحضار آسانی سے ہو جائے۔

اس کتابچہ (شرعی فیصلہ) میں ابھی بہت سے مقامات ایسے رہ گئے ہیں کہ جن کا کذب
اور فریب ہونے کا ہم بیان کرتے۔ مگر بلحاظ اختصار ان کو ترک کر دیا۔ اہل علم و فہم کے لئے
اس قدر بھی کفایت کرتا ہے۔

مقالہ ۱

میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ تکفیر کا مسئلہ تقلیدی نہیں ہے کہ کسی کے
محض اتباع کی وجہ سے کسی کو کافر مانا جائے۔ بلکہ یہ مسئلہ تحقیقی ہے کہ دار و مدار
اس کا تحقیق پر ہے۔ اور نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اس باب تکفیر میں مجتہدین کے علاوہ کسی غیر مجتہد
عالم کا فتویٰ ناقابلِ اعتبار ہے۔ اس کو علامہ حموی علیہ الرحمۃ اور صاحبِ بحر الرائق اور امام ابنِ امام
صاحبِ فتح القدیر شرح ہدایہ میں صراحتاً بیان فرمایا اس کو معہ عبارت نقل کر دیا ہے۔

مقالہ ۲

میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسائلِ اعمقادیہ اور احکامِ کفر و ایمان میں
سواًِ اعظم ائمہ مجتہدین کا اتباع کیا جائے گا۔ اس باب میں مشائخِ طریقت

یعنی پیروں و مرشدوں کا اتباع بھی نہیں۔ شیخ تھق علیہ الرحمۃ محدثِ دہلوی کی تکمیلِ ایمان کی
عبارت اور مولانا سید شاہ اسماعیل میاں صاحبِ بارہروی علیہ الرحمۃ کی مفادِ ضاتِ طیبہ کی
عبارت اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکتوبات کی عبارت اس کے علاوہ اور بزرگوں کے
اقوال بھی نقل کر دئے ہیں۔

مقالہ ۳

میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کا معاملہ بہت سنگین
اور خطرناک ہے۔ ہمارے ائمہ کرام اور علمائے شریعت مقررہ نے اس باب
میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور سب مسلمانوں کو بھی احتیاط کا حکم دیا ہے اس کا ثبوت
احادیثِ صحیحہ اور ارشاداتِ علمائے امت کی عبارات اس مقالہ میں نقل کر دی ہیں

مقالہ ۴

میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ عالمانِ شریعت مقررہ کسی پر حکمِ کفر نہیں لگاتے
جب تک تاہم مشائخ اس کے حکمِ کفر متفق نہ ہوں۔ جب تک ضعیف و ضعیف
اقتالِ نافی کفر پائیں گے ہرگز حکمِ کفر نہ دیں گے۔ اس مضمون کے اثبات کے لئے ہم نے
کتبِ معتبرہ مذہب کی عبارت نقل کر دی ہیں۔

مقالہ ۵

میں ہم نے بیان کیا ہے کہ صاحبِ کلام اپنے کلام میں جو تاویل کرے وہ
قبول کیا جائے گی۔ چنانچہ ہم نے علامہ قاری و ابنِ نجیم مصری صاحبِ اشباہ
اور مجدد الف ثانی رحمہما اللہ تعالیٰ کی عبارت نقل کر دی ہیں۔

مقالہ ۶

میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عالمانِ سنت و کمالانِ شریعت نے تکفیرِ کلم میں
اس قدر احتیاط فرمائی کہ قائل کے صریح کلام میں تاویل کر کے اس پر حکمِ کفر
نہ دیا۔ چنانچہ ایک واقعہ درختار اور دوسرا واقعہ اشباہ و النظائر سے نقل کیا۔ اشباہ کا واقعہ تو خود
صاحبِ مذہب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

۷

میں ثابت کیا ہے کہ امام عبدالوہاب شمرانی نے اپنی کتاب کشف الغمہ میں

فرمایا ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی بد حالی کی دعا فرمائی ہے کہ جو ان کی امت میں مخالفت و اختلاف ڈالے اور فرماتے ہیں کہ اُمت میں اختلاف ڈالنے والا اس عالم سے زیادہ کوئی نہیں جو محض اپنی عقل اور رائے سے کہ جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرچا ثابت نہ ہو، ایسا فتویٰ دے کہ انکی عبادات و معاملات و نکاح باطل ہیں اور ان پر حکم کفر لگائے اور ان کو مباح الدم قرار دے۔ فرمایا جو عالم ایسے فتوے اُمت مرحومہ کے لئے دیگا وہ اس دعائیں داخل ہے، عبارات نقل کر دیں۔

مقالہ

میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم نے خود مولوی سمیع اللہ صاحب دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کیا ہے اور اوروں کو بھی کف لسان کا حکم دیا ہے، ان پر مولانا فضل حق خیر آبادی وغیرہ علمائے کفر کے فتوے کی رو سے حکم کفر عاید ہو رہا ہے۔

مقالہ ۹

میں ثابت کیا ہے کہ کوئی کتاب اللہ کے سوا ایسی نہیں کہ جس کے سبب مضامین اور ان کا ہر فقرہ ہر کلمہ قطعی حق اور واجب الاتباع ہو کہ خطا و لغزش شعارِ بشریت سے ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے عبارات نقل کر دی گئی ہیں۔

۱۰

میں مولوی شریف الحق کی تحریر پر کلام۔

مقالہ ۱۱

میں مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت کا غلط مفہوم علمائے بریلی نے بیان کیا ہے۔ جس کو ہم نے بدلیل ثابت کیا ہے۔

۱۲

میں مولوی شریف الحق کی بیان کردہ 'الصوامع الهندیہ' پر کلام۔

مقالہ ۱۳

میں مولوی اختر رضا خاں نے مولوی اشرف علی صاحب مرحوم کی عبارت الامداد پر الزام اور ہم پر اعتراض کا جواب باصواب۔

مقالہ ۱۴

میں مولوی اختر رضا خاں نے عوام کی فریب دہی کے لئے جو چال چلی ہے اس کا جواب۔

۱۵

مقالہ ۱۶

اختر رضا خاں کی عبارات میں کانٹ پھانٹ کا نقشہ دیکھئے۔
میں بیان کیا ہے کہ مولانا منذر احمد خاں صاحب مرحوم مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات نے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم بانی مدرسہ دیوبند کی مدح سرائی کی اور ان کو مرحوم لکھا ہے اور مولانا عبدالحق فرنگی محلی مرحوم نے مولوی محمد قاسم صاحب کو عمدۃ الرعاہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں فرماتے لکھا ہے اور یہی مولوی صاحب مرحوم موصوف اپنے فتاویٰ میں مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں۔ ان علماء پر حرام آخر میں کی رو سے کیا حکم ہوا۔

مقالہ ۱۷

میں بیان کیا ہے کہ تمام علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں پر حکم کفر و ازداد اور خاص کر مولانا عبدالمقصد صاحب بدایونی علیہ الرحمہ پر احکام کفر و ازداد صادر ہیں۔ فاضل بریلوی نے بیان کئے ہیں کیا سب فتوے فاضل بریلوی کے آپ کی مروجہ سنت کے عقائد میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ یہ فاضل بریلوی کا مسلک اور مسلک حضرت زندہ باد کے آپ لوگ نعرے لگاتے ہیں اور لگواتے ہیں۔

مقالہ ۱۸

میں بیان کیا گیا ہے کہ فاضل بریلوی کے متعلق اُن کے ہمعصر علماء کے خیالات یعنی مولانا عبدالمقصد خاں صاحب علیہ الرحمہ کا تحریری چھپا ہوا بیان۔

مقالہ ۱۹

میں ثابت کیا ہے کہ حسب بیان المیزان بمبئی مولانا منذر احمد خاں صاحب نوارق لامعہ اور سیف البحار مولانا شاہ فضل رسول صاحب فاضل بدایونی کے اور تحقیق الفتویٰ مولانا فضل حق خیر آبادی سے فاضل بریلوی پر برباد کف لسان دربارہ مولوی اسماعیل صاحب یعنی ان کو مسلمان مانتے ہیں۔ اور کف لسان کر نیوالے پر حکم کفر عاید ہوتا ہے۔

مقالہ ۲۰
مقالہ ۲۱
مقالہ ۲۲

میں علمائے مجلس رام پور اور شاہ عبد البصیر میاں خلیفہ شاہ جی محمد شیر
میاں علیہ الرحمہ کے خیالات دربارہ فاضل بریلوی وحسام احرارین۔
میں حسام احرارین اور اس کے مصدقین علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کا انکشاف
فقیر پر اعتراض اور اس کا جواب۔

میں بیان کیا گیا ہے کہ جو عقائد اور مضامین حبیشہ اکابر علماء دیوبند کی طرف سے
منسوب کئے گئے ہیں ان کی نسبت ان کی طرف غلط اور باطل ہے ان کے
یہ عقائد نہیں اور نہ وہ اس کے قائل ہیں۔ وہ ان مضامین مفروضہ کو خود کفر بتا رہے ہیں ان
کی عبارات کا وہ مطلب ہی نہیں جو حسام احرارین میں متعین کیا گیا ہے۔

میں حسب بیان تکلمین چھ اصول کفر اور ان کی تشریح ہے۔

مقالہ ۲۳
مقالہ ۲۴

تفسیر جلالین کی ایک عبارت کے متعلق اثنائ گفتگو بدایوں میں ہم نے سوال
کیا تھا۔ اس وقت تو پوری پارٹی لا جواب رہی اور اب اختر رضا خاں نے
منہ کچھ کھولا اور ادھر ادھر کی اڑائی۔ اصل سوال کا جواب غائب۔ اس پر کلام کیا ہے۔

مقالہ ۲۵

مولوی احمد رضا خاں اس قدر تیز مزاج آدمی تھے کہ علمائے بدایوں سے
ایک فروعی مسئلہ کے اختلاف میں اس قدر سخت اور نازیبا الفاظ علمائے
بدایوں کی شان میں لکھے ہیں جس کو پڑھ کر ہر اہل ایمان مولوی احمد رضا خاں کی طبیعت کا
اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے۔

مقالہ ۲۶

اس کتابچے میں جو فاضل بریلوی مرحوم کا تعارف اخیر میں بیان کیا گیا ہے اور
اس میں خیالی پلاؤ پکایا گیا ہے اور ائمہ دین اور علمائے کالمین کی تنقیص بیان
کی گئی ہے۔ اس پر مختصر کلام

نوٹ

جب کہ ہم ثابت کر چکے کہ تکفیر مسلم کا مسئلہ تقلیدی نہیں اور اس مسئلہ میں ائمہ اہلسنت
کا اتباع کیا جائے گا۔ اس مسئلہ میں پیروں اور مرشدوں کا اتباع نہیں۔ تکفیر کے بارے میں ہمارے
ائمہ کرام نے پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے اور ہمیں بھی احتیاط کا حکم دیا ہے۔ جس کا کلام ہو
اس صاحب کلام کی ہر تاویل قبول کی جائے گی۔ ایسی صورتوں میں علماء و اکابر دیوبند کی
تکفیر کیسے ہو سکتی ہے جب کہ ان کی عبارات کا وہ مفروضہ مطلب ہی نہیں، نہ ان کو قبول
نہ اور علمائے ہم عصر کو قبول۔ حسام احرارین اور اسی کے مصدقین علمائے حرمین شریفین کی
تصدیقات کا حال بھی بیان ہو چکا ہے۔

اس صورت میں تو علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات سے بھی تکفیر ثابت
نہیں ہوتی ہے۔ ہمارے ائمہ کرام نے صریح اقوال میں تاویل فرما کر اقوال کو صحیح محل
پر اٹا ر ا اور حکم کفر نہیں دیا۔ اس کے بعد بھی کفر کفر کی رٹ لگانا تقلید روئی اور جمل مرکب
نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

ہم نے اس باب میں جو کف لسان یعنی اکابر و علمائے دیوبند کو کافر نہ کہنے کا جو
طریقہ اختیار کیا ہے شریعت کے مطابق اور ائمہ کرام کے حکم اور طریقہ کے موافق ہے
اسی میں سلاستی ہے اور یہی صواب ہے یہی حق ہے اور اسی میں بھلائی ہے اور یہی
راہ نجات ہے۔ رب تعالیٰ اپنے کرم سے تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حق
اور ناحق کو پہچان کر نجات کی راہ اختیار کریں۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔
ہم نے جو علماء اکابر دیوبند کے بارے میں کف لسان اختیار کیا ہے محض طلب
حق اور رضا رحمٰن جل جلالہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شریعت مطہرہ پر

عمل کرنے کے لئے کیلئے ہے۔ نفسانیت اور ضد یا کسی دنیوی غرض یا کسی دباؤ یا لالچ کی وجہ سے نہیں کیا کیوں کہ یہ دین کا معاملہ ہے اور حق شناسی و حق گوئی کا ہمارے دین پاک نے حکم دیا ہے۔ مخالفین و معاندین جو چاہیں کہیں۔ اس معاملہ کا حساب اس دن میں ہونیوالا ہے جس دن آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔

مسلمانو! ایمان اور انصاف سے بولو، مالکِ عالم کی خوشنودی اس میں ہے فقیر کے متعلق بعض کم فہم لوگوں کا یہ کہنا کہ ضد کراتے ہیں بھلا یہ تو غور کیجئے کہ جس کے لئے موت اور بعد موت قبر کی منزل اور پھر وہاں کا حساب پھر قیامت کے دن کے ہولناک منازل میں اور عذابِ جہنم کے دل شکاف واقعات سامنے ہوں وہ ضد کس بات پر کرے وہ کبھی ایک دینی معاملہ پر۔ **اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ عَلَیْہِ۔**

ہم سب کو اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جہاں ہر قول اور عقیدہ کا حساب ہونا ہے۔ رب تعالیٰ اپنے بندوں کا خود حساب لے گا لے میرے بھائیو! آخرت کی منزلوں پر غور کرو، اپنے دین و ایمان کی فکر کرو۔ قیامت کا دن قریب ہے، رب تعالیٰ حبیب ہے۔ مسلمانوں کو کافر کہہ کر اپنے دین و ایمان کو خطے میں نہ ڈالو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے علمائے راہنما تم کو یہی راہ بتا رہے ہیں۔ فاضل بریلوی نے اگر اپنی تحقیق اور رائے سے کسی کو کافر لکھ دیا ہے تو سمجھ لو ان کی رائے اور تحقیق حجت شرعی نہیں ہے وہ ایک آخر زمانہ کے علماء ہیں سے ہیں نہ وہ نبی تھے نہ مجتہد نہ کسی مجتہد کے شاگردوں کے برابر تھے انکی تحقیق اور ان کی رائے کو ان کیلئے ہی چھوڑ دو مسلمانوں کو اس میں نہ پھانسو کیا تم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن کا اللہ تعالیٰ ہی عالم ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ شفیعِ محشر ہوں گے۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان اللہ وسعلا منہ

الحمد للہ الذی وفق عباده الصالحین لنہج
الرشاد ومن علیہم بیان الاحکام المختلفہ بین
العباد لایظہار الحق وازہاق الباطل لیفوزوا
بما اعد لهم یوم المیعاد والصلوة والسلام علی سیدنا
محمد المبعوث رحمة للعالمین والیہ المصباح المبین
ما فی الاقوال من الصحة والفساد واولیاء امته وعلی
علماء ملتہ وعلی جمیع اتباعہ الی یوم النہاء اما بعد

فقیر سراپا تقصیر خلیل احمد بن مولوی ظفر یاب خاں صاحب مرحوم سنی حنفی
قادری برکاتی بخجوری ثم البدایونی اہل ایمان و انصاف کی خدمت میں عرض کرتا ہے
کہ فقیر بوجہ ضعف قوت و قوت ضعف امراض جسمانی و ضعف بصر و غیرہ کے اپنے کو لائق
نہیں سمجھتا کہ کسی مضمون کو بسط کے ساتھ تحریر میں لاسکے مگر بعض وجوہ شرعیہ کی وجہ سے
اس مختصر تحریر کا قصد کیا۔ تقاضائے اجاب اور ضرورتِ دینیہ دونوں چیزیں قابلِ لحاظ
ہوئیں۔ اس تحریر سے میرا مقصد صرف خدا کے بندوں کی اصلاح اور امر حق کو
ظاہر کرنا ہے۔ واللہ الموفق ومنہ السداد۔ فقیر کا مقصد اس تحریر سے نہ نفسانیت ہے نہ پارٹی
بندی نہ دنیاوی لالچ و طمع نہ کسی کا خوش کرنا نہ کسی کا ناخوش کرنا نہ کسی کی حمایت نہ کسی کی مخالفت
الغرض یہ چند کلمات فقیر احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لئے عرض کر رہا ہے کہ

حق کا ظاہر کرنا بحکم کتاب اللہ تعالیٰ ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے لا تکتُموا الحق و انتم تعلمون یعنی جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الساکت عن الحق شیطان اخرس یعنی حق کے ظاہر کرنے سے جو شخص خاموشی اختیار کرے وہ گنگا شیطان ہے۔ اس وقت چودھویں صدی ختم ہوگئی۔ پندرہویں صدی کا تیسرا سال چل رہا ہے آثار قیامت کا ظہور برابر ہوتا جا رہا ہے۔ علم دین کی کمی اور جہل کی کثرت سے بد اعتقادی و بد عملی ترقی پر ہے۔ اس دور پرفتن میں خواص و عوام سب پر دنیا کی محبت اپنی عزت و وقار کی چاہت کا نشہ طاری ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

عزیزو! ایمان سب بڑی دولت ہے اس ہی سے دونوں جہان میں کامیابی ہے۔ ایمان والوں کی برکت سے دنیا کی بھی آبادی ہے۔ دنیا میں رب تعالیٰ کی نعمتوں کا ظہور ایمان والوں کی برکت سے ہے۔ اگر ایمان والے بندے اس دنیا میں نہ ہوتے تو رب تعالیٰ زمین والوں پر جہنم کو مسلط فرما دیتا شیطان لعین اور اس کا گروہ ایمان اور ایمان والوں کا سخت دشمن ہے۔ وہ لعین وعدہ کر کے آیا ہے کہ اولادِ آدم کو راہِ حق سے ضرور ڈنگاؤں گا۔ اس کا گروہ پوری طاقت سے اس ہی کام میں مشغول ہے۔ اس لعین کا گروہ دو قسم پر ہے۔ اس کا ایک گروہ قوم جن سے ہے اور دوسرا انسانوں میں ہے یعنی اولادِ آدم میں یہ دونوں گروہ خدا کے بندوں کو گمراہ کرنے اور ان کے عقائد و اعمال خراب کرنے میں بڑے زور و شور کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ یہ دونوں گروہ کچھ اب ہی نہیں ہوئے بلکہ انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے نبیوں و رسولوں کی مخالفت میں سرگرم رہے۔ ہمارا رب کریم جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

و کذا لک جعلنا لک نبی عدو و الشیطان الانسان و الجن یوحی بعضهم

الی بعض زخرف القول غرورا۔ (سورہ انعام)

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی ان جتنی و انسانی شیطانوں کی مخالفت صرف آپ کے ہی تھی نہیں ہے بلکہ آپ سے قبل جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں خدا کا پیغام لے کر آئے ان کے ساتھ بھی ان دونوں قسم کے شیاطین نے مخالفت کی ان میں ایک دوسرے کو دھوکا اور فریب کی باتیں بتاتا ہے۔

یُریدُونَ لیطفئوا نور اللہ بأفواہہم یعنی یہ شیطان گروہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور یعنی دین حق کو اپنی پنھنوں سے بجھا دیں واللہ متیم نور و لو کبرا المشرکون اللہ تعالیٰ اپنے نور یعنی دین اسلام کو کامل کرنے والا ہے اگرچہ شرک کرنے والے اس کو ناپسند کریں

عزیزو! مسلمان کھانا اور بات ہے مسلمان بننا اور بات ہے مسلمان بننا ہی کامیابی کی راہ ہے۔ صرف مسلمان کھانا کام نہیں آسکتا۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ منافق کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا۔ الَّذِی یوصف الاسلام بلسانہ ولا یعمل باحکامہا یعنی منافق اس کو کہتے ہیں جو اسلام کے اوصاف تو بیان کرے زبان سے مگر اسلام کے احکام پر عمل نہ کرے۔ امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روا کیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان ینقی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن روایت، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب کے آدمی کا گوشتوں پر کیا ایسا زمانہ جس میں نہیں باقی رہے گا اسلام سے مگر نام

الارسمه مساجدهم عامرة وهي
خراب من الهدى علمائهم شر
من تحت اديم السماء من
عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعوذ
كذا في المشكوة كتاب العلم ص ۳
اس کا اور نہ باقی رہے گا قرآن سے مگر
رسم اس کی مسجدیں بظاہر ان کی آبادیوں
کی اور حقیقت میں ویران ہوں گی ہدایت
سے علمائے ان کے بدترین خلائق ہونگے
نیچے آسمان کے ان سے فتنہ ظاہر ہوگا یعنی
دین میں اور ان ہی میں لوٹے گا۔

رسم قرآن سے مراد تجوید حروف اور پڑھنا لفظوں کا بغیر سمجھ معانی کے اور بغیر عمل
کرنے کے اس کے احکام پر اور مسجدوں کا ہدایت سے ویران ہونے کا مطلب یہ ہے
کہ لوگ مسجدوں میں جمع ہوں گے لیکن عبادات اور ذکر اللہ اور درس علم نہیں کریں گے۔
اولاد آدم کا ایک بڑا گروہ شیطان نے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے دیکھو کہ غیر خدا
کے پجاری یعنی مشرکین و کفار یہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ کا کتنا بڑا گروہ رب تعالیٰ کے
دین و احکام سے روگرداں ہے ابلیس لعین کی اتباع میں مشغول ہے اور باوجود اس
کے وہ اپنے کو صحیح اور حق راستے پر سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہیں۔ وہ ضرور
ابلیس لعین کی اتباع پر چل رہے ہیں۔ اس لعین نے ان مذکورہ گروہوں پر تو پورا قبضہ
کر ہی لیا ان کے دلوں میں دین حق کی طرف سے ایسی نفرت ڈالی کہ انھوں نے
دین حق کو قبول ہی نہیں کیا۔ اس پاکیزہ دین کی طرف سے اندھے بہرے گونگے ہو کر رہ
گئے۔ پھر اس لعین کو فتنہ مہوئی کہ جن لوگوں نے اس دین پاک کو قبول کر لیا اور کلمہ حق
پڑھ کر مشرب اسلام ہو گئے ہیں ان کو کس طرح راہ حق سے ہٹا کر گمراہ کیا جائے ان
کے عقائد و اعمال خراب کرنے کے لئے اس نے طرح طرح کے جال اور جیلے بنائے
ہیں تاکہ ہر شخص کو اس کے مناسب حال جال میں پھانسنے کی کوشش کی مدعیان علم

کے لئے ان کے مناسب حال اور عوام کے لئے ان کے مناسب حال دام تزیینا کر
ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کی نعوذ باللہ من شرورہ مدعیان علم حب دنیا و
حب جاہ میں مبتلا ہو کر راہ حق سے غافل ہو گئے۔ عوام کا لانا عام تو علوم شرعیہ کے دور
تھے ہی پھر ان علماء و طالبان دنیا و طالبان جاہ کے فریبے بمقتضائے ظلمات
بعضہا فوق بعض کے پردوں میں چھپا کر راہ حق سے دور کر دیا اور ظاہری لسانی
و زبان درازیوں کے گورکھ و دھندوں میں مبتلا کر کے سچی اور سلامتی کی راہ حق سے الگ
کر دیا۔ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ان اخوف ما اخاف علی
امتی کل منافق عیلم اللسان
یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس
شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی ہو
حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ویل لامتی من علماء السوء میری امت کی خرابی ہے بُرے علماء سے
ایسے علماء سے جو قوم کے پیشوا کہلا کر قوم کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ احادیث
شریفہ میں بکثرت مذمتیں بیان کی گئی ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقة کے شروع میں جامع
خطیب بغدادی سے ایک حدیث بیان کی جس کے الفاظ یہ ہیں:

اذا ظهرت الفتن اوقال السد ع
وسب اصحابی فليظهر العالم
علمه فمن لم يفعل ذلك فعليه
لعنة الله والملائكة والناس
امميين لا يقبل الله منه صرفا ولا
یعنی جب فتنے ظاہر ہوں یا بدعات کا ظہور
ہو اور میرے اصحاب کو سب کر لیا جائے تو عالم
کو ضروری ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے یعنی
ان فتنوں اور گمراہیوں کا حشی الوسع صاف
صاف رد کرے اور جو ایسا نہ کریگا تو اس پر

اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

عزیز! غور کرنے کا مقام ہے فتنوں کے ظہور کے وقت عالم پر ضروری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور گمراہیوں اور فتنوں کا رد کرے ورنہ اس پر لعنت اور فرض و نفل کے نام قبول ہونے کی وعید فرمائی جا رہی ہے۔ اس پر فتنے دور میں طرح طرح کے فتنے رونما ہیں۔ اللہم! احفظنا من جمیع الفتن والمنجن بجمک وفضلک یا ذا المنن۔ اس وقت جہاں اور فتنے پھیلے ہوئے ہیں وہاں عوام میں یہ فتنہ بھی پھیلنا شروع ہے۔ مسلمانوں کو کافر اور مرتد قرار دینا یہ ایک ایسی عام وبا پھیلی ہوئی ہے کہ وہ لوگ جو ضروریات دین و اسلام سے بھی واقف نہیں بلکہ مسائل ضروریہ معمولہ کی بھی خبر نہیں رکھتے مگر دوسرے مسلمانوں کو کافر و مرتد کہنے میں بے باک ہیں۔ حالانکہ شریعت مطہرہ نے کافر کہنے کے بارے میں بڑی احتیاط کا حکم دیا ہے۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ کسی کو کافر کہنے کا تیر خالی نہ جائے گا اس کا نشانہ دو میں سے ایک ضرور ہے گا یعنی جس کو کافر کہا گیا ہے اگر وہ واقعی کافر ہے تو وہ ہی اس کی زد میں آئے گا اور اگر ایسا نہیں ہے تو کہنے والا اس کی زد میں آئے گا یعنی کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ اس ہی وجہ سے ائمہ دین و علمائے کاملین نے اس باب میں خود بہت احتیاط کی اور عام مسلمانوں کو بھی احتیاط کا حکم دیا یہاں تک کہ ارشاد فرمایا جب تک کسی کافر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اس وقت تک کافر نہ کہا جائے کسی مسلمان کے کلام میں اگر ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا پہلو اسلام کے لئے نکلتا ہو تو اس ادنیٰ درجہ کے پہلو کو ملحوظ رکھ کر کافر نہ کہا جائے انشاء اللہ العزیز اسی رسالے میں آگے ہم اس مسئلہ پر تفصیل سے کلام کریں گے۔

اکابر علماء دیوبند یعنی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور مولوی

رشید احمد گنگوہی صاحب اور مولوی خلیل احمد سہارنپوری صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مرحومین پر حسام اکرمین میں جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم نے کافر و مرتد ہونے کے احکام لگائے ہیں۔ انھوں نے یہ احکام اپنی ذاتی انفرادی رائے سے بیان کئے ہیں یعنی ان مذکورہ حضرات کی عبارات کا کفری مطلب جو انھوں نے بیان کیا ہے۔ ان عبارات کا وہ کفری مطلب ان کی اپنی ذاتی رائے ہے جس کے ساتھ سمرزین ہند کے علماء بمعصان کے ہم مسلک بھی متفق نہیں ہیں۔ ان عبارات کا جو مطلب فاضل بریلوی نے مقرر کیا ہے وہ مضمون یقیناً کفر ہے۔ مگر ان عبارات کا حقیقتاً وہ مطلب ہی نہیں۔ ان علماء بمعصان نے تقریر اور تحریر اس بات کو صاف صاف بیان کر لیا اور جن صاحبان کی وہ عبارات ہیں انھوں نے بھی صاف صاف کفری مضمون سے انکار مع تبری و تحاشی کے کر دیا مگر اتباع فاضل بریلوی کی وہی رٹ ہے کہ فاضل بریلوی نے حسام اکرمین میں جو ان عبارات کا مطلب بیان کیا ہے اور جو احکام کفر و ارتداد حضرات مذکورین اکابر علمائے دیوبند کے لئے بنائے ہیں وہ بلاشبہ ہیں قطعی ہیں اجماعی ہیں یہاں تک کہ جو حسام اکرمینی احکام اور مضامین میں شک کرے یا توقف کرے یا کف لسان کرے وہ بھی کافر ہے مرتد ہے اس زبردستی کو مناظرہ کیجئے۔

مشکوک خود اپنے کلام کا مطلب بتا رہا ہے وہ بھی صحیح نہیں اور نیز اس کفری مضمون سے تبری و تحاشی کر رہا ہے وہ بھی صحیح نہیں اور علمائے کرام جو حسام اکرمین کی موافقت نہیں کرتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں بلکہ وہ سب کافر و مرتد ہیں۔

مسلمانو! خدا را انصاف تو کرو۔ ان کے ہدائی اقوال پر غور تو کرو۔ کیا حسام اکرمین کوئی آسمانی کتاب ہے جس کے مضامین میں شک کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ آسمانی کتابیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں وہ تو وہ ہیں جو انبیاء و رسل پر اتریں کیا

حسام احرارین کو ان کی برابر سمجھتے ہو کہ جس میں شک کرنے والے کو کافر و مرتد بتا رہے ہو اور اہل یوم الحساب کا تو خوف کرو اور روز جزا کی فکر کرو آخر حسام احرارین کے بیان کردہ مضامین و مطالب میں قطعیت کہاں سے آگئی وہ تو ایک عالم کی انفرادی رائے ہے۔

مجتہدان کرام حضرت امام ابوحنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم جن کے مقامات عالیہ علمیہ و عملیہ و شان اجتہاد پر تمام اُمت کا اجماع ہو چکا ہے ان حضرات کے اقوال اجتہاد کو تو قطعی نہیں کہہ سکتے اور نہ وہ واقعی درجہ قطعیت میں ہیں مگر فاضل بریلوی کا فتویٰ حسام احرارین قطعی اجائی ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب مرحوم کی عبارت حفظ الایمان و مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم کی برابری قاطعہ کی عبارات اور مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کی تحذیر الناس کی عبارت کا جو مطلب فاضل بریلوی مرحوم نے سمجھا اور اس پر جو احکام بتائے کیا ان کے ہم عصر علماء اور ہندستان کے اہل علم جو ہندوستانی زبان و محاورات اور طرز کلام کو نہ پہچانتے تھے اور علوم شرعیہ کے عالم اور مدرس مسلم نہ تھے، مذہب سنی حنفی نہ تھے کیا وہ حضرات ان حسام احرارین مضامین و احکام سے متفق ہو گئے تھے۔

انشاء المولیٰ تعالیٰ اسی رسالے میں آگے ہم اس پر بھی تفصیل سے کلام کریں گے۔ جن علماء ہندستان کو مضامین و احکام حسام احرارین سے اتفاق نہیں ہے ان میں مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری و مولانا سلامت اللہ صاحب مرحوم رامپوری و مولانا عبدالغفار خاں صاحب مرحوم رامپوری و مولانا کرامت اللہ صاحب مرحوم رامپوری و مولانا ذریعہ احمد خاں صاحب مرحوم و مولانا عبدالکحی صاحب مرحوم لکھنؤی و مولانا عبدالقادر صاحب مرحوم بدایونی و مولانا ذریعہ احمد خاں صاحب مرحوم مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد (گجرات) مرد اول برابری قاطعہ و مولانا محمد علی صاحب مونگیری بھی ہیں۔ ان حضرات کے تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔

کے ہم عصر علماء مشہورین تک کو وہ مضمون مسلم نہیں۔ کیا قطعی ایک عالم کی ذاتی انفرادی رائے ہوتی ہے۔ مجتہدین اُمت یعنی ائمہ اربعہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک کی اجتہادی انفرادی رائے کو تو قطعی نہیں کہہ سکتے نہ کسی عالم نے اس کو قطعی قرار دیا ہے۔ ائمہ کرام و محققین کا ارشاد ہے:

الْمَجْتَهِدُ قَدْ مَخْطِیٌ وَقَدْ لَا صِیْبَ لِعِنِ اجْتِهَادِیَاتٍ مِیْنِ مَجْتَهِدٍ کَہْمِیْ مَخْطِیٌ ہوتا ہے کبھی مصیب۔ فاضل بریلوی تو ان مجتہدین کرام کے برابر تو کیا ان کے شاگردان شاگرد کی برابر بھی نہ تھے پھر ان کی ذاتی رائے کو قطعی قرار دینا سراسر مستلمات شرعیہ کو مہدم کرنا ہے اور شریعت مطہرہ میں ایک نئی فتنہ گری ہے۔

پیارے عزیزو اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرو۔ مسلمان کو کافر کہنے میں اپنے دین و ایمان کا بڑا خطرہ ہے۔ اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ لینگا جس دن آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی جس دن اپنا بھی کوئی مددگار نہ ہوگا اپنے بے تعلق ہو جائیں گے۔ مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ ماں باپ دور بھاگیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسلام و ایمان اور ایمانی رشتے کام آئیں گے۔ انصاف کرو۔ کیا ایمان و اسلام کا تحفظ اس میں ہے کہ لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر و مرتد بتایا جائے جن میں بکثرت ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ توحید پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور احکام شرع کے پابند کسی ضروریات دین کے منکر نہیں یعنی مومن ہیں۔ محض اپنے تخمینہ یا کسی کی تقلید سے ان سب کے لئے احکام کفر و ارتداد نافذ کئے جائیں۔

مسلمانوں کی قیامت کے دن اپنے ذاتی اعمال کا حساب دینا انسان کو کیا کم تکلیف دہ ہوگا جو کروڑوں مسلمانوں کو کافر و مرتد کہہ کر ان کے حساب کا بار اپنے سر پر لیا جائے جب وہ علمائے کرام کی کثیر تعداد علمائے دیوبند کی تکفیر سے متفق نہیں چنانچہ علمائے فرنگی محل

انشاء اللہ الکرم آگے چل کر بیان کریں گے۔ ایسی صورت میں ان حضرات نے علمائے دیوبند کی تکفیر سے صرف کف لسان ہی نہیں کیا بلکہ ان کو مسلمان اور عالم دین مانا۔ کیا ایسی صورت میں یہ علماء کافر و مرتد ہو گئے۔ نعوذ باللہ منہ۔

ان کا یعنی اتباع فاضل بریلوی کا مفروضہ فارمولہ ہے جو علماء دیوبند کے کافر و جہشی ہونے میں شک کرے یا تامل کرے یا کف لسان کرے وہ بھی کافر ہے۔ اس فارمولے کے اعتبار سے عرب سے عجم تک لاکھوں کروڑوں مسلمان کافر ہو گئے نہ مدینہ منورہ کے امام و مؤذن و نمازی نہ مکہ معظمہ کے امام، مؤذن و نمازی و حجاج نہ مصر و بغداد کے علماء نہ یمن و افغانستان کے علماء و عوام نہ ہندوستان کے اہل علم مسلمان رہے نہ ان کے نکاح ہے نہ بیعت کہ ان کے نزدیک وہ سب اسلام سے خارج ہیں اور کافر و مرتد ہو گئے

مفروضہ فارمولہ اعلان کر رہا ہے کہ جو شخص دیوبند کے اکابر علماء کے کافر اور جہشی ہونے میں شک بھی کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

لہذا فقیر کا موقف بفضلہ تعالیٰ بعد تحقیق صحیح کے اکابر علماء دیوبند یعنی مولوی شرف علی صاحب مرحوم و مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کے بارے میں یہ ہے کہ فقیر ان کو کافر و مرتد کہنے کے سخت خلاف ہے کیونکہ امر محقق ہی ہے۔ پھر یوم قیامت کے ہولناک حالات کا اندیشہ اور اپنے دین و ایمان کا تحفظ اور حساب کے دن کی سہولت اس ہی میں ہے۔ احادیث صحیحہ میں فرمایا گیا ہے کہ اس نشانہ کی زد میں دو میں سے ایک ضرور لگے گا۔ یا وہ جس کو کافر کہا گیا یا وہ جس نے کہا۔

عبارات علمائے دیوبند کا جو مطلب حسام اکرمین میں مقرر کیا گیا ہے وہ نہ خود مصنفین کے نزدیک صحیح ہے نہ اور ہندوستان کے اہل علم و دانش کے نزدیک مسلم ہے نہ ہماری سمجھ میں آتا ہی تو پھر وہ مضمون مفروضہ کیسے قطعی ہو مطلق تو بلا شک و شبہ متفق علیہ ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی

لکھنؤ علمائے رام پور و علی گڑھ و پھولاری شریف و بدایوں۔ حالانکہ اکثر اختلافی مسائل میں یہ حضرات فاضل بریلوی کے ہمنوا ہیں مگر اس مسئلہ تکفیر میں یہ حضرات متفق نہیں ہیں جیسا کہ ان کی تحریرات و زبانی بیانات سے ظاہر ہے ان صورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح اور حق راہ کیلئے پھر دلیل شرعی کی بناء پر توقف و کف لسان کرنے والے پر حکم کفر لگانا سراسر خلاف شریعت اور اپنے دین و ایمان پر سخت حملہ کرنا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہر مسلمان کو توبہ صحیحہ اور استقامت علی الدین کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

بجاء التبیان الکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس وقت ہمارے سامنے ایک کتابچہ ہے جس کا نام ”ظلم شرعی فیصلہ“ رکھا گیا ہے۔ درحقیقت یہ شرعی فیصلہ ہے جو اپنی دروغ بافی اور کذب بیانی میں اپنی نظیر آپ ہی ہے کیا ان لوگوں کے نزدیک لعنۃ اللہ علی الکاذبین آیت قرآنی نہیں ہے۔ کیا جھوٹ بولنا اور لکھنا حلال ہے کیا ان کو موت اور یوم الحساب کا خوف نہیں جو اس قدر جھوٹ کے انبار لگائے مولیٰ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو ایسی حرکات نازیبا سے محفوظ رکھے۔

الغرض عوام کی فریب دہی کے لئے جھوٹ بولنے اور اتہام و بہتان میں کچھ کی نہیں کی گئی ہے کیا اس کتابچے کے مصدقین حلف شرعی سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کتابچہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب صحیح ہے اور اس میں صریحاً جھوٹ اور کذب نہیں بولا گیا۔

اب اس سے ان حضرات کی دین و دیانت کا خوب پتہ چل گیا۔

فقیر کے کف لسان کی ابتداء یوں ہوئی کہ فقیر قصبہ سہسوان ضلع بدایوں میں مقیم تھا۔ وہاں بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جب دیوبندی کافر و مرتد ہیں تو ان سے سود لینا جائز ہے فقیر نے کہا کہ دیوبند والوں کو تم ہی تو کافر رکھتے ہو کیا تم دنیا کے اسلام ان کو کافر مانتی ہے اس

پرفقیر کے احباب میں سے ایک صاحب "بسط البنان" مصنف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم اے آئے۔ انھوں نے فقیر کو دکھائی اور کہا کہ اس میں تو اس عقیدہ کفریہ کا خود نسبت سے انکار کر رہے ہیں بلکہ اس عقیدہ پر خود حکم کفر لگا رہے ہیں اور عبارت حفظ الایمان کا مطلب بھی بتاتے ہیں اور حسام احرارین کے بیان کردہ مطلب سے تبری و تخاصی کر رہے ہیں۔ فقیر اس وقت حیرت میں ہو گیا۔ اس سے قبل نہ یہ کتاب دیکھی تھی نہ ان چیزوں کی طرف توجہ سے خیال کیا تھا۔ اب تک وہی خیال تھا کہ حضرات علماء دیوبند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کہتے ہیں اور اب اس کے خلاف سامنے آیا پھر مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم سہارنپوری کا فتویٰ نظر سے گذرا جس میں انھوں نے حسام احرارین کے بیان کردہ مضامین سے سختی کے ساتھ بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار کیا اور صاف لکھا کہ جس کا ایسا خیال یا عقیدہ ہو اس کو مردود و کافر ملعون سمجھتا ہوں پھر بعض اور تحریریں بھی نظر سے گذریں جن کے دیکھنے کے بعد فقیر نے یہ فیصلہ کیا کہ ان حضرات کا ایسا عقیدہ بتانا غلط ہے ان کا یہ عقیدہ نہیں پھر دیگر علمائے کرام کے زبانی اور تحریری بیانات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان حضرات کا جریزہ کے بارے میں کف لسان ہی کو دین و ایمان تحفظ کے لئے ضروری قرار دیا۔

اس کتابچہ میں اصل و صحیح واقعہ کو فریب دہی کے لئے چھپا دیا گیا اور غلط و بے بنیاد باتوں کو ملا دیا گیا۔ یہ تیسرے بار کی گفتگو تھی۔ اس سے قبل دو بار اس مسئلے پر گفتگو ہو چکی تھی۔ پہلی گفتگو میں مولوی حبیب الرحمن صاحب کلکی و مولوی لطف اللہ صاحب وغیرہ موجود تھے جو کاس گنج میں ایک مختصر وقت میں ہوئی تھی جس پر مولوی صاحب کو ر نے فقیر سے سوال کیا تھا کہ میں نے سنا ہے آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت حفظ الایمان اور شرح مواقف کی عبارت کا ایک ہی معنی بتایا ہے۔ فقیر نے اس کا جواب دیا کہ یہ بالکل غلط ہے نہ میں نے کبھی یہ کہا نہ دعویٰ کیا کہ عبارت حفظ الایمان و عبارت

شرح مواقف کا ایک ہی مطلب ہے، یہ فقیر پر ہتھان ہے۔ پھر علمائے بدایوں کی تکفیر کا ذکر ہوا۔ تو انھوں نے علمائے بدایوں کا کفر لزومی تسلیم کیا۔ فقیر کے پاس "سد الفرار" موجود تھا دکھایا کہ مولانا عبدالمقصد صاحب مرحوم پر یہ پانچ حکم جو لگائے گئے ہیں یہ کفر لزومی کے ہیں یا التزامی کے پھر صاف یہ لکھا ہے کہ برادرم پر کم از کم بلاشبہ بالاجماع پانچ حکم لازم ہوئے کیا بلاشبہ بالاجماع کفر لزومی ہوتا ہے یا التزامی۔ الغرض کوئی مسکن جواب نہ دے سکے۔

مسلمانو! ذرا غور تو کرو۔ اگر بقول مولوی حبیب الرحمن صاحب کے مولانا عبدالمقصد صاحب علیہ الرحمۃ پر کفر لزومی ہی فرض کر لیا جائے تب بھی تو مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا اور ان کا حکم آپ کے نزدیک ایک ہی ہو گیا کیوں کہ فاضل بریلوی نے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کفر کو لزوم کفر مانا ہے تب ہی تو برہنہ کے مشکمین سکوت اختیار کیا ہے بلکہ مسلمان مانا ہے۔

اب ذرا غور کرنے کی بات ہے فاضل بریلوی کی تحریر شاہد ہے اور صریح ہے کہ مولانا عبدالمقصد صاحب علیہ الرحمۃ اور تمام علماء مدرسہ قادریہ جن کو مدرسہ خرامہ کر کلام فرمایا ہے سب پر حکم کفر و ارتداد قطعی دیا ہے مگر جان چر کر کفر لزومی مان رہے ہیں اس سے بھی تو ان کی جان نہیں بچتی کہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور علمائے بدایوں ایک ہی حکم میں ان کے نزدیک ہو گئے۔ انشاء اللہ اس مضمون پر بھی اس رسالہ میں ہم قدرے تفصیل سے کلام کریں گے۔ اس گفتگو میں فقیر سے ایک تحریر بھی لی گئی تھی جس میں حسام احرارین نے جو علمائے دیوبند پر احکام کفر و ارتداد بتائے ہیں ان کے بارے میں سوال کیا گیا تھا فقیر نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھ دیا کہ جس طور سے حسام احرارین میں احکام کفر بتائے گئے ہیں وہ صحیح و درست ہیں۔ اس عبارت کا مطلب صاف

ظاہر ہے کہ ان کی عبارات کا جو مطلب حسام اکبرین میں بیان کیا گیا ہے۔ اس پر جو احکام بتائے گئے ہیں وہ صحیح و درست ہیں۔ ہمیں اس مضمونِ خبیث کے جس کو حسام اکبرین میں ظاہر کیا گیا ہے، کفر ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس مضمون کے اعتبار سے جو احکام بتائے گئے ہیں وہ بھی صحیح ہیں یہ تو ہم ہمیشہ سے کہتے ہیں اور اب بھی یہی کہتے ہیں اب ہم کو جو کلام ہے تو اس میں ہے کہ آیا ان عبارات کا یہی مضمون ہے یا نہیں اگر یہ مضمون متین ہو تو پھر کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے کسی مسلمان کو بھی اس کے کفر ہونے میں تردد نہیں ہو سکتا مگر یہ مضمون خبیث کلام کے سیاق و سباق و قرآنِ صحیحہ الفاظ عبارت کے خلاف ثابت ہو رہا ہے اس پر بھی کچھ کلام مختصر اہم اس رسالہ میں کریں گے دوسری مرتبہ پھر اسی گفتگو کے لئے قاضی شمس الدین صاحب مرحوم مفتی رضوان الرحمن صاحب مولوی غلام محمد صاحب ناگپوری بدایوں میں تشریف لائے۔ یہ گفتگو سجدہ جعفری میں ہوئی۔ اس میں ہی مختصر سا کلام ہوا۔ اس گفتگو کی مولوی رضوان الرحمن صاحب نے ابتدا فرمائی جس میں انھوں نے وہی اکابر دیوبند کی تکفیر کا مسئلہ رکھا جس کا جواب ان کو فوراً ہی دے دیا گیا اس کے بعد انھوں نے اس گفتگو کو قاضی شمس الدین صاحب مرحوم کے حوالے کر دیا کہ اس پر گفتگو قاضی صاحب کریں گے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے جب یہ گفتگو شروع کی تو فقیر نے اُن سے سوال کیا کہ فرعون جیسا شخص جس کے حالت کفر میں غرق ہو جانے پر اُمت کا اجماع ہے اس کو جو شخص مسلمان ہو کر غرق ہونا ثابت کر دے اور پھر اس کے لیے یہ حکم لگائے کہ فرعون دنیا سے پاک و صاف اور مومن و مسلم بن کر نکلا ہے اس کے لیے آپ کیا حکم لگاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کس نے کہا ہے۔ فقیر نے کہا شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب فضولِ حکم میں تصریح فرمائی اور مولانا جامی اور علامہ جلال الدین دوانی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں قاضی صاحب نے کہا کہ یہ قول شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے۔ میرے پاس ایک شرح ہے۔

اس میں ایسا ہی لکھا ہے فقیر نے جواب دیا۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر میں اور شیخ مفتی مولانا عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں اور علامہ بحر العلوم لکھنوی شرح فقہ اکبر میں پر زور طریقے سے اس کو مان رہے ہیں کہ یہ قول حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا ہی جو حتیٰ کہ علامہ شامی نے رد المحتار شرح در مختار میں بھی اسی کو مسلم رکھا ہے۔ اتنے علمائے متبحرین کی تصریحات کے بعد بھی آپ کی غیر معروف مجہول شرح کا قول کیسے مسلم ہو سکتا ہے۔ قاضی صاحب نے اس بات کو کاٹ کر گفتگو کا رخ بدلا یعنی جواب دینے کی بجائے فاضل بریلوی کا ذکر پھیر دیا کہ وہ مفتی مسلم تھے۔ فقیر نے ان سے یہ سوال کیا کہ یہ فرمادیجئے کہ فاضل بریلوی صاحب کا طبقہ فقہاء کے طبقہ سبوعین سے کونسا طبقہ تھا۔ ان سات طبقوں کی تصریح در مختار و رد المحتار و طحاوی، علی الدر المختار وغیرہ کتب معتبرہ میں موجود ہے لہذا فاضل بریلوی کے لیے طبقہ مقرر فرمادیجئے۔ قاضی صاحب چراغ پا ہو کر عجلت سے یہ کہہ گئے کہ اصحاب ترجیح میں تھے۔ فقیر نے کہا صاحب در مختار و صاحب وقایہ و صاحب کنز الدقائق مفتی اکبر والانس سے اونچے درجے میں تھے کیونکہ اصحاب ترجیح میں صاحب ہدایہ و امام بن الہام کو علمائے فرمایا ہے۔ اصحاب متون صاحب وقایہ و مفتی اکبر والانس صاحب کنز الدقائق وغیرہ کو اصحاب تصحیح میں فرمایا ہے اور صاحب در مختار علیہ الرحمۃ و الغفار تو خود اپنے کو طبقہ سابع مقلد ان محض میں فرما رہے ہیں اس پر قاضی صاحب چراغ پا ہو گئے۔ کوئی جواب مسکن نہ دے سکے بلکہ یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم مناظرہ کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ صرف ملاقات کرنے اور دو چار باتیں کرنے کے لئے آئے تھے۔

اس کے بعد مولوی رضوان الرحمن صاحب نے فقیر سے یہ سوال کیا کہ سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو اکابر دیوبند کو کافر کہا کرتے تھے اور آپ نہیں کہتے۔ آپ کا سلسلہ بیعت ان سے قائم رہا یا نہیں۔ فقیر نے ان کو یہ جواب دیا کہ اگر مسئلہ تکفیر پر پیری مریدی کا دار و مدار

ہے تو فرمائیے یزید کو امام احمد بن حنبل کا فر فرماتے ہیں۔ یزید کے قطعی کافر ہونے پر ان کا فتویٰ ہے کما قال القاری اور حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ ان کے مقلد ہیں۔ ظاہر ہے کہ غوث اعظم اپنے امام کے مذہب کے خلاف تو کھتے ہی نہیں وہ بھی یزید کو کافر کہتے تھے پھر فاضل بریلوی اور آپ لوگ اور علماء محققین باوجود قادی ہونے کے یزید کو کافر کیوں نہیں کہتے اس بارے میں کیوں سکوت اور کف لسان کرتے ہیں۔ ان حضرات کی بیعت حضرت پیران پیر سے قائم رہی یا نہیں۔ اگر ان حضرات کی بیعت رہی تو فقیر کی بھی رہی اور اگر ان کی اور آپ کی بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہیں رہی تو فقیر کے لیے بھی حکم لگا سکتے ہیں۔ انھوں نے دے لفظوں میں یہ کہا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے سکوت کرتے ہیں فقیر نے کہا کہ اب تو ثابت ہو گیا کہ تکفیر مسلم کا مسئلہ فقہی ہے محل اختلاف ہے پھر کیوں آپ اتنا زور دیتے ہیں۔

جب آپ امام اعظم اور امام احمد بن حنبل کا یزید کی تکفیر کے بارے میں اختلاف مان رہے ہیں تو ثابت ہو کہ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا جس کو تحقیق ہو گئی اس نے تکفیر کر دی جس کو نہ ہوئی اس نے نہ کی پھر کیوں شور و شر مچاتے پھرتے ہو ہر اہل حق اپنی تحقیق کے مطابق حکم دے گا۔ کسی کو کسی پر اعتراض کا حق نہیں۔ کیا فاضل بریلوی کا فتویٰ امام احمد بن حنبل کے فتوے کے برابر ہو سکتا ہے۔ مقلدان امام احمد بن حنبل میں ایسی ایسی ہستیاں ہیں کہ فاضل بریلوی ان کی غلامی پر ناز کرتے ہیں مثلاً حضور پیران پیر سید عبدالغفار درجیلانی رحمۃ اللہ علیہ مقلدین امام احمد بن حنبل سے ہیں جن کے مناقب و مدائح میں فاضل بریلوی مروجہ نے متعدد قصائد تحریر کئے ہیں چنانچہ ایک شعر منقبت شریفہ میں یہ بھی ہے

ترک نسبت غنم از من لفظ محمدی الدین خواہ زانکہ در دین رضا ہم دین ایمان تھی
(یعنی رضا کے دین میں دین دایمان آپ ہی ہیں)

اور ہم باشند کنیز تو پدر باشد غلام از اب و جد بندہ ام آقائے خان ماتوی
(یعنی میری والدہ آپ کی باندی اور میرے والد آپ کے غلام۔ اپنے باپ دادا سے آپ کا غلام ہوں۔ میرے خاندان بھر کے آپ ہی آقا ہیں۔)

غور کیجئے مدح و منقبت میں فاضل بریلوی یہ خود عرض کر رہے ہیں پھر ان کے خلاف مسئلہ تکفیر یزید میں کف لسان کیوں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ تقلیدی نہیں ہے دائرہ اس کا تحقیق پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی یزید کو مسلمان ثابت کرتے ہیں اور مانتے ہیں اور تکفیر کو منع کرتے ہیں۔

الغرض یزید کے بارے میں ہمارے اکابر اہل سنت کے تین گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اس کو کافر قطعی مانتا ہے۔ دوسرا گروہ توقف و کف لسان کا عامل ہے۔ تیسرا گروہ اس کو مسلمان قطعی مانتا ہے اور یہ تینوں اہل حق ہیں، اہل سنت ہیں۔ ان میں سے کسی کو نشاندہ ملامت نہیں بنا سکتے۔ پھر مسائل کفر و اسلام میں شیوخ و مرشدین کا بھی اتباع نہیں ہے بلکہ ائمہ ہدٰی اہلسنت و جماعت کا اتباع کیا جائے گا۔ حضرت شیخ محقق دہلوی نے تکمیل الایمان میں صراحت یہی فرمایا ہے۔ یہاں تک تو دوبار کی گفتگو کا مختصر نقشہ ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد تیسری مرتبہ پھر شور و شغب مچا یا گیا جس کا مختصر نقشہ یہ ہے کہ چند نوعرم علم اطفال کو اکٹھا کر کے بدایوں لایا گیا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے بدایوں میں جمع ہونے سے قبل بریلی میں ایک میٹنگ کی جس میں طے کیا کہ ہمارے بچاؤ کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ ہم لوگ حسب عادت خوب شور و غل مچادیں اور عوام کی فریب دہی کے لئے فتویٰ کفر ضرور لگا دینا چاہئے کیونکہ یہ جانتے تھے کسی حق بات کا جواب تو ہو نہیں سکتا۔ عوام کی فریب دہی کا ایک طریقہ یہی ہے کہ ان (مولوی خلیل احمد) پر کفر کا فتویٰ دے دیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو عوام میں ہماری کوئی قدر و قیمت باقی نہ

رہے گی۔

سچائی اور حقانیت اور خوفِ خداوند و الجلال تو ان سے کوسوں دور ہو چکا ہے دنیا کا نام و دنیا کے فائدے کے طالب ہیں۔ ہوتا گیا ہے کہ اس جماعت میں مولوی شریف الحق صاحب بھی آئے تھے مگر فقیر کے سامنے نہیں پڑے۔ مولوی حشمت علی مرحوم کا لڑکا مولوی مشاہد رضا خاں اور مولوی غلام محمد ناگپوری اور مولوی امجد علی صاحب مرحوم کا لڑکا مولوی ضیاء المصطفیٰ اور مولوی اختر رضا خاں (ولد مولوی جیلانی میاں مرحوم) آئے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی کچھ اطفال لائے گئے تھے جن سب کی تعداد ۸ بتائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم جب یہ لوگ بدایوں میں پہنچ گئے تو فقیر کے پاس ایک تحریر پہنچی اس سے قبل بھی مولوی غلام محمد ناگپوری کی تحریریں تیار ہی مناظرہ کی آچکی تھیں۔ فقیر نے ان کے پاس ایک تحریر جو چند سوالات ضروریہ پر مشتمل تھی ابھیجی۔ وہ سوالات حسب ذیل تھے:

مبادی مناظرہ

- ۱۔ اہل سنت و جماعت کی جامع و مانع تعریف بیان کیجئے؟
- ۲۔ اہل قبلہ اور اہل لا الہ الا اللہ کا ایک ہی مطلب ہے یا الگ الگ۔ اگر ایک ہی مطلب ہے تو کیا ہے، الگ الگ ہے تو کیا ہے؟
- ۳۔ علمائے کرام کے طبقات بعض نے پانچ بتائے ہیں اور بعض نے سات لہذا فاضل بریلوی کے متعلق صاف صاف واضح کیجئے کہ ان طبقات میں سے کون سے طبقہ کے عالم تھے۔ مخمین کے اعتبار سے کون سے طبقے کے مستبعین کے اعتبار سے کون سے مرتبہ کے۔
- ۴۔ دہابی اور دیوبندی کی الگ الگ جامع و مانع تعریف بیان کیجئے۔

- ۵۔ فقیر کا طریقہ جو آپ پر خوب واضح ہے یعنی اکابر دیوبند کے بارے میں کفِ لسان کرنا۔ اس پر شرعاً کیا حکم لگتا ہے۔ اس حکم کو دلیل شرعی سے ثابت کیا جائے۔
 - ۶۔ وہ علماء جن کے نام نیچے لکھے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں بتلائیے کہ یہ علماء آپ کے نزدیک مسلم ہیں یا غیر مسلم بصورتِ مسلمان یہ سستی ہیں یا غیر سستی۔
- علمائے فرنگی محل لکھنؤ میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی، مولانا عبد الباری صاحب و مولانا عتیق میاں صاحب۔ علمائے رام پور میں مولانا سلامت اللہ صاحب و مولانا عبد الغفار خاں صاحب و مولانا کرامت اللہ خاں صاحب، مولانا ارشد حسین صاحب، مولانا خلیل اللہ خاں صاحب و مولانا عبد البصیر میاں صاحب پبلی بھیت و مولانا نذیر احمد صاحب، احمد آباد (گجرات)۔ علمائے بدایوں: مولانا عبد القادر صاحب، مولانا عبد المقتدر صاحب، مولانا عبد القدیر صاحب۔ و مولانا محب احمد صاحب و مولانا حبیب الرحمن صاحب سابق مفتی مدرسہ قادریہ بدایوں رحمہم اللہ تعالیٰ۔

یہ تھی وہ تحریر جو بطریق مبادی مناظرہ (بعنوان وہ امور جن کا مباحثہ سے قبل صاف ہونا ضروری ہے)

عزیزانِ گرامی! یہ سوالات تھے جو فقیر نے ان کو بھیجے تھے مگر ان کے جواب میں ساری پارٹی کو سانپ سونگھ گیا۔ جب درمیانی لوگوں نے بار بار تقاضے کئے کہ ان سوالات کا جواب دیا جائے تو سنا گیا کہ مفتی حکامی شریف الحق صاحب نے فرمایا کہ ان سوالات کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔ اگر ہم ان کا جواب دیں گے تو ہمارے ہاتھ کٹ جائیں گے اس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ دھوکہ اور فریب کا جال پھیلانے کے لئے بدایوں تشریف لائے تھے کسی دینی مسئلہ پر گفتگو کرنے نہیں آئے تھے۔ انہما و تفہیم مقصود نہ تھا۔ دینی احکام میں طلبِ حق ان کا مقصود نہیں ہے صرف عوامِ نادانوں کو دامِ

میں پچھانسان کا مقصد ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدایوں کے باشندے اہل علم و فہم اس دام تزدیر کو سمجھ گئے۔ غلام محمد ناگپوری کی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں جس میں صاف طور پر مناظرہ کی تیاری اور اس کے لوازمات کا ذکر ہے۔ یہاں بدایوں پہنچ کر حیلہ بنانا بوجہ مصلحت اور دوراندیشی کے یہ کہا کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے صرف آپس کی افہام و تفہیم کے لئے کچھ گفتگو ہوگی، وہ بھی تنہائی میں۔

فقیر نے اس پر یہ کہا کہ اگر یہی چاہتے ہو تو کم از کم شہر بدایوں کے اہل علم و فہم حضرات کو ہی بلالیا جائے یعنی مولوی اقبال حسین صاحب امام و خطیب جامع مسجد شمس و صدر مدرس مدرسہ قادریہ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم اور سجادہ نشین درگاہ قادریہ مولوی حافظ سالم میاں صاحب تاکہ گفتگو یہ حضرات بھی سن لیں مگر وہ تو خود جانتے تھے کہ ہم لوگ نہ کوئی جواب دے سکتے ہیں اور نہ دے سکیں گے۔ یہ حضرات آجائیں گے تو ہمیں عوام کو فریب دینے اور جھوٹ بولنے کا حق کم ملے گا لہذا اس کو منظور نہ کیا۔ منظور کیوں کرتے حق طلبی اگر ہوتی تو ضرور منظور کرتے۔ وہاں تو مقصود ہی کذب بیانی اور عوام کو فریب دہی تھا۔

اس گفتگو میں فقیر نے اپنے مسلک یعنی علمائے دیوبند کی تکفیر سے کف لسان کی تائید و تشہید میں جو دلائل پیش کئے ان میں سے کسی بات کا کوئی مسکن جواب تو کیا دیتے مگر گھڑت اور جھوٹ اور ملاں آں باشد کہ چپ نشوؤ کے نقشے دکھائے۔ مثلاً فقیر نے سوال کیا تھا کہ فاضل بریلوی نے مولوی اسماعیل صاحب مرحوم دہلوی کے بارے میں کف لسان کیوں کیا اس کے جواب میں بے پرکی اڑائی کہ تقویۃ الایمان کے متعلق یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ یہ کتاب مولوی اسماعیل صاحب کی ہی ہے۔ وہ کتاب لکھنے کے بعد یاغستان چلے گئے اور یہ کہہ گئے تھے کہ میں واپسی کے بعد اس کتاب میں ترمیم کروں گا۔

وہاں جا کر انتقال کر گئے۔ لوگوں نے اس کو پھینک دیا۔

مسلمانوں اس من گھڑت سر اپا کذب و افتراء کو ملاحظہ فرمائیے۔ کہ جو چیز کبھی فاضل بریلوی کے بھی خواب و خیال میں نہ آئی، مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے جو "تقویۃ الایمان" کے رد کے نام سے جو کتاب لکھی ان کے بھی کبھی خیال میں نہ آئی۔ وہ ان فرزند ارجمند مولوی حسنت علی صاحب کے دماغ میں سمائی جس کا سر نہ پیر بے پرکی اڑائی ہے

پھر فقیر نے سوال کیا کہ علماء دیوبند جب صریحاً انکار اور اس مضمونِ خبیث سے تبری و تماشائی بیان کر دی اور اسی عبارت کا مطلب بھی بتا دیا۔ اس کے بعد فاضل بریلوی کی کوئی تحریر جو خاص ان ہی کی ہو جس میں انھوں نے ان کے انکار اور تبری و تماشائی کے علم کا اقرار کرتے ہوئے پھر بھی ان کے لئے کفر و ازداد باقی رہنے کو بیان کیا ہو تو دکھائیے۔ اس کے جواب میں "دقائق السنن" کو پیش کیا۔ فقیر نے کہا میری شرط کے مطابق یہ رسالہ نہیں ہو کیونکہ میری شرط تو یہ ہے کہ فاضل بریلوی ہی کی تصنیف ہو کیونکہ کفر کا فتویٰ دینے والے وہ ہی تو ہیں۔ یہ رسالہ تو مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کا لکھا ہوا ہے لہذا اس کو پیش کرنے سے کیا فائدہ۔ خاص فاضل بریلوی کی تصنیف دکھائیے۔ میرے سوال کا جواب جب ہی ہو گا چنانچہ اس کے جواب میں عاجز آگئے

الغرض! مختصر یہ کہ تجربہ سے ثابت ہوا کہ اس گروہ کا مقصد حق طلبی نہیں صرف عوام کو پچھانسان ہے بے علم لوگوں کو فریب دینا ہے۔
فقیر کا مقصد احمدیہ حق گوئی و حق طلبی ہی رہا اور ہے اگر ان لوگوں میں شتمہ بھر بھی حق طلبی ہوتی تو فقیر کو اس کے شبہات و سوالات کا مسکن جواب کسی مناسب صورت سے دیتے اور ان سوالات کو واضح طور پر حل کرتے۔ یہ لوگ زبردستی منوانا چاہتے ہیں حسینی

سمجھ میں آئے یا نہ آئے، قواعد علوم شرعیہ کے موافق ہو یا مخالف، ہماری بات مانو اور ہمارے مقلد بنو ورنہ فتوائے کفر ہے۔ فاضل بریلوی کی آنکھ بند کر کے تقلید کرو ورنہ نہ سنی نہ مسلمان یہ ہے ان کا مذہب اور ایمان گناہ شریعت مطہرہ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے یہ لوگ ٹھیکہ دار ہیں۔ کفر و اسلام کی سند ان کے قبضے میں ہے۔ جنت و دوزخ کے یہ مالک ہیں، اپنی رائے سے جسے چاہیں جنتی بنادیں جسے چاہیں دوزخی بنادیں۔ علم دین یعنی قرآن و حدیث و فقہ کوئی جانتا ہی نہیں صرف یہی جانتے ہیں ہندوستان کے تمام علماء کافر و بے دین ہیں، ان کی تحریریں و بیانات قابل اعتبار و قابل قبول نہیں مولوی احمد رضا خاں صاحب مرحوم نے جس کو کافر لکھ دیا وہ تو قطعی کافر و جہنمی ہو چکا اس کے کافر و جہنمی ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے بدایوں کے متعلق بھی یہی خیالات رکھتے ہیں مگر کھلم کھلا کہتے ہوئے دڑتے ہیں کہ قریب کا معاملہ ہے پھر ان کے بھی مریدین و معتقدین کا گروہ ہے کسی خاص موقع پر اس کے کہنے سے چوکتے بھی نہیں ہیں جیسا کہ ڈنڈوہ بزرگ ضلع فرخ آباد کا ایک واقعہ سننے میں آیا جس کو ہم سے غلام رضا نابینا سہسوانی نے بیان کیا۔

واقعہ یوں ہے کہ ڈنڈوہ بزرگ میں ایک جلسہ سالانہ ہوتا ہے۔ ایک سال کے جلسہ میں مولوی محمد حسین سنبھلی اور مولوی مشاہد رضا خاں پٹیلی بھیجتی موجود تھے۔ مولوی محمد حسین سنبھلی نے اپنی تقریر میں مکن پور کے بزرگ شاہ مدار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور ان کے اوصاف بیان کئے اس پر تقریر ختم ہونے کے بعد مشاہد رضا خاں نے مولوی محمد حسین صاحب کو خوب آڑے ہاتھوں لیا اور کہا کہ مکن پور کا جب نام لیا کرو ویدیع الزماں شاہ مدار کے بعد کے لوگوں کی مذمت بیان کیا کرو اسی طرح جب بدایوں کا ذکر کرو تو مولانا عبد القادر صاحب کے بعد کے علماء کی مذمت کر دیا کرو کیوں کہ عبدالمقتدر علی حضرت نے

لڑی کفر دیا ہے۔

القصد! اس تیسری بار کی گفتگو میں طرح طرح کی حیلہ سازی اور فریب دہی سے کام لیا۔ فقیر نے علماء ہندوستان کا فتویٰ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کے بارے میں جو سن ۱۳۱۸ھ میں شائع ہوا جس میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اور مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری اور مولانا عبد القادر صاحب بدایونی رحمہم اللہ تعالیٰ و غیر اہم کثیر علماء کی تحریریں و مہریں اور دستخط ثبت ہیں، پیش کیا جس کا نام (ابطال اغلاط قاسمیہ) ہے۔ ان حضرات نے مولوی محمد قاسم صاحب کو نہ کافر کہا نہ مرتد اور نہ ہی مکن شکت فی کفرہ و عذابہ فقد کفر کا حکم دیا۔ ان حضرات کے بارے میں یہ حکم دیتے ہیں۔ اس کے جواب سے عاجز و ناچار ہو گئے تو مولوی غلام محمد نے جن کے نام میں اور غلام احمد کے نام میں تھوڑا سا ہی فرق ہے، اس کو دیکھ کر دھوکہ یہ دیا کہ اس کتاب میں مطبع کا نام تو ہے ہی نہیں۔ صریح جھوٹ فریب دینے کے لئے کہ دیا حالانکہ اس میں مطبع کا نام باریک قلم سے انگریزی میں لکھا ہوا ہے مگر یہ ان کا فریب تھا جو جان بچانے کے لئے دیا گیا تھا کیونکہ جواب کچھ تھا ہی نہیں یہی کہہ کر بات کو ٹال دیا اسی وجہ سے حضرات اہل علم کے موجود ہونے کو منظور نہ کیا تھا حالانکہ اس کتاب میں مطبع کا نام اور طباعت کے سن لکھے ہوئے ہیں۔ بمبئی کے مطبع میں شائع ہوئی ہے جو صاحب چاہیں دیکھ سکتے ہیں ہمارے پاس موجود ہے ۵

بے حیاباش دہرہ خواہی کن

اس کتابچہ شرعی فیصلہ میں فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اذا حدث کذب کان نقشہ دکھایا۔ اس سے قبل بھی ایک بہتان نامہ بنام اخبار حق شائع کیا گیا تھا جس کی بہتان بندی اور دروغ گوئی کا اخبار ایک اشتہار بنام ضروری اعلان میں حضرات

سہسوان کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

لعنة الله على الكاذبين کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے جس کے ظہور کا وقت انشاء المولیٰ تعالیٰ یوم الحساب آنے والا ہے اس دن میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب لے گا۔

ان دونوں کتابچوں میں یہ کذب اور دروغ بانی کی گئی ہے عوام کو فریبیہ پیر کے لئے کہ مولوی خلیل احمد نے مذہب بدل دیا (نعوذ باللہ) میں بحمد اللہ مومن مسلمان اہل سنت و جماعت حنفی المذہب جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب بھی ہوں اہل سنت و جماعت میں امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا تتبع ہوں کسی اصولی و فروعی مسئلہ میں اپنے ائمہ اہل سنت و جماعت کے ارشادات کے خلاف نہیں ہوں۔ تمام ضروریات دین متین و ضروریات اہل سنت و جماعت کو حق اور صحیح مانتا ہوں ضروریات دین کے منکر اور ان میں شک کرنے والے کو اسلام سے خارج مانتا ہوں ضروریات اہل سنت کے منکر کو گمراہ و بد مذہب جانتا ہوں متاخرین علماء کے فروعی اختلافات میں احتیاطی پہلو پر نظر رکھتا ہوں۔

مسلم! اخ! انصاف کرو فقیر نے جو کلمات بیان کئے ان میں کون سا کلمہ خلاف دین و مذہب ہے ان حیا داروں سے معلوم کرو کہ کیا اس سے قبل میرا یہ دین و مذہب نہیں تھا پھر تبدیلی مذہب کا لفظ بول کر عوام کو کیوں فریب کے جال میں پھانسن رہے ہو۔

ارے ظالمو! خدا کا خوف کرو اس کی پکڑ بہت سخت ہے جس سے کوئی نہیں بچ سکتا ہے۔ کیا اکابر علمائے دیوبند کو کافر و مرتد نہ کہنے اور کف لسان کر لینے سے دین و مذہب بدل جاتا ہے۔

کیا تمہارے نزدیک علماء اکابر دیوبند کو کافر کہنے کا نام دین و مذہب ہے اس کو دین و مذہب کس نے بتایا۔ فاضل بریلوی کا فتویٰ کیا دین و مذہب بن گیا۔ وہ بھی اُن کی انفرادی رائے جس میں ان کے سمعہ علمائے ہندستان بھی متفق نہیں علمائے دیوبند کی عبارات کی نقل و مطلب پر اہل علم کو کلام ہے۔ افسوس جمالت اور نفسانیت نے حصم بکم بنا دیا اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے کو اہل حق بتاتے ہیں۔

فاضل بریلوی اپنے دور کے ایک معروف عالم تھے لیکن اس کے معنی یہ تو نہیں کہ وہ بشر نہ تھے، فرشتے تھے یا نبی در رسول تھے (نعوذ باللہ) پھر ان کی انفرادی رائے کیسے قطعی یقینی ہو گئی۔ امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہم جمعین جو مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور مجتہدین مطلق کے درجات عالیہ پر فائز ہیں اُن کی بھی اجتہادی رائے قطعی نہیں ہو سکتی نہ کسی مسلمان نے آج تک یہ کہا کہ اُن کی اجتہادی رائے یقینی اور قطعی بلاشبہ ہے۔ عقائد نسفی وغیرہ کتب معتبرہ میں صاف فرمایا گیا ہے۔

المجتہد قد یخطئ وقد یصیب (یعنی مجتہد مسائل اجتہاد میں کبھی مخطئ ہوتا ہے کبھی مصیب)۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو ائمہ الصحابہ بعد الخلفاء الراشدین ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف العلم (یعنی علم کی تحصیل) فرمایا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد التحیات میں السلام علیک ایہا النبی کی جگہ السلام علی النبی پڑھتے تھے۔

صحیح بخاری میں یہ واقعہ موجود ہے لیکن علمائے امت نے اس کو ان کی ذاتی رائے قرار دے کر ترک کر دیا۔

مسلمانو! ذرا انصاف تو کرو! اتنے بڑے پیشوایان اسلام کے اجتہادی اقوال تو حجت شرعیہ نہ بن سکے نہ ان کو دین و مذہب کا عقیدہ بنا کر پیش کیا گیا۔ آج فاضل بریلوی کے ایک فتوے کو جس کا دار و مدار صرف ان کی اپنی انفرادی رائے پر ہے مسلمانوں کا دینی و ایمانی عقیدہ بنا کر پیش کرنا اور اس میں شک کرنے والے کو کافر و مرتد بتانا کون سا دین و شریعت ہے۔ کیا اس کا نام دین رسول اور سنیت ہے۔ یہ کھٹلا دھوکہ اور فریب ہے جس سے ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

شریعت مطہرہ کی نظر میں ہزار کافروں کے بارے میں خطا ہو جانا ہلکی اور سہل گناہ ہے ایک مسلمان کو خطا کا فریضہ کی خطا سے۔

علامہ علی قاری نے متعدد جگہ شرح شفا میں اس کو صراحتاً بیان فرمایا ان کے علاوہ اور علماء نے بھی یہی فرمایا ہے۔ مسلمانو! قرون سابقہ میں بھی علماء نے کفر اور بدعتی کے فتوے ہمارے پیشواؤں پر لگائے ہیں۔ چنانچہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر خطیب بغدادی نے اور امام غزالی پر امام بقائی نے حضرت حسین بن منصور حلاج پر چار سو علمائے بغداد نے اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر ان کے زمانے کے علماء نے حتیٰ کہ علامہ علی قاری نے "شرح شفا" میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صاف صاف لکھا کہ ان کا حضر مسلمانوں کے لئے تمام کافروں سے زیادہ ہے اور ان کو نصاریٰ وغیرہ سے زیادہ نحس و نجس بتایا۔ پھر علامہ تفتازانی صاحب شرح عقائد وغیرہ پر بھی حکم کفر دیا گیا۔ امام غزالی کو علامہ قاضی عیاض صاحب شفا نے معتزلی قرار دیا اور بعض علماء نے بھی ان کی اتباع میں ایسا ہی کہہ دیا۔ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے فتویٰ کفر دیا۔ کیا ان فتوے دینے والوں کے شاگردین و معتقدین نے ان کے تکفیری فتووں کو دین و مذہب کا عقیدہ

بنالیا اور تمام مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دی کہ ان لوگوں کو کافر ماننا ضروری ہے جو ان کو کافر نہ مانے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ بلکہ ان فتوؤں کے خلاف علماء نے ان کے اقوال میں صحیح محل نکالے اور ان کو مسلمان بزرگ اور ولی مانا مکفرین کے فتوؤں کو ان کی ظاہر بینی اور عدم حقیقت شناسی پر محمول کیا قرون سابقہ کے مسلمانوں کا تو یہ عمل اور طریقہ رہا ہے، کفر کے فتوؤں کے معاملہ میں بخلاف آج کے بے عمل فتنہ گر مولویوں کے کہ انھوں نے ذریعہ خورد و نوش و وسیلہ نان و نوش اسی کو بنا رکھا ہے۔ ظن غالب ہے کہ ان کی ان حرکات سے فاضل بریلوی کی روح کو بھی سخت تکلیف پہنچی ہوگی کہ راہِ مسلمین کے خلاف اپنی اغراض نفسانی کے لئے نئی راہ نکالی۔

مسلمانو! اس نازک دور میں صراطِ مستقیم پر چلنا اور حق راستہ پر قائم رہنا دشوار سے دشوار تر ہو گیا۔ رب تعالیٰ کرم فرمائے۔ صراطِ مستقیم کا سمجھنا اور اس پر قائم رہنا اتنا ہی دشوار ہو گیا ہے جتنا دشوار آگ کا مسٹھی میں لینا فاضل بریلوی کو اس کی خبر نہ تھی کہ میرے بعد میرے متبع ہونے کے مدعی لوگ میرے ان فتوؤں کو ذریعہ خورد و نوش و وسیلہ نان و نوش بنالیں گے۔

کھسے خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی

جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بوہی

عزیزو! ان چند نام نہاد مولویوں نے فقیر پر اس فارمولے کے تحت کافر ہونے کا گمان کیا ہے کہ اکابر علماء دیوبند یعنی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی شرف علی صاحب تھانوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب سہارن پوری مرحومین کو جو کافر و مرتد و جہنمی نہ مانے وہ بھی کافر و مرتد ہے اور فقیر ان وعیدوں کی بنا پر جو کافر مسلمانوں کو کافر کہنے کی بنا پر احادیث صحیحہ میں آئی ہیں اپنے دین و ایمان

کے تحفظ اور یوم احساب کے منازل کے خوف سے اور اپنے کو حساب عظیم سے بچانے کے لئے ان حضرات کو کافر و جہنمی کہنے سے کف لسان کرتا ہے اور اس کو ہی حق اور صحیح مانتا ہے اور اس بنا پر فقیر کو ان لوگوں نے کافر و مرتد ہونے کا گمان کیا ہے۔ ان لوگوں نے یہ فارمولہ مذکورہ علمائے دیوبند کے لئے بنایا ہے کہ:
مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعِذَا بَهِرَ فَقَدْ كَفَرَ بِعَيْنِي جَرَانِ عَلَمَائِهِ مَذْكَورِينَ كَالْكَافِرِ جَهَنَّمِيِّ هُوَ فِي شَكِّ كَرٍّ أَوْ تَرَدُّدٍ كَرٍّ وَهِيَ كَالْفَرِّ هِيَ۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ فارمولہ خاص علمائے دیوبند کے لئے ہے یا ہر وہ شخص جس پر کسی عالم نے حکم کفر دے دیا ہو یا اُس کے لئے بھی ہے۔ ہم پہلے بھی بتا چکے اور اب پھر بتا چکے ہیں کہ اُمتِ مروجہ کی کثیر تعداد بزرگوں کی ایسی گزر چکی ہے کہ جن پر ان کے زمانے کے علماء نے کفر کے فتوے لگائے مگر اُمتِ مسلمہ نے ان کو کافر مانا اور نہ ان فتوؤں کو قابلِ عمل قرار دیا گیا۔ وہ علماء فاضل بریلوی سے علم میں، عمل میں، تحقیق میں کم تھے یا وہ علمائے اہل سنت کے نزدیک معتبر و مستند نہ تھے؟
جاننا چاہیے کہ ان علمائے مکفرین نے بھی اکثر اپنے فتوے کفر کی بنیاد تقیص و توہینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرار دیکر حکم کفر لگایا پھر بھی مسلمانوں میں نہ وہ فتوے مقبول ہوئے نہ اُن پر عمل کیا گیا۔

اب ہم ایک فہرست بیان کرتے ہیں جس میں ان بزرگوں کے اسماء گرامی ہیں جن پر ان کے زمانے کے بعض علماء نے حکم کفر دیا اور مسلمانوں نے نہ قبول کیا اور نہ عمل کیا۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رحمۃ اللہ علیہ مجتہد مطلق جن کے تقلید بن کر اہم حنفی المذہب کہلاتے ہیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ امام المحدثین خطیب بغدادی نے حضرت امام اعظم رحمہم اللہ تعالیٰ پر کم سمجھی کی بنا پر غلط فتویٰ دیا جس

کے جواب میں متوسلین امام اعظم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ "السمعیب فی کید الخیطیب" تحریر فرمایا اور اس فتویٰ کا غلط مزنا ثابت کر دیا۔

رواقہ حدیث میں ایک محدث ہیں جن کو عثمان بنی کہا جاتا ہے ان کا ذکر ترمذی شریف کے کتاب النکاح میں بھی ہے۔ امام اللامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ینبغی للبتی ان یتبعنی یعنی بتی کو اس مسئلہ میں میری اتباع کرنی چاہئے۔ خطیب بغدادی نے بتی کو نبی سمجھ لیا اور اپنی اس غلط فہمی پر اتنا اعتماد کیا کہ امام عالیشان کے بارے میں غلط اور نازیبا کلمات استعمال کئے حالانکہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تو بتی کو اپنے اتباع کے لئے فرمایا تھا نہ کنعوز بائند تعالیٰ نبی کو۔ مگر انھوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص قرار دے کر امام پر طعن و تشنیع کر ڈالی۔ غور کیجئے توہین کا الزام دے کر ہی کافر کہا گیا تھا۔

حضرت شیخ محی الدین بن عربی المعروف بہ شیخ اکبر جن کی ولایت اور بلندی مقامات کے اکابر علماء و ادیبائے امت مقروم و معترف ہیں، ان پر بھی ان کے زمانے کے بعض علماء نے فتویٰ کفر دے دیا حتیٰ کہ علامہ ملا علی قاری مکی علیہ الرحمہ نے تو ان کے بارے میں بہت ہی شدید کلمات شرح شفا میں تحریر کر دیئے۔ چنانچہ حضرت شیخ اور ان کے متوسلین کے لیے علامہ قاری نے شرح شفا میں لکھا کہ قرامطہ اور نصاریٰ سے زائد شخص اور شخصِ گروہ ہے اور لکھا کہ اس گروہ کا سردار شیخ اکبر اپنے کو کہلاتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں سونے کی اینٹ ہوں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی اینٹ ہیں اور یہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے نفی پاتے

ہیں۔ ان عبارتوں کے ظاہر پر ان حضرات نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
والتسلیم کی توہین و تنقیص قرار دے کر یہی تحریر کر دیا کہ ان کا ضرر تمام
مسلمانوں کے لئے تمام کافروں سے زائد ہے۔

عزیز کیجئے! حضرت شیخ اکبر کو بھی توہین و تنقیص کا الزام دے کر کافر
و مرتد بتایا گیا۔ محققین علماء نے ان کے اس فتوے کو ظاہر بینی و کم نہی
پر محمول کر کے ترک کر دیا اور اُمتِ مہمومہ نے نہ اس فتوے کو
قبول کیا نہ عمل کیا۔

نہ علماء مکہ تین کے فتاوے کو ان کے شاگردوں و مریدوں
اور معتقدین نے دین و مذہب کا عقیدہ بنا کر عام مسلمین پر پیش کیا نہ یہ کہا کہ
جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا اس لئے کہ
وہ صاحبِ ایمان تھے، پابندِ احکامِ شرع تھے۔ جانتے تھے کہ اگر کسی شخص
کے لئے کسی ایک عالم کا یا چند علماء کا فتویٰ کفر ہو جائے تو وہ قطعی نہیں
ہو سکتا۔ صرف ان حضرات کی اپنی رائے ہو گی۔ تمام مسلمانوں پر اس کا اتباع
لازم نہیں جب تک دلائل شرعیہ یقینیہ قطعہ سے کفر ثابت نہ ہو جائے
اس وقت تک حکم کفر نہ کیا جائے گا اس سے قبل حکم کفر دینا سخت
خطرناک معاملہ ہے کسی عالم کی انفرادی رائے ہرگز حجت شرعی نہیں
ہو سکتی۔ تحقیق کا دروازہ بند نہیں کھلا ہوا ہے۔

۳۔ امام حسنہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی امام بقائے تکفیر کی
اور امام قاضی عیاض نے شفاء میں ان کو معتزلیوں میں فرمایا یعنی
بد مذہب اور گمراہ کہا۔ بعض اور حضرات نے بھی ان کی اتباع میں ایسا ہی کہہ
دیا جو ناقابلِ قبول اور خلافِ تحقیق ہے۔ یہ فتویٰ بھی مسلمانوں میں نامقبول

ٹھہرا اور ناقابلِ اعتبار رہا۔

۱۲۔ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی کتاب شرح عقائد نسفی کی
ایک عبارت پر بعض علماء مثلاً امام ابن الہمام وغیرہ نے قرآن پاک کی
توہین کا الزام دے کر علامہ موصوف پر حکم کفر لگایا۔ مگر اہل علم اور
عامة المسلمین نے اس فتویٰ کفر کو تسلیم نہ کیا بلکہ علامہ تفتازانی کی اس
عبارت میں تاویل کر کے اس فتوے کو ناقابلِ قبول کر دیا۔

۱۵۔ حضرت حسین بن منصور حلاج علیہ الرحمۃ پر چار سو علماء بغداد نے ان کے
مشہور قول "اَنَا الْحَقُّ" پر فتویٰ کفر دیا جس کے خلاف امام
غزالی شکوۃ الانوار میں فرمایا اور حضرت منصور کا مقبول دوا ہونا ثابت
فرمایا بلکہ سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو دلی مانا ہے۔

جماعت مسلمین میں یہ فتویٰ چار سو علماء بغداد کا نہ مقبول ہوا نہ اس
کو صحیح مانا بلکہ علامہ علی قاری نے "شرح شفاء" میں اس فتوے کے خلاف
یہ بھی لکھا کہ کلمہ اَنَا الْحَقُّ کا جو مطلب ان علماء نے لیا یہ کلمہ اس
مطلب میں صریح نہیں۔ جاننا چاہیے جب کہ حضرت منصور کے فتویٰ کفر
کے مصدقین میں حضرت جنید بغدادی اور ابو بکر شبلی بھی ہیں جو سرکار
غوثِ اعظم کے مرشدانِ کرام میں ہیں۔ یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ تکفیر مسلم
میں مرشدوں اور پیروں کا اتباع نہیں کہ مسئلہ تکفیر کا دار و مدار تحقیق و
دلائل شرعیہ پر ہے۔ کَمَا سَنَبِّیْہٖ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اس
فتوے تکفیر منصور کے مصدق حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے
ہونے کی تصریح علامہ بیجوری علیہ الرحمۃ نے علامہ تقانی کے تصدیق
جوہر التوحید کی شرح میں فرمائی ہے۔

۱۰ حضرت شیخ احمد مجد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے کی ان پر بھی الزام توہین و تنقیص رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی قائم کیا گیا۔ محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت مجد صاحب کے اقوال کی تاویل مطابق علوم شرعیہ بیان کر دی ہے۔ یہ فتویٰ حضرت مجد صاحب کے متعلق قلمی نفیر نے خود دکھایا ہے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب مرحوم بدایونی ولد مولوی محب احمد صاحب مرحوم کے کتب خانے میں سلی بوجو تھا۔ انھوں نے نفیر کو دکھایا تھا جس میں توہین و تنقیص کو ہی بنیاد تکفیر بیان کیا ہے۔

۱۷ امام محمد ابن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر الزام بد مذہبی اور گمراہی لگایا اور طرح طرح کے فتنے اٹھائے اور آپ کو بدنام کرنے کی ناکام کوششیں کیں یہاں تک کہ آپ کو وطن چھوڑنا پڑا اور دوسری جگہ سکونت اختیار کی۔ ان لوگوں نے وہاں بھی پہنچ کر لوگوں کو بہکایا اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے بھی نکلنا پڑا۔ آپ بارگاہ رب العالمین میں دعا کی الہی میرے لئے زمین تنگ ہو گئی چنانچہ اسی روز عید کی شب میں آپ واصل بحق ہو گئے۔ علیہ الرحمۃ والرضوان۔

۱۸ امام احمد ابن حنبل مجتہد مطلق کے ساتھ ایک کلمہ حق کہہ دینے پر کیا کیا شور و غوغا اور فتنے اٹھے۔ آپ کی ایذا رسانی میں کون سی کمی کی گئی۔

مشہور اور معروف واقعہ ہے۔

ایسے واقعات بکثرت ہیں کہ جس بندہ خدا نے جب حق بات کہی تو اس پر لعن طعن کیا گیا اور نشاء ملامت بنایا گیا۔

عن سینرو! حق کا ظاہر کرنا رضا کے الہی کے لیے ہوتا ہے کسی مخلوق کو

فروش کرنے یا کسی کی مخالفت کے لیے نہیں ہوتا۔ طالبان حق کو پہچان کر اس کی اتباع کرتے ہیں اور طالبان نفس و ہوا اس کی مخالفت کرتے ہیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ہادیان شریعت و ہدیان طریقت کا ارشاد ہے اعرفوا الرجال بالحق لا الحق بالرجال یعنی مران حق کو حق سے پہچانو نہ کہ حق کو اس مردوں سے۔ یہ طریقہ حق شناسی تقدسین سے متاخرین تک رہا ہے اور اہل حق کے نزدیک یہی طریقہ مسلم و مقبول ہے۔

عزیزان گرامی مسلمان کی شان ہے حق طلبی حق شناسی حق گوئی محض حق تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خوش کرنے کے لئے ہے مگر اہل ہوا اس کو اغراض دنیا پر محمول کرتے ہیں اور اپنے اوپر قیاس کر کے اس بندہ حق کو نشاء ملامت بناتے ہیں۔ واللہ یجحد من یشاء الا صراط مستقیم۔ ان چند مختصر واقعات سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ ایسی عظیم الشان ہستیاں بھی کفر کے اور بد مذہبی کے فتروں سے نہ بچ سکیں۔ ان حضرات کو بھی کفر کے فتروں سے نوازا گیا۔

قیل ان الالہ ذو ولد قیل ان الرسول قد کہنا

مانجی اللہ والرسول معاً من لسان الوریٰ فکیف انا

بے ایمان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اولاد بتائی اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جاوید کر بتایا۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بد بختوں نے نہ چھوڑا تو میری کیا حقیقت ہے۔

اب ہم ان حضرات کے اسماء گرامی بتانا چاہتے ہیں جنھوں نے فرعون صلیٰ اجماعی کافر کو مسلمان بتایا یا سکوت و کف لسان کیا اس کے باوجود ان حضرات کو کسی نے کافر و مرتد نہ کہا بد مذہب و گمراہ بھی نہ کہا بلکہ ولی کامل و عارف باشرمانا اور مانتے ہیں

ان میں سے سب فرست حضرت عارف باللہ ولی کامل شیخ محی الدین ابن عربی اندلسی
ہیں۔ شیخ نے اپنی مشہور کتاب "فصوص الحکم" میں فرعون جیسے شخص کو مومن و مسلم قرار دیا۔
چنانچہ کتاب مذکور میں فرماتے ہیں:

فخرج من الدنيا طاهراً
مطهراً مومنًا مسلمًا
یعنی فرعون دنیا سے پاک
صاف مسلمان مومن بن کر نکلا ہے۔

اس کی تائید عارف باللہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ہی کتاب کی شرح
میں فرمائی ہے اور اس کو حضرت شیخ کے مخصوص اسرار میں فرمایا ہے۔

پھر علامہ جلال الدین دقانی بھی اسی طرف ہیں اور حضرت سید جانگیر اشرف مہمانی
رحمۃ اللہ علیہ بھی اس ہی طرف ہیں۔ ان کے علاوہ اور بزرگوں کے نام بھی علامہ بحر العلوم
لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح فقہ اکبر" میں بیان فرمائے ہیں۔

غور کیجئے فرعون کا کافر ہونا اور حالت کفر ہی میں بحر قنزم میں غرق ہو جانا ظاہر
قرآن و حدیث آدرا کام امت کے اجماع سے ثابت ہے۔

مذکورہ بالا بزرگ کف لسان ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس کو مسلم و مومن بتا رہے
ہیں۔ کیا ان حضرات پر کسی نے اس بنا پر کہ فرعون جیسے شخص کو مسلمان مان کر کافر ہو جانے
کا فتویٰ دیا۔ یا اس زمانہ کے پڑھنے والے اور مفتی بننے والے ان حضرات کو کافر کہہ
سکتے ہیں جس کا خاتمہ علی الکفر ہونے پر بقول شیخ محقق اجماع ہے اور یہ حضرات
اس کا خاتمہ اسلام پر ہونا بیان کر رہے ہیں۔ علمائے اکابر و دیوبند کے متعلق تو کوئی
شخص بھی قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کا خاتمہ کس حال پر ہوا پھر فرعون کے مسلمان
بتانے والے کو کیوں کافر نہ کہا گیا اور علماء و اکابر دیوبند کو کافر نہ کہنے والے کو کافر و مرتد
کیوں بتایا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ابوطالب عم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتمہ علی الکفر ہونا احادیث صحیحہ سے

ثابت اور امت مروجہ کے جمہور علماء و مفتیین و محدثین اسی کے قائل حتیٰ کہ یہ آیہ کریمہ
اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ کا نزول ابوطالب کے بارے میں صراحۃً بیان کیا۔ فاضل
بریلوی کا مستقل رسالہ اس بحث میں موجود ہے جس میں انھوں نے ابوطالب کے خاتمہ
علی الکفر ہونے کو ثابت کیا ہے مولانا عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے اس
رسالہ کی تائید و تصدیق ثابت مگر حضرات سادات کرام مارہروہ اس کے بارے میں سادگت
ہیں۔ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ ابوطالب جس
کا خاتمہ علی الکفر ہونے کی تصریحات سے کتب معتبرہ حدیث و فقہ بھری ہوئی ہیں لیکن
ان کے بارے میں کف لسان و سکوت کرنے والوں پر حکم کفر دیتا دیکھیں نہیں۔

مولانا عبد المقدر صاحب بدایونی علیہ الرحمہ پر "سد الفرائض" قطعی اجماعی کافر و مرتد
ہونے کے احکام صراحۃً بیان کئے گئے ہیں اور ان کا سلسلہ بیعت سلسلہ عالیہ قادریہ
برکاتیمہ سے منقطع ہو جانے کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے پھر تمام علماء مدرسہ قادریہ
جس کو مدرسہ خرماسے ملقب کیا گیا ہے بوجہ کثیرہ کفر و ضلال بیان کر کے ان پر کفر
دارتداد کا حکم دیا گیا ہے پھر بھی حضرت شاہ اسماعیل میاں صاحب نے اپنے مفادات
طیبہ میں جا بجا مولانا عبد المقدر صاحب کو اپنے خاندان کا رکن رکین اور
رحمۃ اللہ علیہ سے یاد فرمایا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ان حضرات نے اس۔

بریلی کے فتوے کو جو سد الفرائض میں بیان کیا گیا ہے صحیح نہ جانا اور ان کی اس تحریر کو بے
اعتبار قرار دیا اور صرف کف لسان ہی نہیں کیا بلکہ ان کو مومن و مسلمان مانا۔ ان حضرات
نے مولوی عبد المقدر صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر قطعی اور اجماعی فتوے کے خلاف
کیوں کیا اور قطعی اور اجماعی فتوے کا انکار کرنے اور نہ ماننے سے ان پر ان مفت کے
مفتیوں کے نزدیک کیا حکم ہوا۔

فاضل بریلوی نے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے بارے میں کف لسان فرمایا

بلکہ مسلمان مانا اور محتاطین کو بھی کافر کہنے سے منع فرمایا۔ حالانکہ مولانا فضل حق خیر آبادی کے تحقیق الفتویٰ کی عبارت جس کو مولانا فضل رسول صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سیف ابجاریہؑ پر استناداً بلا نیکی کے نقل فرمایا ہے جس میں تصریح ہے کہ جو شخص مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں یعنی ان کے کافر ہونے میں تردد کرے یا شک کرے یا تا مل کرے وہ شخص کافر بدین نامسلمان اور لعین ہے۔

اب غور کیجئے کہ فاضل بریلوی پر مولانا فضل حق خیر آبادی اور مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہما کے فتوے کے اعتبار سے کیا کیا احکام لازم ہوئے۔ یہ حضرات یعنی مولانا فضل حق خیر آبادی و فضل رسول رحمہما اللہ فاضل بریلوی کے مدد و حین میں سے ہیں۔ مولانا بدایونی کی مدح میں فاضل بریلوی کا قصیدہ عربی میں موجود ہے اور ان کے صاحبزادے مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی کی مدح میں بھی بزبان اردو چھپا ہوا قصیدہ موجود ہے اس کف لسان کی وجہ سے فاضل بریلوی پر فتویٰ کفر کیوں نہ ہوا خصوصاً جب کہ ان کے نزدیک مسلم علماء کا فتویٰ شک اور تردد کرنے والے کے لئے تبصرہ تک نام موجود ہے۔

۵۔ علمائے مجلس رام پور یعنی مولانا سلامت اللہ صاحب و مولانا عبدالغفار خاں صاحب و مولانا کرامت اللہ خاں صاحب و مولانا خلیل اللہ خاں صاحب و مولانا عبدالبصیر میاں صاحب المعروف بہہ اللہ والے میاں سیلی بھیتی نے صراحتاً اپنے رسالہ رزم شیریں بجواب رزم شیریںؑ ۱۳۳۲ھ میں جس کو انجمن اہل سنت الاسلام سیلی بھیت نے شائع کیا اور ان حضرات کے اہل گرامی اس میں لکھے ہوئے ہیں۔ صاف صاف صام اکرمین کے فتوے کا بڑے سخت الفاظ میں رد کیا ہے اور اس کو غلط بیانیوں پر مشتمل بتایا۔ ان پر صریحاً حکم کفر و ارتداد کیوں نہ دیا گیا۔

۶۔ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کی تحریر تحذیر الناس کے آخر میں موجود ہے پھر غلام

قاسمہؑ میں ان کے دستخط و ہر موجود جہت ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوا ہے اس رسالہ میں مولانا ارشد حسین صاحب رام پوری اور مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی کے ہر اردو دستخط بھی موجود ہیں۔ ان حضرات میں سے کسی نے بھی صاحب تحذیر الناس مولوی محمد قاسم صاحب کے متعلق کوئی حکم بھی ایسا نہ لکھا جو حرام اکرمین کے بتائے ہوئے احکام کے موافق ہو بلکہ تحذیر الناس کی تقریر کو طبعی و ضعیفی، بعض نے غیر معتبر اور بعض نے ضعیف بعض نے خلاف بیان مفسر بنایا۔ یہ احکام جو حرام اکرمین میں بتائے ہوئے ہیں کسی نے بھی نہ بیان کئے۔

لکھئے ان حضرات کے لئے کیا حکم ہے اور من شک فی کفرہ و عذابہ میں داخل ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

۷۔ جامع معقول و منقول مولانا نذیر احمد خاں صاحب صدر مدرس مدرسہ طلبہ احمد آباد گجرات جنھوں نے "براہین قاطعہ" کا اول رد لکھا ہے جس کا نام "بوارق لامعہ" ہے۔ اس بوارق لامعہ میں انھوں نے اُس عبارت براہین قاطعہ جو حرام اکرمین میں نقل کی گئی ہے اور اس کو ایک کفری مضمون قرار دے کر حکم کفر و ارتداد بتایا گیا ہے اور من شک فی کفرہ و عذابہ کے طرہ سے مزین کیا گیا ہے، موصوف نے اپنے رد میں اس عبارت کا نہ یہ مطلب بتایا نہ یہ حکم۔ اگر وہ اس کفری عبارت کا یہی مطلب سمجھتے تھے تو کیا چیز مانع تھی کہ اس کا بطور کفر و ارتداد نہ کرتے اور اس پر احکام کفر و ارتداد نہ لگاتے۔ آپ کے فارمولے من شک فی کفرہ و عذابہ کی رو سے یہ حضرت مولانا نذیر احمد خاں صاحب کون ہوئے نیز مولوی مفتاح صاحب نانوتوی کو اپنی اس کتاب میں علوم دینیہ کا ناشر اور ایک عالم کو دین کی طرف راہنما اور مرحوم لکھ رہے ہیں۔ اسی کتاب کا ص ۲۴ دیکھئے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہوا۔ آپ کے مفروضہ فارمولے کی رو سے تو ان میں کوئی بھی مسلمان نہ رہا سب کافر و مرتد ٹھہرے اور خود فاضل بریلوی مولانا فضل حق

خیر آبادی اور مولانا فضل رسول صاحب بدایونی کے اعتبار سے جس کی تصریح سیف
الاجتہاد میں موجود ہے، کب مسلمان رہے پھر اس کے اعتبار سے عرب سے عجم تک
کون مسلمان رہا۔

مسلمانوں آنکھیں کھولو اور ایمان و انصاف کے ساتھ حق و ناحق کو پہچانو اور
مسلمانوں کو کافر بنانے والے نام نہاد مولویوں سے بچو۔ ان کے خانہ ساز خود ساختہ فارمولے
یعنی علمائے دیوبند کے کافر و جہنی ہونے میں جو شک کرے یا توقف و تامل و کف لسان
کرے وہ شخص بھی کافر ہے، کی حقیقت کو سمجھو جس کی بنا پر احکام کفر کا گمان کیا گیا ہے۔
اب غور کیجئے کہ اس خود ساختہ فارمولہ کی بنا پر مسلمانوں کو کافر بتایا جانا کتنا
بڑا فریب اور دھوکہ ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ دوسرا شرعی ہے تو مولانا عبدالحی
صاحب لکھنوی اور دیگر علمائے فزنگی محل اور علمائے رامپور اور سیلی بھیت کے مولوی
عبدالبصیر میاں صاحب المعروف بہ اللہ والے میاں، خلیفہ شاہ جی محمد شیردیاں
علیہ الرحمۃ اور بدایوں کے تاج الفحول مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کہ ان
حضرات نے مولوی محمد قاسم صاحب کے لیے احکام کفر و اتداد و حرام اکھین کے
موافق نہ بتائے بلکہ ان میں سے اکثر نے علمائے دیوبند کو مسلمان مانا اور ان کو کافر کہنے کو
سخت کلمات میں رد کیا۔ ہمارے پاس اس کے تحریری ثبوت موجود ہیں جب کہ ان
حضرات یعنی علمائے دیوبند کے لیے حرام اکھین میں ہر ایک کے لیے ہی الگ الگ
حکم ہے لہذا حکم حرام اکھین ان کے نزدیک ان میں سے ایک کو بھی کافر نہ مانا ہی حکم
لکھا ہے جو حکم سب کے لئے ہے مجموعہ کا۔ مولوی عبدالحی صاحب مولانا ارشاد حسین صاحب
د مولانا عبد القادر صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی صاف تحریریں مطبوعہ موجود ہیں کہ ان حضرات
نے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو کافر لکھا نہ مقرر اور نہ من شکست فی کفر و عدلیہ کا حکم
دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب نے اقوال مولوی قاسم صاحب کو غیر معتبر قرار دیا ہے مولانا ارشاد حسین

صاحب نے ضعیف اور مولانا عبد القادر صاحب نے خلاف اقوال مفسرین۔
الغرض احکام حرام اکھین سے کوئی بھی تنفیق نہیں کیونکہ ان حضرات نے کوئی بھی کلمہ
اپنی تحریروں میں ایسا نہیں لکھا جس سے حرام اکھین کے بیان کردہ احکام کی موافقت
ہو رہی ہو اس فارمولے کی بنا پر یہ حضرات بھی کافر ہو گئے۔ پھر ان کے شاگردین و مریدین و متبعین
مذاہبن کماں سے بچے جن میں خود فاضل بریلوی بھی شامل۔ مولانا عبد القادر صاحب کی
مدح میں ایک سوسہ زائد اشعار کا قصیدہ "چرخ انس" فاضل بریلوی کا تصنیف کردہ موجود ہے
اور مولوی عبدالحی صاحب کے متعلق بھی ان کی تحریرات میں کلمات مدح تحریر ہیں اور مولوی
ارشاد حسین صاحب کی مدح و تعریف "الغنیۃ الفقہ الفہم فی حکم النور والدرہم" کے اخیر
میں موجود ہے۔ اب سوچئے اس فارمولے کی بنا پر ان حضرات مذکورین اور خود فاضل بریلوی سے
پر کیا حکم ہوا۔

دید ی کہ خون ناحق پر دانہ شمع را

چنداں امان نہ داد کہ شب را سحر کند

بتائے ان کے نزدیک اس فارمولے کی بنا پر یہ لوگ کافر کیوں نہ ہوئے اور جب
یہ حضرات کافر نہ ہوئے تو فقیر پر یہ حکم لگانا سراسر دھوکہ اور فریب دہی نہیں تو اور کیا
ہے ناچار ماننا ہوگا کہ فقیر کو بلا وجہ شرعی محض نفسانیت اور شکم پروری کے لیے
کافر کہا گیا ہے۔

ثابت ہوا کہ آپ نے بلا وجہ شرعی مسلمان پر حکم کفر لگایا۔ اب غور کیجئے کہ بلا وجہ
شرعی کسی مسلمان پر حکم کفر لگا دے وہ حکم احادیث صحیحہ و قتادی کثیرہ کا برائمہ خود کافر ہوا یا
نہیں اور بالا جب سماع اس پر تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ہے کہ نہیں۔

ان حضرات کے کافر گری کے فتووں کی حقیقت اہل علم پر روشن ہو چکی
ہے کہ جو ان کے مفروضات و طب و پابس کو نہ مانے اس کو کافر بے دین بنانے کی

کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ اکابر علماء دیوبند کو مع ان کے شاگردوں کے دمریوں و متقدموں کے کافر و مرتد بتایا۔ علماء بدایوں نے اپنے متعلقین و شاگردین دمریوں کے کافر خاص کر مولانا عبدالمقتدر صاحب مع اپنے مریدین وغیرہ کے کافر و مرتد۔ حالانکہ حضرات بدایوں تو آپ کے نزدیک بھی سنی حنفی قادری برکاتی تھے مگر آپ کے بیان کے حکم کفر کے فتووں نے تو کچھ بھی نہ رکھا پھر مولوی سید محمد میاں صاحب کچھو چھوی المعروف بہ محدث اعظم کربھی مولوی حسنت علی خان صاحب نے کافر و مرتد بتا دیا چنانچہ مولوی حسنت علی خان صاحب "باادب ستر سوالات" میں تحریر فرماتے ہیں۔

[آل انڈیا سنی کانفرنس کے ایک مشہور و معروف نمائندے ہنزہولی نس دشنزادہ محدث اعظم ہند جناب مولوی سید محمد میاں صاحب کچھو چھوی جمعہ مبارک ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ کو دھوراجی کاٹھیا داڑی کے دیوبندی مرتدوں کی بڑائی ہوئی نام نہاد فاروقی مسجد میں تشریف لے گئے وہاں اس کے مرتد دیوبندی امام نے خطبہ پڑھا جس وقت وہ منبر پر چڑھا اسی وقت ایک سنی مسلمان نے پکار کر اعلان کر دیا کہ بھائیوں! یہ امام دیوبندی دہابی ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ یہ سن کر مسلمان اہل سنت اس مسجد سے باہر چلے گئے۔ حتیٰ کہ مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کے صدر المدرسین مفتی عبدالعزیز صاحب نعیمی فنجوری نے بھی جو صف اول میں کچھو چھوی صاحب کے مقلد ہی بیٹھے ہوئے تھے کچھو چھوی صاحب سے کہا کہ حضرت یہ امام دہابی دیوبندی ہے یہاں سے تشریف لے چلے کسی اور مسجد میں سنی امام کی اقتدا کر کے نماز جمعہ ادا کیجئے۔ جب کچھو چھوی صاحب بالکل خاموش ہی بیٹھے رہے تو خود مفتی صاحب مذکور بھی سنی مسلمانوں کے ساتھ فوراً چلے آئے اور ناگانی شاہ کے تکیہ کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی مگر کچھو چھوی صاحب نے اس اعلان کے بعد بھی اسی مرتد دیوبندی امام کی اقتدا میں جمعہ پڑھا۔ اس وقت کوئی اکراہ شرک و غیبت صحیح بھی تو ہرگز ایسا نہ تھا جو کچھو چھوی

صاحب کے لئے نماز کی نقل بے معنی کو جائز کر دیتا۔ مرتد کی اقتدا شرعاً کفر و ارتداد اور ایسا کرنے والا حکم شریعت مطہرہ کافر و مرتد ہے نماز کی نیت سے نماز ادا کرنے والا مرتد کی اقتدا میں ادا کرنے والا کافر و مرتد۔ ان کے اس فارمولے کی بنا پر سہواً اب اگر بغیر نیت نماز محض نقل نماز کے طور پر کسی مرتد کی اقتدا کرے اس کا حکم یہ تحریر فرما رہے ہیں اسی کتاب "ستر باادب سوالات" ص ۳۲ میں۔

(بنیر اکراہ شرعی کے جو شخص بلانیت نماز محض نقل نماز کسی مرتد کی اقتدا میں کرے وہ سخت اشد فاسق ملعن حرام کار مضل مغوی ہوا) پیر کچھو چھوی صاحب کا یہ واقعہ اخباروں اور تحریروں میں شائع ہو کر ہر خاص و عام کے علم میں آ گیا مگر ان کی طرف سے کوئی جرح و توبہ کا اعلان نہ سنا گیا۔ پھر ان کے مریدین متعلقین و متعلقین کا کیا حکم ہوا۔

اس فتوے پر غور کر لیجئے پھر بدایوں کے علماء اور خاص کر مولانا عبدالمقتدر صاحب کے جو احکام کفر و ارتداد کے سد الفرائس صاف صاف طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں ان کی رد سے حضرات مارہرہ یعنی سید شاہ اسماعیل میاں صاحب و سید شاہ اولاد رسول۔ محمد میاں صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی حکم میں آ گئے کہ انھوں نے اپنے مکاتیب و تحریرات میں جا بجا مولانا عبدالمقتدر صاحب کو لفظ علیہ الرحمۃ وغیرہ اور مدائح و مناقب اور اپنے خاندان برکات کا رکن رکین فرمایا ہے اور متعدد مقامات پر رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے ان مکاتیب کو سید محمد میاں صاحب نے شائع کیا ہے جس پر قطعی اجماعی کفر کے احکام ہوں تو اس کی مدح سرائی اور اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا یا کھنا کیا حکم رکھتا ہے۔ انہی فتووں کی رو سے کون مسلمان رہا تمام دیوبند کے خاص و عام تمام بدایوں کے علماء مع اپنے متعلقین کے۔ رام پور کے علماء و لکھنؤ کے علماء یہاں تک کہ کچھو چھوی کے حضرات اور مارہرہ کے حضرات۔ بس یہی چند اشخاص جو فاضل بریلوی کی ادران کے متبعین کی ہر بات کو

گندہ کر دیا دنیا اور دین دونوں کو خراب کیا اگر اس بات سے اپنا منہ نہ بند کریگا تو تیرے کفر کی شامت سے ایک ایسی آگ آسمان سے آئے گی جو تمام مخلوق کو جلا دے گی

گفت اے موسیٰ دہانم دوختی ۛ وزیرشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید آبے کردتفت ۛ سر نہاد اندر سیاہاں و برفت
یعنی جب چرواہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ احکام سنے تو بولا
کہ اے موسیٰ تو نے میرا منہ سی دیا اور پشیمانی سے میری جان کو جلا دیا، کپڑے پھاڑ
ڈالے اور آہ گرم کر کے جنگلی کو نکل گیا اس کے بعد مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
وحی آمدن از حق تعالیٰ بعتاب بہ موسیٰ بجهت شبان
یعنی وحی عتاب کی حضرت موسیٰ پر خدائے تعالیٰ سے آنا۔

جاننا چاہئے کہ عتاب اور عتاب میں فرق ہے، عتاب نافرمانوں پر ہوتا ہے، اور
عتاب دوستوں کو ان کی لغزشوں پر متنبہ کیا جاتا ہے، مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
وحی آمد سوسے از خدا مبنده مارا چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی
ہر کسے را سیرتے نہ سادہ ایم ہر کسے را اصطلاح دادہ ایم
در حق او مدح در حق تو ذم در حق او شہد در حق تو سم
یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ تم نے ہمارے
بندے کو کیوں جدا کر دیا، تم بندوں کو ملانے کے لئے آئے ہو نہ کہ جدا کرنے کے
لئے اے موسیٰ ہم نے ہر کسی کے لئے ایک جدا خصلت دی ہے اور ہر کسی کو ایک
اصطلاح دی ہے وہ جو کچھ کہہ رہا تھا وہ اس کے حق میں مدح تھا تیرے حق میں ذم
ہے اس کے حق میں شہد تھا تیرے حق میں زہر ہے۔

ما بردوں را سنگریم و قال را ما بردوں را سنگریم و حال را
ناظر قلبم اگر خاشع بود گرچہ گفتہ لفظکنا ضعیف بود
یعنی ہم ظاہر اور ظاہر کی باتوں کو نہیں دیکھتے ہم دل کو دیکھتے ہیں اور حال
کو ہم قلب کو دیکھتے ہیں کہ خاشع ہے یا نہیں ہے یعنی عجز و زاری والا اگرچہ ظاہر میں
اس کا قول بے خضوع ہو اس پر نظر نہیں کرتے۔

مسلمانوں غور کرو اتنی بڑی ہستی جناب موسیٰ کلیم الرحمن جو مرسلین
اولو العزم میں سے ہیں ان کا فتویٰ کفر جو شریعت کے موافق تھا مقبول بارگاہ
رب العالیٰ نہ ہوا اور حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ اپنے فتویٰ کو واپس لو اور اس
چرواہے کو خوش خبری سنا دو کہ تو مقبول بارگاہ ہے کافر نہیں ہے۔

پھر آپ نے ان اکابر دیوبند پر کافرو مرتد و جہنی یقینی قطعی ہونے کا حکم
کس بن بوتے پر لگا دیا، واللہ العظیم یقیناً حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ناخن پار کے برابر دس ہزار عالم بھی نہیں ہو سکتے، جب ایسی ہستی کا فتویٰ کفر
اس چرواہے کے حال کے مطابق نہ ہو تو کسی عالم کی ذاتی انفرادی رائے کا فتویٰ
کفر کیسے مطابق واقعہ کے ہونا تسلیم کیا جاسکتا ہے، پھر ایک عالم کی رائے سے
لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافرو جہنی قرار دینا کس قدر جرأت و بے باکی و شریعت
محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہے، محدث داری نے مسئلہ روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اجزأکم علی الفقیہا اجزأکم علی النار یعنی تم میں فتویٰ دینے پر جو شخص
زیادہ جری ہے وہ آگ میں جلنے پر جری تر ہے علامہ قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شاید
یہ وعید کفر کے فتویٰ دینے والوں کے لئے ہی ہے۔

اب فقیر چند مقالات مسئلہ تکفیر کے متعلق معرض تحریر میں لاتا ہے

مقالہ نمبر ۱

مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں ہے بلکہ تحقیقی ہے پہلے سے مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے اگر کسی عالم یا چند علمائے کسی شخص پر حکم کفر لگا دیا تو تمام مسلمانوں پر لازم نہیں ہے کہ وہ محض ان لوگوں کے کہنے پر بغیر تحقیق کے ایمان لائیں اور اس کو کافر کہتے پھریں بلکہ ایسا کرنا خلاف شریعت مطہرہ ہے اس لئے کہ جس نے فتویٰ کفر دیا ہے وہ بھی بشر ہے غیر معصوم ہے پھر کسی کلام و قول کے مطلب سمجھنے میں اختلاف افہام اہل مسلم ہے، مجتہدین کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بھی انفرادی اجتہادی رائے قطعی و یقینی نہیں مانی گئی، پھر کجا غیر مجتہد مقلد عالم کی رائے انفرادی وہ بھی تکفیر مسلم کے معاملے میں کیسے قطعی ہو سکتی ہے، ہمارے فقہاء کرام کا ارشاد ہے جس کو علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اشباہ والنظائر میں بحوالہ ائق سے نقل فرمایا ہے۔

يقع في كلام اهل المذاهب
التكفير كثيرا لكن ليس من
كلام الفقهاء الذين هم
المجتهدون بل غيرهم
ولا عبرة بخير الفقهاء.

پھر یہی علامہ موصوف چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں امام ابن الہمام کی فتح القدیر شرح ہدایہ سے ناقل ہیں

قال في الفتح ان الذي صح عن

المجتهدين في الخوارج عدم
تكفيرهم ويقع في كلام كثير
تكفيرهم ولكن ليس من
كلام الفقهاء الذين هم
المجتهدون بل من كلام غيرهم
ولا عبرة بخير الفقهاء۔

مسلمانوں انصاف اور ایمان کے ساتھ غور کرو جب کہ ہمارے ائمہ صاف صاف تصریح فرما رہے ہیں کہ غیر مجتہدین کے کفر کے فتوؤں کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے۔ ہم اس کو علامہ حموی کے ارشاد سے جو انہوں نے بحوالہ ائق فتح القدیر سے سے نقل فرمایا ہے بتا چکے۔ اب ان عقل کے بتلوں سے پوچھئے کہ فاضل بریلوی کیا مجتہد تھے، یعنی امام اعظم و امام شافعی کے درجے کے تھے وہ تو ایک چودھویں صدی کے مقلد عالم تھے مقلدین کے بھی کون سے طبقہ میں تھے، (اس کو بھی تم زبنا سکے زبنا سکو گے، کیونکہ جو طبقہ اپنی رائے سے قائم کرو گے اس ہی پر سوالات قائم، جن کے جوابات ان سے مجال پھر کیا وجہ ہے کہ فاضل بریلوی کے فتویٰ تکفیر پر ایمان لانے کی تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہو، اور اس کے بار کلام کرنے والے پر حکم کفر لگاتے ہو۔

ابھی ابھی سن چکے بحوالہ ائق اور فتح القدیر کے ارشادات کہ غیر مجتہد کے فتویٰ کفر کا کچھ اعتبار نہیں، حنفی المذہب فقہاء کے ارشاد پر عمل کرنے والوں کو کافر بتاتے ہو، سچ ہے کہ بے حیاباش و ہرچہ خواہی کن

بولو اور ایمان و انصاف کی میزان میں تو لو کہ حکم کفر کس پر لوٹ رہا ہے کیا ان حضرات کا ارشاد غلط ہے اور تمھارے گھر کی بنائی ہوئی نئی راہ غیر سبیل النہین

صحیح ہے واللہ العظیم یقیناً ان ہادیان امت مرحومہ کا ارشاد صحیح اور درست ہے
در قابل عمل ہے، اے فتنہ گرد، تمہاری بتلائی ہوئی راہ غلط باطل اور گمراہی ہے۔

مقالہ نمبر ۲

اعتقادات اور احکام کفر و ایمان میں سواد اعظم وائمہ مجتہدین کا اتباع
یا جائے گا نہ کتب شیخ و پیروں و مرشدوں کا حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق
نور دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب تکمیل الایمان ۳۲۰ سطر ۱۰ میں
راتے ہیں۔

بالجملہ نصیحت آنست کہ در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سواد
اعظم پیروں نباید رفت و تابع ائمہ مجتہدین باید بود خصوصاً در بارہ اتفاق
و اجماع و در آداب و اخلاق تابع مشائخ باید بود و حسن ظن و اعتقاد
بر ایشان باید داشت و توجہ بہ تطبیق کلام ایساں با کلام علماء مجتہدین
باید نمود اھ

ترجمہ

یعنی ہم اہل اسلام کو نصیحت کرتے ہیں کہ اعتقادات اور مسائل کفر
و ایمان میں سواد اعظم امت مرحومہ سے الگ نہ ہونا چاہئے اور ائمہ
مجتہدین کے تابع رہنا چاہئے خصوصاً اتفاق و اجماع کے معاملہ میں
اور آداب و اخلاق میں اتباع مشائخ کرنا چاہئے اور ان کے ساتھ
اچھا لگان اور عقیدت رکھنی چاہئے اور ان کے کلام کو علماء مجتہدین
سے تطبیق اور توجہ کے ساتھ مطابقت کرنا چاہئے۔

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف فرمایا کہ اعتقادات اور مسائل
کفر و ایمان میں پیران طریقت اور مرشدان کرام کا بھی اتباع نہیں ہے بلکہ علماء وائمہ
مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اتباع کرنا چاہئے، اس میں ان جاہلوں کے خیالات کا
رد ہے جو مسائل کفر و ایمان و اعتقادات میں اپنے پیروں اور مرشدوں کے عمل یا قول
کو حجت مانتے ہیں اور ائمہ اہل سنت مجتہدان کرام کے ارشادات کی پرواہ نہیں کرتے
بارہ کی درگاہ عالیہ برکاتہ کے ایک بزرگ مولانا حافظ سید شاہ اسماعیل حسن صاحب
رحمۃ اللہ علیہ جن کے مکاتیب کا مجموعہ بنام "مفاوضات طلبہ" بترتیب و تصحیح و استہام
حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری رحمۃ اللہ علیہ شائع ہو چکا ہے اس
کے ۲۴۱ پر ایک مکتوب میں جو سید سردار علی صاحب سردار نواز جنگ کے نام ۲۴ ذی الحجہ
۱۳۴۴ھ لنگوریا ریاست حیدر آباد ارسال کیا ہے صاف صاف مرقوم ہے۔

امور دینی میں اتباع بحضرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمودہ کے اس
کے خلاف پرخواہ پیر ہو خواہ استاد خواہ باپ ہو خواہ بیٹا ہو کسی کو جائز نہیں
ہر امر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اتباع چاہئے۔
پھر وہی شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ "اخبار الانبیاء" ۹۳ میں فرماتے ہیں۔

مشرک پیران حجت نیست دلیل از کتاب و سنت می باید اھ
یعنی پیروں کا مشرب حجت شرعی نہیں ہے دلیل کتاب و سنت سے ہونا چاہئے
شاہ ولی اللہ صاحب بلاغ البین ۵۵ میں فرماتے ہیں
نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلیفہ محبوب الہی گفتہ فعل مشائخ حجت
نہ باشد یعنی نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ شاہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ
پیروں کا فعل حجت شرعی نہیں ہوتا۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مکتوبات جلد اول و ۳۳۵

عمل صوفیاء در محل و حرمت سندیت ہمیں بس است کما یشاں رامعذور
دایم و ملامت نہ کنیم و امرا یشاں را بحق سب جائز و تعالیٰ مغفوض دایم و اینجا قول
امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد معتبر است نہ عمل ابو بکر شبلی و ابو الحسن نوری اہ

ترجمہ

یعنی حلال و حرام و احکام شرعیہ میں مشارع اور بزرگوں کا عمل مستند نہیں
ہو سکتا یہ ہی کافی ہے کہ ہم ان کو معذور رکھیں اور ملامت نہ کریں اور ان کے معاملے
کو سپرد بخدا لئے عزوجل کر دیں ان امور دینی و شرعی میں قول امام اعظم ابو حنیفہ و امام
ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ کا معتبر ہے نہ عمل ابو بکر شبلی اور ابو الحسن نوری کا اہ
ان عبارات عالمان شریعت و حاملان طریقت سے بخوبی تمام ثابت ہو گیا کہ
عقائد احکام کفر و ایمان اور حلت و حرمت کے احکام شرعیہ و دینیہ میں ارشادات
ائمہ اہل سنت و فقہاء مجتہدین کا اتباع کیا جائے گا، مشارع کرام و صوفیاء و پیران عظام
کا اتباع ان مسائل میں نہیں، ہاں ان حضرات کا اتباع مسا طریقت میں کیا جائے گا
کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب پر مقدم ہے ائمہ ہدیٰ اہلسنت
والجماعت کے اتباع کے بغیر صحیح راہ نہیں مل سکتی ہے۔

مقالہ نمبر ۳

تکفیر مسلم کا مسئلہ بڑا سنگین اور خطرناک ہے ہمارے ائمہ کرام اور فقہاء
عظام نے اس مسئلہ میں بڑی احتیاط کا حکم دیا ہے اور خود بھی بڑی احتیاط کرتے ہیں
احادیث صحیحہ میں ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے پر کفر لوٹ پڑتا ہے بخاری و مسلم
میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

ایما رجل قال لاخيه
کافر فقد باء بها
یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے
پس بے شک لوٹتا ہے اس کلمہ کفر کی ساتھ
احدہما۔ ایک دونوں میں کا۔

یعنی جس کو کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے تو اس پر یہ حکم ہوگا اور اگر ایسا وہ
نہیں ہے تو اس کہنے والے پر یہ حکم ہوگا یا اس کہنے والے پر یہ حکم لوٹے گا یعنی لفظ
کافر کہنے کے نشانے کی زد میں ان دونوں میں سے ایک ضرور آئے گا۔
دوسری حدیث میں ہے جس کو امام بخاری نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا۔

لا یرھی رجل رجلا بالفسوق
ولا یرمیہ بالکفر الا اذ تدت
جب کوئی شخص کسی شخص کو فسق یا کفر
کی تہمت لگاتا ہے وہ کفر و فسق کہنے
والے پر لوٹتا ہے اگر دوسرا شخص ایسا
نہیں ہے۔

تیسری حدیث بخاری و مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

من دعا رجلا بالكفر او
قال عدو الله وليس كذلك
الاعاد علیہ۔
جو شخص کسی کو کافر کہے لفظ کفر کے ساتھ
یعنی کافر کہے یا دشمن خدا کہے اور وہ
ایسا نہیں تو یہ کلمہ یعنی کافر یا دشمن خدا کا
کہنا اس کہنے والے پر رجوع کرتا ہے
یعنی وہ کہنے والا کافر یا دشمن خدا کا
ہو جاتا ہے۔

یہی وہ خطرہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے علماء کرام اور فقہائے عظام نے

تکفیرِ علم کے معاملہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھا ہے اور بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور تمام مسلمانوں کو یہو تعلیم دی ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہنے میں اپنے دین و ایمان کا خطرہ عظیم ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔

مسلمانوں ہر ذی عقل جانتا ہے کہ انسان کو جس کام میں دنیوی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے اس کام سے بھی بچتا ہے یہاں تو خطرہ دین و ایمان کا ہے جو انسان کی خاص کمائی ہے جس پر ساری کامیابیوں کا دار و مدار ہے اور خطرہ سے آگاہ فرمانے والی کون وہ ذات شریف ہے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں۔

کیا ایسی صورت میں کوئی عاقل اپنی خاص دولت دین و ایمان کو خطرے میں ڈالنا گوارہ کرے گا، علماء اہل سنت والجماعت کا ایک عظیم گروہ ان احادیث کے ظاہری معنی کو ہی مانتا ہے اور یہ حکم دیتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر ہے، چنانچہ امام فقہ ابو بکر اعلمش اور تمام ائمہ بلخ اور اکثر علماء بخارا کا یہی قول ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے بلکہ صحیح اور معتد بخارا الفتویٰ میں تصریح فرمائی گئی ہے کہ اگر مسلمانوں کو نہ بدو بدشتم بلکہ بطور اعتقاد و جزم کے کافر کہے گا تو خود کہنے والا کافر ہو جائیگا۔

در مختار باب التعزیر میں فرمایا ہے یفتی اور رد المحتار و فتاویٰ عالمگیری میں فرمایا اسے المختار للفتویٰ اسی پر فتویٰ اور یہی مختار للفتویٰ ہے۔

الغرض امام ابو بکر اعلمش اور تمام ائمہ بلخ اور اکثر علماء بخارا کے نزدیک مسلمان کو مطلقاً کافر کہنے والا خود کافر ہے۔

اور مذہب صحیح اور مفتی پر مسلمان کو بغیر قصد گالی کے یقین اور جزم کیساتھ کافر کہنے والا کافر ہے امت مرحومہ کے پیشواؤں نے کسی پر حکم کفر لگانے میں کسی

خبر کا اعتماد کیا نہ کسی تخمینہ کا نہ کسی کی ذاتی رائے پر جب تک کہ ثبوت اور تحقیق کی روشنی نہ پائی۔

چنانچہ فاضل بریلوی "تمہید الایمان" ص ۳۴ پر فرماتے ہیں
میں امام الطائف اسماعیل دہلوی کے کفر پر حکم نہیں کرتا، ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وہ کفر آفتاب سے ناندروں نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف، ساضیف، نحل بھی باقی نہ رہے۔

فان الاسلام یحلو ولا یحلی الخ

پھر یہی فاضل بریلوی اپنی کتاب "سماع الاموات" کے ص ۳۴ پر فرماتے ہیں۔
"حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیف اگرچہ دوسرے مذہب کی ہودہ بارہ اسلام مل جائے تو اس پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہوئے گا کافر نہیں گے۔"

مذکورہ بالا عبارت "تمہید الایمان" سے ظاہر ہے اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو فاضل بریلوی اہل لا الہ الا اللہ مانتے ہیں، اور اہل لا الہ الا اللہ مسلمان دھون ہوتا ہے، لہذا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی فاضل بریلوی کے نزدیک بھی مسلمان دھون ہیں جب ہی تو تکفیر نہیں فرماتے اور ان کی تکفیر سے اوروں کو بھی منع فرماتے ہیں، واقعی امور دینیہ میں ہم کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوشیاری اور احتیاط ہی کا حکم دیا ہے خصوصاً تکفیر مسلم جس کا سنگین اور خطرناک ہونا مسلمین المسلمین ہو چکا ہے۔

ابن عدی نے "کامل" میں امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

هذا الامر بالتدبیر فان کان یعنی ہر کام کو انجام اندیشی کے ساتھ اختیار

فی عاقبتہ خیر فاعمل
دان خفت غبا فامسلک۔

کر اگر اس کا انجام خیر ہو تو اس کو اختیار
کر اور اگر اس کے انجام سے تو خوف
کرے تو اس کے کرنے سے رک جا۔

مسلمانوں کو کافر کہنے کا انجام کس قدر خوفناک اور خطرناک ہے جب تک
دلائل شرعیہ قطعیہ یقینیہ (جن میں شک و شبہ کی راہ نہ رہے) قائم نہ ہو جائیں، ہرگز کسی مسلمان
کو کافر کہنے کی جرات نہ کی جائے یہی شریعت کا حکم ہے اسی پر ائمہ امت اور فقہائے
ملت کا عمل ہے حدیث میں ہے جس کو داری نے مرسل روایت کیا ہے۔

اجبراکم علی التبتا اجبراکم
یعنی جو تم میں فتویٰ دینے پر زیادہ جری ہے
وہ آگ میں جانے پر اجری تر ہے۔

ہمارے علماء اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں کہ ہزار کافروں کے باقی
رکھنے میں خطا ہونا ایک مسلمان کے فنا کرنے سے زیادہ ہلکی ہے اس کو علامہ ملا علی
قاری مکی خفنی نے شرح شفا میں متعدد مقامات پر اور

فقہ اکبر کی شرح میں صراحتاً اور امام عبد الوہاب شمرانی نے "ایوایت
دالمجاہر" میں امام سبکی سے نقل کر کے صراحتاً بیان فرمایا ہے

مقالہ نمبر

عالمان شریعت مطہرہ کسی پر اس وقت تک حکم کفر نہیں دیتے جب تک
تمام مشائخ حکم کفر پر متفق نہ ہوں علامہ علاؤ الدین خصلفی صاحب درختار علیہ الرحمۃ
الغفار اتباع مشائخ میں اس قدر متضرب ہیں کہ فرماتے ہیں

فعلینا اتباع ما رجحوہ
یعنی ہم پر اس کا اتباع ضروری ہے جس

وَمَا صَحَّوہ
کو مشائخ نے ترجیح دی اور اسکی تصحیح کی۔
یعنی ہم پر ترجیح میں مرجحین کا اور تصحیح میں مصححین کا اتباع ضروری ہے
باوجود اس کے تکفیر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لا یفتی بتکفیر شیء منہا
یعنی جن الفاظ و عبارات پر کتب فتاویٰ
الا فیما اتفق المشائخ علیہ
میں احکام کفر بتائے گئے ہیں ان میں سے
کسی پر بھی حکم کفر نہ دیں گے مگر جس پر
مشائخ متفق ہوں۔

تنویر الابصار و درمختار باب المرتد میں ہے۔

واعلم انہ لا یفتی بتکفیر
یعنی جان لو کہ کسی مسلمان پر حکم کفر نہ دیا جائے
مسلم امکن حمل کلامہ
جب تک اس کے کلام کو اچھے معنی پر اتارنا
علی حمل حسن او کان
ممکن ہو یا اس کے کفر میں اختلاف ہو اگرچہ
فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک
اس کے خلاف روایت ضعیفہ ہو جیسا کہ
روایۃ ضعیفۃ صا حصرہ
بحر الرائق میں فرمایا اور استنباہ والنظار میں
فی البحر و عن الاشبہ
اس کو فتاویٰ صغریٰ کی طرف منسوب کیا اور
الی الصغریٰ و فی المدر و غیرہا
درر غریب میں ہے جب کہ مسئلہ میں بہت وجوہ
اذ کان فی المسئلۃ وجوہ توجب
کفر کی ہوں اور صرف ایک وجہ کفر کو منہج کرتی
الکفر و واحد یمنعہ فعلى المفتی
ہو پس مفتی پر ضروری ہے کہ اس ایک ہی وجہ
المیل لما یمنعہ، مانتہی بقدر الحاجة
پر عمل کرے اور فتویٰ کفر نہ دے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے جلد نمبر ۱۸۱ میں قول روایت ضعیفہ پر فرمایا
ولو غیر مذہبنا افادہ ابوالسعود فی حاشیۃ الاشباہ ۱۰
چنانچہ بحر الرائق میں اس کو خوب منہج کر کے لکھا ہے اور اشباہ میں اس کو

فتاویٰ صغریٰ کی طرف منسوب کیا ہے، علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ روایت ضعیف اگرچہ ہمارے غیر مذہب کی ہو یعنی مذہب شافعی یا مالکی وغیرہ کی ہو، پھر علامہ عبد القادر رافعی مفتی دیار مصر نے اپنے حاشیہ تحریر المختار علی الدر المختار جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ پر فرمایا وقد صرح الحوی بانہا لو كانت تلك الرواية لخير من هبنا رجب علی المفتی المیل الیہا وتبعہ ابوسعود والخیر المسنی ویدل علی ذلك كون ما یوجب التكفير مجعاً علیہ علامہ علی قاری مکی نے شرح شفاء وشرح فقہ البر میں تصریح فرمائی ہے۔

واللفظ الاخير قد ذكر وان المسئلة المتعلقة بالكفر اذا كان لها تسعة وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالاولی للمفتی والقاضی ان يحمل باحتمال النافي لان الخطأ في ابقاء الف كافر اھون من الخطأ في انشاء مسلم واحد

یعنی ہمارے علمائے اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے اگر مسئلہ متعلقہ بالکفر میں ستواں احتمالوں میں سے ننانوے احتمالات کفر کی طرف جا رہے ہوں اور ایک احتمال کفر کی نفی کی طرف ہو تو مفتی اور قاضی کو چاہئے کہ اس ایک ہی احتمال پر جو کفر کی نفی کی طرف ہے عمل کرے اس لئے کہ ہزار کافروں کو باقی رکھنے کی خطا ہلکی ہے ایک مسلمان کو فتنہ کرنے کی خطا ہے۔

اس کے آگے فرماتے ہیں

وفي المسئلة المذكورة تصريح بانہ يقبل من صاحبها

یعنی اس مسئلہ مذکورہ میں تصریح ہے اس بات کی کہ جس شخص کی وہ عبارت

التادیل ۱۱۔ ہے اس کی ہر تاویل قبول کی جائے۔
امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۹ میں نقل فرمایا ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ تکفیر مسلم میں ایک وصیت فرمائی ہے اور ایک قانون بھی درج کیا ہے۔

وصیت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

اما الوصية فان تكلمت لسانك من اهل القبلة ما داموا قائلين لا اله الا الله محمد رسول الله غير منافقين لها والمنافقة نجويزهم الكذب عليه بعد رد وبغير عذر فان التكفير فيه خطر والسكوت لا خطر فيه

یعنی امام موصوف علیہ الرحمہ کی وصیت یہ ہے کہ تو اپنی زبان کو اہل قبلہ کے کافر کہنے سے روک لے جب تک وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں بغیر منافقت کے اور منافقت یہ ہے کہ کلمہ شریف کو عذریہ یا بغیر عذر کے جھوٹ کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں یقیناً کافر کہتے ہیں۔ بڑا خطرہ ہے اور خاموش رہنے میں کوئی خطرہ نہیں۔

امام عبد الوہاب شعرائی کتاب مستطاب۔ البیواقیت والحواجر ۲۷۱ پر امام تقی الدین سبکی کا فتویٰ دربارہ تکفیر نقل فرماتے ہیں۔

فتویٰ

اعلموا اخي وفقني الله تعالى واياك ان الاقدام على تكفير

المؤمنين عسیر جداً وكل من في قلبه ايمان ليستعظم القول بتكفير اهل
الاهواء والبدعة مع قولهم لا اله الا الله، محمد رسول الله، فان التكفير
امر هائل عظيم الخط ومن كفر انشأنا فكلنا، ان خبر عن ذلك الانسان
بان عاقبته في الآخرة العقوبة الدائمة ابد الابدين وانه في
الدنيا مباح الدم والمال لا يمكن من نكاح مسلمة ولا تجرى عليه
احكام الاسلام في حياته و بعد مماته والخطاء في قتل مسلم
ارجح في الاثر من ترك الكافر (الحان قال)

ان الحكم بان ذلك كفر صعب من جهة صعوبة علم
الكلام ومواطن الاستنباط وتمييز الحق من غيره وانما يحصل ذلك
لرجل جمع صحة الذهن ورياضة النفس حتى خرج من الهواء والتعصب
بالكلية مع املائه من علوم الشريعة والاطلاع على اسرارها منازع
المجتهدين فيها وهذا قل ان يوجد الان عند شخص واحد كان
الانسان يحجز عن تحرير اعتقاد نفسه في عبارته فكيف يقدر على
تحرير اعتقاد غيره في عبارة فالواجب من كل مومن ان لا يكفر
احداً من اهل الاهواء والبدع لاسيما غالب اهل الاهواء انما هم
عوام مقلدون بعضهم بعضاً لا يعرفون دليلاً يناقض اعتقادهم
اليهم الا ان يخالفوا النصوص الصريحة التي لا يحتمل التاويل
عناداً او جحوداً.

ترجمہ

یعنی جان تو اسے بھائی اللہ تعالیٰ اسم کو اور تم کو تو نیک عطا فرمائے مسلمان
کو کافر کہنے پر اقدام بڑی دشوار چیز ہے جس شخص کے دل میں ایمان ہوگا وہ

بد مذہبوں کے کافر کہنے کو بھی خطرناک جانے گا، باوجود اس بات کے کہ وہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کے قائل ہیں یقیناً کافر کہنا بڑا ہولناک اور بڑے خطرے کی چیز ہے جس
شخص نے کسی انسان کو کافر کہا اس نے اس بات کی خبر دی کہ اس کا انجام آخرت میں
ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب جہنم ہے، یعنی یہ شخص جہنم سے کبھی نہ نکلے گا اور دنیا میں اس
کا خون اور مال مباح ہے کسی عورت مسلمہ سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا زندگی اور
بعد موت اس پر احکام اسلام جاری نہیں ہو سکتے ایک مسلمان کے قتل بالخطا کا گناہ
ہزار کافروں کے ترک کرنے کے گناہ سے زیادہ ہے لہذا حکم کفر لگانا دشوار ہے
کہ علم کلام اور مواقع استنباط اور حق و باطل کا امتیاز دشوار کام ہے یہ ایسے شخص
کا کام ہے جو اپنی ذہنی قوت اور ریاضت نفس کے ساتھ اس درجہ پر ہو جائے کہ
خواہشات نفس امارہ اور تعصب سے بالکل نکل جائے اور علوم شرعیہ اور اسرار
شرعیہ سے خوب واقف ہو اور ائمہ مجتہدین کے مواقع اختلاف کو پہچانتا
ہو ایسا شخص اس زمانہ میں نادر الوجود ہے جبکہ انسان اپنے اعتقادات کی
تحریری عبارت سے عاجز ہے دوسروں کے عقائد کی تحریری عبارت پر کیسے
قادر ہو سکتا ہے پس ہر مومن کے لئے واجب ہے کہ بد مذہبوں کو بھی کافر نہ کہے
کہ اکثر بد مذہب لوگ ایک دوسرے کے مقلد ہوتے ہیں، کسی ایسی دلیل کو نہیں
جانتے جو ان کے اعتقاد کے منافی ہو ہاں اگر وہ نصوص صریحہ غیر محتمل التاویل کی
عناد آیا جہوداً مخالفت کرے تو ایسی صورت میں ضرور حکم کفر ہوگا۔

مقالہ نمبر ۵

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کا ارشاد شرح فقہ اکبر میں سن چکے۔

وفي المسئلة المذكورة نصريح
بانه يقبل من صاحبها التاويل .

اسی وجہ سے ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کلام ہو اس سے اس کا مطلب معلوم کرنا چاہئے اگر وہ اس کے ایسے معنی بیان کرے جو شریعت کے موافق ہوں تو تکفیر نہ کی جائے چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری صاحب بحر الرائق اپنی آخری تصنیف اشباہ والنظائر کے ۲۶۶ پر فرماتے ہیں۔

ولا يكفر لقوله لا تعجب
فتهلك فان موسى عليه
السلام اعجب بنفسه فهلك
ويستفسر فان فسره بما
يكون كفرا كفو .

یعنی اس قول پر حکم کفر نہ دیا جائے گا اگر کسی نے کہا کہ تو تکبر نہ کر کہ ہلاک ہو جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تکبر کیا تھا وہ ہلاک ہو گئے اس کلام کے کہنے والے سے اس کا مطلب معلوم کیا جائے گا اگر اس کا مطلب وہ بیان کرے جو واقعی کفر ہے تکفیر کی جائے گی۔

یعنی وہ اس کا مطلب ایسا بیان کرے جو خلاف شریعت نہ ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کلام ہے اگر وہ بظاہر خلاف علوم شرعیہ ہے تو اسکے قائل سے معلوم کرنا چاہئے اگر وہ اس کلام کا مطلب موافق شریعت مطہرہ بتائے تو تکفیر نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت شیخ احمد ہرندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات ج ۳ ص ۲۶ پر فرماتے ہیں۔

علماء فرمودہ اند اگر نودون وجہ کفر
ظاہر شود ویک وجہ اسلام یافتہ شود
اگر مسلمان کے کلام میں ننانوے وجہ کفر
کے ظاہر ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو

حکم کفر نباید کرد جب بھی حکم کفر نہ دینا چاہئے۔

نیز حضرت شیخ مجدد صاحب موصوف علیہ الرحمہ مکتوبات ج ۳ ص ۲۳۲ پر فرماتے ہیں اگر لفظ صادر شدہ است کہ ظاہر شریعت مطہرہ بہ علوم شرعیہ ندارد آں را باندک توجه از ظاہر صرف نموده مطابق باید ساخت و مسلمان را متہم نباید کرد اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہر گاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمان ببحر داشتباہ چہ مناسب بود و شہر بشہر نہادی کردن کلام تدین باشد طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ را کہ ظاہر شریعت مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخص صادر شود باید دید کہ قائل آن کیست اگر متحد و زندیق بود رو آں باید کرد در اصلاح آں نہ باید کوشید و اگر قائل آن کلمہ مسلمان بود و ایمان با خدا و رسول داشتہ باید در اصلاح سخن آں باید کوشید و محمل صحیح از ربائے آں پیدا باید نمود یا از ازل قائل حل آں باید طلبید و اگر از حل آں عاجز آید جستش باید کرد امر بالمعروف و نہی عن المنکر برفق اولی تر است کہ با اجابت نزدیکست و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب است امرے دیگر است الخ

ترجمہ

یعنی اگر کسی سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو گیا جو بظاہر علوم شرعیہ کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ہے تو اس کی طرف تھوڑی توجہ کر کے اس کے ظاہری معنی سے بھیج کر مطابق شریعت کے کرنا چاہئے اشاعت فاحشہ اور فاسق کی رسوائی کرنا جب کہ شریعت میں حرام و برا ہے تو مسلمان کو رسوا کرنا فقط اشتباہ کی وجہ سے کیونکر مناسب ہوگا

اور مسلمان کو شہر بشہر منادی کرنا کون سی دینداری ہے، طریق مسلمان
و مہربانی کا یہ ہے کہ اس کلمہ کو جس کا ظاہر مخالف علوم شرعیہ ہے
اگر کسی شخص سے صادر ہوا تو دیکھنا چاہئے کہ وہ شخص کیسا ہے
اگر محدوزندیق ہے تو رد اس کا ضرور کرنا چاہئے اور اس کی اصلاح
کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور اگر اس کلمہ کا قائل مسلمان ہو کر ایمان
بخدا اور رسول رکھتا ہو تو اس بات کی اصلاح میں کوشش کرنی چاہئے
اور اس کے لئے محمل صحیح نکالنا چاہئے یا اس قائل سے اس کا حل
طلب کرنا چاہئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھی بات بتانا)
اور بری باتوں سے روکنا) نرمی کے ساتھ مناسب ہے کہ قبول کرنے
کے نزدیک ہے اگر مقصود اس شخص کو قبول کرنا نہ ہو بلکہ اس کی
رسوائی ہی مقصود ہو تو اور بات ہے۔

مسلمانوں غور کرو کہ عالمان شریعت مطہرہ کا ملان طریقت منورہ ہیں کسی
نفیس اور پاکیزہ تعلیم دے رہے ہیں حتی الامکان مسلمانوں کے الفاظ کی تاویل کر کے
صحیح معنی پر اتارنا چاہئے، یہ طریقہ مسلمانی ہے اور یہ طریقہ عالمان شریعت کا ملان
طریقت کا رہا ہے بخلاف اس زمانہ پر فتنے کے کہ اس میں ایسے ایسے کفر کے فتوے
مسلمانوں پر لگاتے پھرتے ہیں جو کہ علم سے دور عمل سے دور خواہشات نفسانی پر
مغرور۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ الغفور الغفور۔

مقالہ نمبر ۶

ہمارے علمائے اعلام و فقہاء کرام نے مسلمانوں کو کافر کہنے میں کس قدر

احتیاط فرمائی ہے، مسلمانوں کے صریح الفاظ میں تاویل فرما کر اس کو کافر قرار نہیں
دیا، درمختار باب المرتد میں معروضات مفتی ابوالسعود سے ایک سوال نقل کیا ہے۔

ان طالب علم ذکر عندہ
حدیث نبوی فقال ا حل
احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صدق یحمل بها فاجاب بانہ
یکفر۔

یعنی ایک طالب علم کے سامنے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی گئی
اس طالب علم نے کہا کیا سب احادیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی ہیں کہ ان پر
عمل کیا جائے مفتی نے اس طالب علم پر

حکم کفر دے دیا

علامہ طحطاوی جلد نمبر ۲ ص ۲۸۲ پر مفتی کے حکم کفر پر فرماتے ہیں۔

یعنی اس طالب علم کے کلام پر مفتی کا فتویٰ
کفر مسلم نہیں کہ اس کے کلام کا اچھا محمل
ہو سکتا ہے بایں طور کہ اس کی مراد یہ ہو کہ
اثبات احکام میں حدیث صحیح یا حسن پر عمل
کیا جاتا ہے حدیث ضعیف پر عمل
نہیں کیا جاتا۔

(قولہ فاجاب بانہ یکفر) فیہ ان
لکلامہذا القائل محملاً حسنًا
بان یكون مراده انه لا یحمل الا
بالصحيح منها او الحسن فی اثبات
الاحکام ولا یحمل فیہ بالضعیف

علامہ موصوف نے یہ پہلی تاویل طالب علم کے کلام میں کی۔

دوسری تاویل یوں بیان کی

او یكون مراده ان ما نسخ منها لا یعمل
بہ ای و هذا الحدیث الذی سمعہ
اما ضعیف لا یثبت حکما و اما منسوخ۔

کہ حدیث منسوخ پر عمل نہیں کیا جاتا اب
آگے فرماتے ہیں یعنی یہ حدیث جو اس نے
سنی ہے ضعیف ہے یا منسوخ۔

پھر فرماتے ہیں

و بارادته ذلك و باحتماله لا يحكم
عليه بالكفر۔
یعنی اس طالب علم کی جب یہ مراد ہو یا اس
مراد کا احتمال ہی ہو حکم کفر نہ دیا جائے گا۔

یہ دونوں شقیں علامہ موصوف خود نکال رہے ہیں اس طالب علم سے جس کا کلام ہے
کچھ ثابت نہیں صاف فرما رہے ہیں اگر اس تاویل کا احتمال بھی ہو جب بھی حکم کفر نہیں ہو سکتا
کہ احتمال بھی نافی حکم کفر ہے

دیکھا ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ صریح الفاظ میں بھی تاویل کر کے حکم کفر
نہیں لگاتے ہیں اس حکم پر عمل کرتے ہیں کہ مسلمان کے الفاظ کو محل حسن پر اتارنا چاہئے
اور حکم کفر سے بچانا چاہئے، یہی حکم شریعت ہے، یہی حکم طریقت ہے، ہمارے ائمہ کرام
کا صریح لفظ میں تاویل کر کے حکم کفر سے بچانا خود امام مذہب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے علامہ ابن نجیم مہری صاحب بحر الرائق اپنی کتاب
مستطاب استنباء والنظار کے صفحہ ۲۴۹ پر فرماتے ہیں۔

سئل الامام عن قال لا ارجوا الجنة ولا اخاف النار ولا اخاف
الله تعالى ذاك الميته واصلى بلا قراة وبلا ركوع وسجود واشهد
بالموارة وبغض الحق واُحب الفتنه قال اصحابه امر هذا
الرجل مشكل فقال الامام هذا الرجل يرجو الله لا الجنة و
ويخاف الله لا النار ولا يخاف الظلم من الله تعالى في عذابه
وياكل السمك والجواد ويصلى على الجنابة ويشهد بالتوحيد و
يبغض الموت وهو الحق ويحب المال والاولاد وهي الفتنة

ترجمہ :-

یعنی حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایسے شخص کے بارے

میں کیا حکم ہے جس نے یہ کلمات کہے کہ میں جنت کا امیدوار نہیں ہوں،
اور نہ میں دوزخ سے ڈرتا ہوں اور نہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں،
میں مردہ کھاتا ہوں اور بغیر قرأت و بغیر رکوع و سجد کے نماز ادا کرتا
ہوں اور بے دیکھی چیز کی گواہی دیتا ہوں اور حق کو مبغوض رکھتا
ہوں اور فتنے سے محبت کرتا ہوں۔

اسی کو سن کر اصحاب امام نے کہا کہ اس شخص کا معاملہ مشکل ہے
مگر حضرت امام نے فرمایا (یعنی اس شخص کے کلمات میں تاویل فرمائی) شخص
اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہے نہ کہ جنت کا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا
ہے نہ کہ دوزخ سے، اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنے کو جو کہا اس کا
مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ظلم کا خوف نہیں کرتا کہ عذاب دینے میں کسی پر
ظلم کرے کیونکہ ظلم و غیرہ نقائص و عیوب سے اس کی ذات پاک مبرا
و منزہ ہے اور وہ پھیلی اور ٹڈی کو کھاتا ہے پھیلی اور ٹڈی میں ذبح
نہیں، اور نماز جنازہ پڑھتا ہے اور اس میں قرأت و رکوع و سجد نہیں
اور موت کا آنا حق ہے اس کو طبعی طور پر مبغوض کرتا ہے اور مال و اولاد
فتنہ ہے اس سے محبت کرتا ہے۔

نافذین کرام اس بات پر غور کریں کہ امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے کلمات
کو تاویل فرما کر کس طور سے صحیح معنوں میں آٹا ریا خصوصاً وہ کلمہ نظر ہر کس قدر ہولناک ہے
یعنی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کی کیسی تاویل کی یعنی اللہ کے ظلم سے خوف نہیں کرتا کہ عذاب
دینے میں کسی پر ظلم نہیں فرمائے گا۔

یہی طریقہ بزرگان دین و ہادیان شریعت کا رہا کہ مسلمان کے صریح کلمات میں بھی
تاویل فرما کر صحیح معنوں میں اتار دیتے ہیں اور باوجود ایسے کلمات کے بھی تاویل کے ذریعہ

مسلمان ہی قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب درمخار اور اشباہ والنظائر کے بیان کردہ واقعات سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو گیا۔

مقالہ نمبر ۲

جامع علوم ظاہر و باطن واقف رموز شریعت و طریقت عالم ربانی امام عبدلہ شمرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب نورانی "کشف الغمہ عن جمیع الامور" کی جلد اول و ۲ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں اسی تکفیر کے بارے میں۔

فكان في الصحيحين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه يقول في دعائه اللهم من شق علي امتي فاشقق اللهم عليه ولا احد اشق علي الامة من فتيه يحيى عليهم ويحكو بطلان عباداتهم ومعاملاتهم وتطليق نساؤهم وسفك دماؤهم ويحكو بكفهم بما موسر ولدها بعقله ورأيه ولم يات بها صريحا كتاب سنة و يضيئ الدنيا على العاصي

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث میں ہے کہ آپ اپنی دعائیں یہ فرمایا کرتے یا اللہ جو میری امت میں جدائی ڈالے امت کی جمعیت کو توڑے اس پر تو دشواری اور مشقت ڈال اور اس فقیر عالم سے زیادہ امت میں جدائی ڈالنے والا کوئی نہیں جو امت میں روک لگائے اور ان کے عبادات و معاملات کے باطل ہونے کا حکم لگائے اور ان کی عورتوں پر مطلقہ اور ان کے خون کے بہانے کا حکم دے ان پر کافر ہونے کا حکم لگائے ایسی وجہ سے جو اس کی عقل اور رائے کی پیدا کی ہوئی ہوں اور وہ کتاب اللہ تعالیٰ

منهم فمن فعل ذلك فقد دخل في دعائه صلى الله عليه وسلم بان الله يشق عليه نساء الله العافية ۱۰

اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صریحا ثابت ہوں یہاں تک کہ عام مسلمانوں پر دنیا تنگ ہو جائے جو عالم ایسا کرے گا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا میں داخل ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو دشواری اور مشقت میں ڈالے گا

عزیزان گرامی قدر اس تقریر امام شمرانی رحمۃ اللہ علیہ کو غور سے پڑھئے اولیامان و انصاف کی روشنی میں فیصلہ کر لیجئے کہ امام شمرانی نے صاف صاف فرمادیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا میں دم عالم اور فقیر داخل ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت مرحومہ پر ایسے فتوے کفر کے دے کہ ان کی عبادات و معاملات و نکاح وغیرہ کو باطل قرار دیدے محض ایسے امور کی وجہ سے جو اس کے اپنے دماغ و عقل و رائے کی پیداوار ہوں۔

پیارے عزیزو! یہ ارشاد امام شمرانی کا ان کی ایک کرامت ہے اس دور سے پہلے کسی عالم نے ایسے فتوے کفر کے نہیں دیئے کہ عرب سے عجم تک کوئی عالم کوئی امام کوئی تازی کوئی حاجی حکم کفر سے نہ بچے سوائے چند لوگوں کے جو ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے اور ان کے بتلائے ہوئے سبق کو ان کے اندھے مقلدین کر رہے ہیں وہی ان کے نزدیک سخی ہیں اور وہی مسلمان، انشاء اللہ الکریم آگے اس کی قدر سے تفصیل کریں گے، امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا اور علامہ قاری خفی شرح شفا جلد نمبر ۲ ص ۲۵ میں فرماتے ہیں۔

"مسلمین اہل تاویل اگرچہ وہ اپنی تاویل کتاب اللہ میں خطا پر ہوں پھر بھی ان کی تکفیر سے عند المحققین احتراز واجب ہے۔"

الذی مبتدأ ای القول الذی یجب ان یقال هو الاحتراز
عن التکفیر فی اهل التاویل وان کانت تأویلهم خطأ فی فهم
التنزیل فان دماء المصلین الموحدين الصائمين المزمکین القارئین
للکتاب التابعین للسنة فی جمیع الابواب خطر بفتحتین ای ذو
خطر ویجوز ان یکون بفتح فکسر و الخطأ فی ترک الف کافر
اهون عن الخطأ فی سفک محجمة من مسلمو فی نسخة من دم
مسلم واحد ولذا قال علماءنا اذا وجد تسعة وتسعون وجهاً
تشیر الی تکفیر مسلمو درجة واحدة الی ابقائه علی اسلامه فینبغي
للمفتی والقاضی ان یحتمل بهذا الوجه وهو مستفاد من قوله
عليه السلام ادرؤا الحد ودرعن المسلمین ما استطعتم فان وجدتم
للمسلم مخرجاً فخلوا سبيله فان الامام لان یخطی فی العفو
خیر له من ان یخطی فی العقوبة، رواه الترمذی وغیره
والحاکی مصححه ۱۰

ترجمہ:

یعنی مسلمان کو کافر کہنے کے بارے میں جس بات کا حکم کیا واجب ہے
وہ یہ ہے کہ اہل تاویل کو اگرچہ اپنی تاویل قرآنی میں خطا پر ہوں کافر
کہنے سے احتراز کرنا چاہئے اس لئے کہ نماز ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ
کی توحید پر ایمان رکھنے والے اور روزہ رکھنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والے
قرآن مجید کی قرأت کرنا والے اور تمام ابواب دین میں اتباع سنت کرنے
والے مسلمانوں کو کافر اور مباح الدم قرار دینے میں بڑا خطرہ ہے حالانکہ
ہزار کافروں کے بارے میں خطا کرنا ایک مسلمان کے بارے میں خطا کرنے

سے زیادہ ہلکا ہے اسی وجہ سے ہمارے علمائے فرمایا ہے اگر مسلم کے
کلام میں ننانوے وجہیں کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس کے اسلام پر باقی
رہنے کی طرف مشیر ہو تو مفتی اور قاضی پر ضروری ہے کہ اس ایک ہی وجہ
پر عمل کریں یعنی اس کو کافر نہ کہیں مسلمان قرار دیں۔

مسلمانوں مذہب اہل سنت و جماعت کا عظیم الشان عالم احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا شارح وہ کون علامہ ملا علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد آپ کو معلوم ہو گیا کہ
مسلمان کو کافر کہنے میں کس قدر احتیاط کرتے ہیں اور اسی کا حکم دیتے ہیں

مقالہ نمبر ۲

فاضل بریلوی کے ارشادات دربارہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی تہیدالایمان
۴۲ پر رقم طراز ہیں سجن السبوح عن عیب الکذب المقبوح دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں
مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتر
وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے منہ پر اخیر حکم یہ ہی لکھا کہ علماء محتاطین انھیں کافر نہ
کہیں یہی صواب ہے۔

یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے بارے میں یہی جواب ہے اور اسی پر
فتویٰ ہے، اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اعتماد اور اسی پر سلامتی اور اسی پر استقامت
اس عبارت تہیدالایمان کے چند فوائد قابل غور ہیں۔

اولاً:- مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو کافر نہ کہنا یہ ہی جواب باصواب ہے، لہذا
جن لوگوں نے کافر کہا ان کا یہ قول جواب باصواب کے خلاف ہے
ثانیاً:- اسی پر یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کافر نہ کہنے پر ہی فتویٰ ہونا چاہئے

بلکہ اسی پر فتویٰ ہے، جن لوگوں نے مولوی اسماعیل صاحب مذکور کے کفر پر فتویٰ دیا انھوں نے ما علیہ الفتویٰ کے خلاف کیا۔

ثالثاً :- یہی ہمارا مذہب ہے لہذا جن لوگوں نے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کفر پر فتویٰ دیا وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے، یا جو ان کو کافر کہے وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

رابعاً :- اسی پر اعتماد اور سلامتی اور استقامت ہے، لہذا جن لوگوں نے ان کے کفر پر فتویٰ دیا، یا ان کو کافر کہا ان کا قول قابل اعتماد نہیں کہ مولوی اسماعیل صاحب کو کافر نہ کہنے میں ہی سلامتی اور استقامت ہے لہذا جو لوگ ان کو کافر کہیں گے حکم فاضل بریلوی وہ سلامتی اور استقامت سے دور ہیں۔

پھر فرماتے ہیں "الکوکتہ الشہابیہ" دیکھیے جو خاص مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور ان کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۳۳ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا۔

جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تفسیرات ائمہ سے بحوالہ صحف کتب معتمدہ اس پر ستر وجہ کفر بلکہ زائد سے زائد کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا ۱۲۰ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے سے) کف لسان یعنی زبان روکنا اخذ و مختار و مناسب ہے، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

پھر اسی تہید الایمان ۱۲۱ پر فرمایا کہ یہ سبھی السبوح میں اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے بالآخر منہ طبع اول پر یہ ہی لکھا۔

حاشا للہ، حاشا للہ، ہزار بار حاشا للہ، ہزار بار حاشا للہ، میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے

کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لالہ الا اللہ کے تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ اذی

اس عبارت میں صراحتاً فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اہل لالہ الا اللہ ہیں یعنی مسلمان ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لالہ الا اللہ کو کافر کہنے سے منع فرمایا ہے، ناظرین کرام غور فرمائیں ان ہی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی بعض عبارات تقویۃ الایمان کے بارے میں مولانا فضل حق خیر آبادی سے سوال کیا جاتا ہے اور ان عبارات تقویۃ الایمان کے قائل مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے لئے حکم شرعی پوچھا جاتا ہے، چنانچہ مولانا موصوف اپنے فتوے میں جس کا نام "تحقیق الفتویٰ فی رد اہل الطغویٰ" ہے، رقم طراز ہیں جس کو فاضل بدایونی مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیف الجبار مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت نمبر ۲۲ زکریا اسٹریٹ کلکتہ کے صفحہ ۲۲ و ۲۳ پر اس فتوے کی عبارت بلا تکرار استدلالاً نقل کی ہے وہ عبارت بعینہ نقل کرتا ہوں

جواب سوال ثالث :- این ست کہ قائل اس کلام لا طائل

از ردے شرع مبین بلاشبہ کافر بے دین ست ہرگز مومن

مسلمان نیست و حکم او شرعاً قتل و تکفیر ست ہر کہ در کفر و شک

آرد یا تردد دارد یا اس استخفاف را سہل انگار و کافر بے دین

و نامسلمان و لعین ست ۔۔

یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور ان کی تقویۃ الایمان کی عبارات کے

بارے میں جو سوال کا تیسرا نمبر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلام لا طائل کا قائل از روئے شریعت بلاشبہ کافر و بے دین ہے ہرگز مومن مسلمان نہیں ہے اس کا حکم شرعاً قتل و تکفیر ہے جو شخص اس کے کافر ہونے کے بارے میں شک کرے یا تردد رکھے یا اس استخفاف کو ہلکا جانے وہ بھی کافر و بے دین نامسلمان ملعون ہے۔

رسالہ ماہنامہ المیزان "بجی امام احمد رضا نمبر میں ۲۰ سے زائد علماء ہند کی تعداد بتائی ہے جن حضرات نے اس فتوے کی تائید و تصدیق کی ہے جس میں فاضل بدایونی مولانا فضل رسول صاحب و فاضل بریلوی کے پیرومرشد مولانا سید شاہ آل رسول صاحب و فاضل بریلوی کے والد بزرگوار مولانا نقی علی خاں صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔

اب ناظرین اس پر غور کریں کہ حضرات موصوفین تمام پارٹی بھر کے نزدیک مسلم ہیں کیونکہ یہ سب حضرات فاضل بریلوی کے نزدیک بھی مومن مسلم اور ان کے ممدوحین ہیں ان کے اس مذکورہ فتوے کی رو سے یہ چار حکم یعنی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کفر میں شک یا تردد کرنے والے پر کافر و بے دین و نامسلمان یعنی ہونا ثابت ہوتے ہیں یا نہیں کیونکہ فاضل بریلوی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو نہ خود ہی کافر کہتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی منع کرتے ہیں بلکہ ان کو مسلمان اہل لا الہ الا اللہ مانتے ہیں جیسا کہ ہم تمہید الایمان سے نقل کر چکے ہیں اب اگر کوئی شخص یہ سوال کرتا ہے کہ تحقیق الفتویٰ فی رد اہل الطغویٰ کی عبارت منقوۃ سیف الجبار کی رو سے فاضل بریلوی کا اپنے اصول پر مسلمان ہونا ثابت تو کیجئے، یہ فتویٰ آپ کے مسلم علماء و ممدوحین فاضل بریلوی کا ہے، اس میں ان صاحبان کو کیا کلام ہو سکتا ہے خصوصاً حسب بیان المیزان "بجی جب کہ اس کی تائید و تصدیق فاضل بریلوی کے پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے بھی کر دی ہے، اس صورت میں اس

کا کیا جواب ہوگا،

اور سنئے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی پر جس طور سے علماء ہند کا فتویٰ ہے جو ہم نے بیان کر دیا اسی طور سے علماء حرمین مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کا بھی فتویٰ ہے جس کو مولانا نذیر احمد خان صاحب مرحوم مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات نے اپنی کتاب بوارق لامعہ جو براہین قاطعہ کے رد میں تصنیف کی گئی ہے مطبوعہ دت پرنشاد بجی ۱۳۹۹ھ کے صفحہ ۳۲۵ کے حاشیہ پر نقل کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے

بلکہ اس مولوی اسماعیل کی تکفیر علماء حرمین شریفین اور ہندوستان نے کی ہے اور اس کے طرفدار اور اس کے کلام کی تاویل کرنے والے اور اس کے کلام کے باعث اس کو مسلمان جاننے والے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ سیوف باریہ مطبوعہ بمبئی وغیرہ میں علماء حرمین شریفین مثل شیخ جمال و سید احمد دہلوان و مفتی ابوسعود مدنی وغیرہم کی تقاریر و مواہیر اور تحقیق الفتویٰ میں علماء ہندوستان کی تقاریر و مواہیر ثبت ہیں

فاخریہ بزم بانگین غور فرمائیں کہ مولوی اسماعیل صاحب کے کلام میں تاویل کرنے والے پر حکم کفر دینے پر علماء حرمین شریفین و علمائے ہندوستان متفق ہیں۔

فاضل بریلوی اس حکم متفقہ علمائے حرمین شریفین و علمائے ہندوستان کے حکم تکفیر سے کیسے بچ سکتے ہیں جب کہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی مذکور کو اہل لا الہ الا اللہ اور مسلمان مان رہے ہیں اور ان کی تکفیر سے کف لسان فرما رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کے کافر کہنے سے منع کر رہے ہیں اس فتوے کے مؤیدین و مصدقین تمام پارٹی کے نزدیک بہر صورت مسلم ہیں اپنے دور کے ایسے بھی نہیں جیسا کہ اس سراپا کذب و فریب کتابچہ میں نام لکھ دیئے ہیں کہ ان میں اکثر و بیشتر ایسے ہیں کہ

پنج گنج اور علم الصیغہ کے صیغے بھی نہیں جانتے، علمی مراحل سے تو ان کو کیا واسطہ، محض عوام کی فریب دہی کے لئے طالب علموں کو عمر بھروسہ کے دستخط جمع کر کے عوام کو دکھا دیئے اور ان کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ یہ علماء ہیں حالانکہ ان کو عربی فارسی تو کیا اردو کی صحیح عبارت پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں مگر مقصود تو عوام کو فریب دینا ہے، اب غور کیجئے کہ علماء ہندوستان و علماء حرمین کا متفقہ (حسب میان) سیف الجبار و بوارق لامعہ فیصلہ ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے کفر میں شک کرے یا تردید اس کے کلام میں تاویل کرے وہ کافر ہے۔

الغرض مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی تکفیر سے کف لسان اور ان کو اہل لالہ الا اللہ مسلمان مان کر علماء مذکورین کے متفقہ فتویٰ کفر کی زد سے فاضل بریلوی صاحب کیسے بچ سکتے ہیں۔

مقالہ نمبر ۹

کتاب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں کہ جس کے مضامین کا ہر ہر فقرہ ہر حکم قطعاً حق اور واجب الاتباع ہو بلا شک و شبہ بڑے بڑے علماء نے دینی کتابیں تصنیف فرمائیں مگر ان کے متعلق کسی عالم نے کبھی نہ کہا کہ اس کا ہر حکم ہر جملہ قطعی حق اور تمام مسلمانوں کیلئے واجب الاتباع ہے جو اس میں شک کرے گا وہ مسلمان نہیں، یہ شان کتاب اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو اس نے اپنے ملک مقرب کے واسطے سے خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، کسی کتاب کو یہ رتبہ دینا یعنی بلا شک و شبہ قطعی قرار دینا اس کتاب کو کلام اللہ تعالیٰ کے برابر کرنا ہے جو کہ نافی و منافی اسلام ہے۔ درمختار میں ہے۔

و یا حی اللہ العصمة لکتاب غیر
کتابہ

یعنی عصمت کو اللہ تعالیٰ نے کسی کتاب
کے لئے مقدور و معین نہیں فرمایا سوائے
اپنی کتاب مقدس کے۔

افضل المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں۔
یعنی صاحب درمختار کا قول مذکور اپنی
طرف سے عذر ہے مقصود یہ ہے کہ مری
کتاب اگرچہ متاخرین کی تحویلات و
تحقیقات پر مشتمل ہے لیکن پھر بھی خطا
اور سہو سے معصوم اور غیر محفوظ نہیں
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سوائے اپنی
کتاب مجید کے اور کسی کتاب کے لئے
عصمت کو مقدس نہیں فرمایا کہ اس کے
آگے اور پیچھے سے باطل نہیں آسکتا،
اس کتاب اللہ کے سوا جتنی کتب ہیں سب
میں خطا اور زلل واقع ہو جاتا ہے اس
لئے کہ وہ کتابیں بشر کی تالیفات سے
ہیں اور خطا اور زلل شعاب بشریت ہیں

هذا اعتذار منه رحمه الله تعالى
ای هذا الكتاب وان كان
مشتتملاً على ماحررة المتأخرين
وعلى التحقيقات المذكورة لكنه
غير معصوم ای غیر مصون من
الخطأ والسهو فيه فان الله
تعالى لم يرض ولم يقدر العصمة
لكتاب غیر کتابہ العزیز الذی
قال فيه لا ياتيه الباطل من بين
يديه ولا من خلفه فغيره من
الكتاب قد يقع فيه الخطأ
والزلل لانها من تاليف البشر و
الخطأ والزلل من شعابهم الى آخره

اس میں صاف صاف تصریح ہے کہ کسی بشر کی تالیف و تصنیف کردہ کتاب
خطا و زلل سے پاک و صاف نہیں ہو سکتی کہ یہ شان کتاب اللہ تعالیٰ کی ہے کہ جس
کا ایک ایک کلمہ اور حرف قطعی حق خطا و زلل سے پاک ہے جس میں شک و شبہ کی
گنجائش نہیں لہذا کسی بشر کی تالیف و تصنیف کو قطعی حق خطا و زلل سے پاک

ماننا اس بشر کی تالیف و تصنیف کو کلام اللہ کے برابر کرنا ہے جو سراسر عقائد اسلامیہ کے خلاف ہے۔

پھر یہ علامہ شامی علامہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اصول بزودی سے ناقل ہیں

عن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ انہ قال انی صنفت ہذہ الکتاب فلو ان فیہا الصواب ولا بد ان یوجد فیہا ما یخالف کتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا خیۃ اختلافا کثیرا فما وجد تو فیہما مما یخالف کتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فافقوا جع عنہ الی کتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

ترجمہ

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جو کتب تصنیف کی ہے ان میں حق و صواب کو بیان کرنے میں کمی نہیں کی پھر بھی کچھ نہ کچھ ضروران میں وہ چیز یا ئی جملے گی کہ جو کتاب اللہ تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اپنی کتاب مجید کیلئے اگر یہ قرآن مجید غیر خدا کی کتاب ہوتی تو اس میں جا بجا بکثرت اختلاف پایا جاتا لہذا میری مصنفہ کتب میں جو کچھ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے خلاف پایا جاوے تو یقیناً میں اس سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔

پھر اس کے آگے یہ ہی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ امام اسماعیل بن یحییٰ مزنی شاگرد

امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ سے ناقل ہیں۔

قال المزنی قرأت کتاب الرسالۃ علی الشافعی ثمانین مرة فممن مرة الا وکان یقف فی خطأ فقال الشافعی ہیہ الی اللہ ان یکون صحیحاً غیر کتابہ الخ
یعنی امام مزنی شاگرد امام شافعی نے فرمایا میں نے کتاب الرسالہ کو امام شافعی کے سامنے اسی مرتبہ پڑھا تو ہر مرتبہ خطا پر مطلع ہوئے پھر امام نے فرمایا ہٹاؤ اللہ تعالیٰ نے کسی کتاب کے صحیح ہونے کو ہر قدر معین نہیں کیا سوائے اپنی کتاب کے۔

مسلمانوں یہ ارشادات ہیں پیشوایان دین و مذہب کے اب غور تو فرمائیے کہ فاضل بریلوی مرحوم کے رسائل و کتب کے مضامین کو قطعاً یقیناً خطا و لغزش سے معصوم ماننا اور ان کے ہر ہر مضمون اور تحقیق کو بلا شک و شبہ حق صحیح ماننا انھوں نے "حسام الحرمین" کو جس میں اکابر علمائے دیوبند کو بھی کافر و مرتد بتایا گیا ہے بلا شک و شبہ کے قطعی حق ماننا اور اس میں شک و شبہ کرنے والے کو کافر اسلام سے خارج قرار دینا کون سی شریعت اور دین ہے، کیا اکابر علمائے دیوبند کو کافر و مرتد قرار دینا ضروریات دین یا ضروریات اہل سنت سے ہے، جن عبارات پر فاضل بریلوی مرحوم نے احکام کفر بنیان فرمائے ہیں ان عبارات کا وہ مطلب جو انھوں نے معین کیا ہے وہ تو صرف ان کی ذاتی انفرادی رائے ہے جو کہ علمائے ہمعصر ہندوستان و خود مصنفین کے بیان و سیاق و سباق کلام بلکہ نفس کلام کے خلاف ہے، کیا فاضل بریلوی کی انفرادی ذاتی رائے وہ بھی کسی عبارت کے مطلب شناسی میں حجت شرعی و قطعی یقینی ہو جائے گی؟

افسوس ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی انفرادی اجتہادی رائے تو قطعی ہو نہیں سکتی مگر فاضل بریلوی کی رائے وہ بھی کسی عبارت کی مطلب شناسی میں

قطعی اور یقینی ہو جائے۔

ثابت ہوا کہ اس خود ساختہ شریعت کو ان لوگوں نے اپنا دین و آئین بنا رکھا ہے اور اسی من مانے آئین کی بناء پر خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے مسلمانوں کو کافر دے دین بتاتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مقالہ نمبر ۱

اب ہم اس مفتری اور کذاب کتابچہ کی طرف توجہ کرتے ہیں جس میں ایک تحریر مولوی شریف الحق کے نام سے لکھی گئی ہے، دوسری تحریر مولوی اختر رضا خاں بریلوی کے نام سے ہے ان دونوں تحریروں کی جو حالت ہے اس کا اندازہ اہل علم و فہم ادنیٰ درجے کی غور و فکر سے لگا سکتے ہیں، ہم یہاں طویل کلام نہیں کرینگے بلکہ مختصر اور ضروری بات عرض کریں گے جس سے ہر منصف ایماندار خود ہی فیصلہ کر لے گا، مولوی شریف الحق نے مولانا اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان مہ سے قطع و برید کے ساتھ عبارت نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے الخ

یہ وہ عبارت ہے جو بحوالہ حفظ الایمان مہ پر مولوی شریف نے اس فربہ کتابچہ کی تحریر میں نقل کی ہے، اس کے آگے فرماتے ہیں

”تھانوی صاحب نے اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں یا گلوں جانوروں چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر کر دیا، یہ بلا شک و شبہ یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فرج شدید توہین ہے“

بے شک آپ کا مفروضہ مطلب تو ہمارے نزدیک بلکہ ہر مسلمان کے نزدیک قطعی کفر ہے اور توہین ہے اس میں ہمیں تو کیا کسی مسلمان کو بھی شک نہیں ہو سکتا اگر واقع میں مولوی اشرف علی صاحب مرحوم کی عبارت کا یہ ہی مطلب ہو تب ہی تو یہ حکم صحیح ہو سکتا ہے اور جب عبارت کا یہ مطلب ہی نہ ہو تو یہ حکم کیسے صحیح ہو گا، اس عبارت کی نقل میں لفظی و معنوی خیانتیں جو واقع ہوئی ہیں ان پر غور کیجئے، اولاً عبارت کے سیاق و سباق کو بالکل نظر انداز کر دیا ثانیاً پوری عبارت نقل نہیں کی گئی، عبارت کے ایک ضروری حصہ کو بالکل اڑا دیا گیا ہے جس سے عبارت کا مطلب ظاہر ہو رہا تھا، وہ حصہ جو عبارت کا اڑا دیا گیا وہ یہ ہے اسی عبارت کے متصل ہے۔

کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے

اس عبارت کو آپ نے بھی صاحب حسام الحزمین کی اتباع میں بالکل صاف اڑا دیا کیونکہ اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ زید و عمر وغیرہ کے متعلق جو علم تسلیم کیا گیا ہے وہ مطلق بعض غیب کا علم ہے نہ کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے برابر اصل واقعہ یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب مرحوم سے استفادہ کیا گیا تھا جو چند سوالات پر مشتمل تھا، آخری سوال اس کا یہ تھا جس کا خلاصہ یہ ہے، زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ایک بالذات اس معنی کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے دوسرے بالواسطہ اس معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے اس سوال کے

جواب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اس بات پر کہ حق تعالیٰ کے سوا دوسرے کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے دو دلیلیں بیان کی ہیں۔ یہ عبارت جس کو توڑ کر نقل کیا گیا ہے اس کا مطلب بھی اپنی ذہنی رائے سے فرض کیا گیا ہے۔ دوسری دلیل کی ہے جس کا مطلب و مقصد اور حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ کل علم غیب کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے۔ دوسری یہ کہ بعض علم غیب کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے۔ پہلی صورت تو یوں باطل ہے کہ آپ کو کل علم نہ ہونا دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے۔

دوسری اس لئے باطل ہے کہ مطلق بعض غیب کا علم دنیا کی دوسری حقیر چیزوں کو بھی ہے اس بنا پر سب کو عالم الغیب کہنا پڑے گا جو ہر طرح سے باطل ہے لہذا عالم الغیب کا اطلاق سوائے ذات باری تعالیٰ جل جلالہ کے دوسرے پر جائز نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے اصل مقصد تھانوی صاحب کی عبارت حفظ الایمان کا۔

اب اس کی مزید توجیہ بشرح الفاظ سن لیجئے۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کرنا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر سی زید ہے یہ ہے کہ اس غیب سے مراد جس کی بنا پر زید عالم الغیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتا ہے بعض غیب ہے یا کل غیب۔

یہاں زید سے سوال کیا جا رہا ہے کہ زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عالم الغیب کہتا ہے اور عالم الغیب کہنے کو جائز مانتا ہے کس اعتبار سے؟ آیا اس وجہ سے کہ حضور کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا

علم ہے۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں یعنی اگر زید بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتا ہے۔ اور زید کے نزدیک یہی قاعدہ ہے کہ جس کو بعض باتیں بھی غیب کی معلوم ہوں اس کو عالم الغیب کہے تو اس میں یعنی عالم الغیب کہنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا بعض علم غیب یعنی جس کو بعض کہہ سکیں یعنی بعض علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص پر مخفی ہے تو چاہئے کہ زید کے اس خود ساختہ قاعدہ کی بنا پر مطلق بعض علم غیب کی وجہ سے بھی عالم الغیب کہا جاسکتا ہے چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

اس عبارت کے اول میں بھی بتا دیا گیا کہ کلام غیر خدا کے عالم الغیب ہونے کی نفی میں ہے اور عبارت کے آخری فقرے میں تصریح کر دی گئی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

الغرض عبارت کا سیاق و سباق اور نفس عبارت کے کلمات صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ کلام غیر اللہ تعالیٰ سے عالم الغیب کے اطلاق کی نفی میں ہے نہ علم غیب میں نہ اس کی مقدار میں۔ اب رہا یہ سوال کم فہمی کا کہ ابتدائی عبارت میں آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا ہے نہ عالم الغیب کا۔ یہ سوال نہایت کم فہمی پر دلالت کرتا ہے۔ اول تو سائل کا سوال عالم الغیب کے بارے میں ہے علم غیب کے بارے میں نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر کلام علم غیب کے بارے میں کرتے تو یوں کہتے کہ آپ کی ذات مقدسہ کے لئے علم غیب ثابت کرنا یا علم غیب ماننا عبارت میں یہ لفظ تو نہیں بلکہ عبارت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔

کو بھی ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی مرحوم کی ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۱ میں ہے اس بات کو ثابت کرتے ہوئے کہ کشف فی نفہ کوئی کمال نئی چیز نہیں بلکہ وہ غیر مسلموں حتیٰ کہ غیر انسانوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ نے جن کے ولی اللہ ہونے کی انھوں نے خود تصریح فرمائی ہے ایک صاحب کشف گدھے کی عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ان بزرگ نے فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر ایک ٹپی بندھی ہوئی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔ اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا پوری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ ا

اس کے بعد فرماتے ہیں۔ بس یہ سمجھئے کہ جو صفت غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں یعنی کشف۔

اس ملفوظ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اس گدھے کو بھی بعض محفی باتوں کا کشف ہوتا تھا۔ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف کے دفتر سوم ص ۲۶۳ میں ایک قصہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک کا بیان فرمایا۔

گفت موسیٰ را یکے مردے جواں کہ بیاموزم زبان جانوراں
یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے۔

تا بود از بانگ حیوانات دد

عبرتے حاصل کنم از دین خود

تاکہ میں حیوانات کی بولیوں کو سمجھ کر کچھ دینی عبرتیں حاصل کروں۔

القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول تو اس کو منع فرمایا کہ یہ چیز خطرناک ہے تو اس خیال سے باز آ۔ مگر حکم رب تعالیٰ یہی ہوا کہ اس شخص کو جانوروں کی زبان سکھا دو۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں۔

گفت اے موسیٰ بیاموزی کہ ما

رد نہ کردیم از کرم ہرگز دعا

یعنی اے موسیٰ اس شخص کو جو چاہتا ہے سکھا دو ہم نے اپنے کرم سے اس کی دعا کو رد نہیں کیا۔

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو اس کی طلب کے موافق دو جانوروں کی زبان سکھا دی۔ ایک کتا اور ایک مرغ جو اس کے یہاں لیے ہوئے تھے چنانچہ وہ خوش ہو کر انے گھرا گیا۔

بامداد اوں آں برائے امتحان ایستاد او متظر بر آستان
صبح کو امتحان کے لئے دروازہ پر کھڑا ہوا۔ اس کی خادمہ نے

رات کا دسترخوان جھاڑا اور اس میں کچھ روٹی کے ٹکڑے ریزے تھے مرغ نے دوڑ کر وہ سب کھالئے تو کہتے نے کہا اے مرغ تو نے میرے ساتھ ظلم و زیادتی کی کہ تو غلوں کے دانے کھا سکتا ہے میں دانوں کے کھانے سے عاجز ہوں۔ یہی روٹی کے ٹکڑے میری غذا تھے تو نے وہی کھالئے۔ مرغ نے جواب دیا اس بات کا کچھ غم نہ کر۔ خدا تعالیٰ تجھ کو اور اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔ کل کو ہمارے مالک کا گھوڑا مر جائے گا

گھوڑے کے مرجانے سے تمھاری عید ہو جائے گی خوب شکم سیر ہو کر اس کا گوشت کھانا ہے

اسپ را بفر وخت چوں بشنید مرد پیش سگ شداں خرو سگ رنے زرد مالک ان کی گفتگو سن رہا تھا اور یہ سمجھ رہا تھا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ کل کو میرے گھوڑے کی موت واقع ہو جائے گی تو اس نے وہ گھوڑا فرو کر دیا۔ اگلے دن صبح کو پھر وہی صورت پیدا ہوئی یعنی اس شخص کی خاؤ نے پھر رات کے بچے ہوئے ریزے ٹکڑے روٹی کے جھاڑے مرغ نے پھر دوڑ کر وہ ٹکڑے ریزے کھائے۔ کتے نے پھر اس مرغ کو جھوٹا فری قرار دے کر کہا کہ کل پتے نے جھوٹ بول کر مجھے دھوکا دیا کہ گھوڑا مرجانے کی خبر دی۔ اب بتاؤ گھوڑا کہاں مرا۔ تیرا وہ وعدہ سچا کب ہوا مرغ نے جواب دیا۔

گفت اور آں عروس بے خبر کہ سقط شد اسپ او جائے دگر کہ ہمارے مالک کا گھوڑا تو مر چکا ہے لیکن وہ دوسری جگہ جا کر مرا ہے۔ کیونکہ مالک نے اس کو فروخت کر دیا تھا لہذا وہ دوسرے شخص کے یہاں جا کر مر گیا۔ ہمارا مالک اس کو فروخت کر کے نقصان سے بچ گیا۔ وہ نقصان دوسرے شخص پر ڈال دیا۔

لیک فزا شترش گرد دگر مر سگاں را بشداں نمت فقط مرغ نے کہا لیکن کل کو اس مالک کا اونٹ مرے گا جس سے کتوں کی شکم سیری خوب ہوگی۔ جب اس شخص نے مرغ کی یہ بات سنی اس نے اونٹ بھی فروخت کر دیا۔ پھر اگلے دن وہی صورت ہوئی کہ رات کے بچے دسترخوان کے ٹکڑے دوڑ کر مرغ نے ہی کھائے کتا پھر رہ گیا تو کتے نے کہا ہے

تا بجے کوئی دروغ اسے بے فروغ دوغی اسے نااہل دوغی دوغ دوغ کب تک جھوٹ بولے گا اسے جھوٹے مکار۔ مرغ نے کہا کہ مالک نے اس اونٹ کو فروخت کر دیا اور دوسرے کے یہاں جا کر مر گیا۔ لیکن کل اس کا غلام مرجائے گا۔ اس کے مرنے کی وجہ سے اعزا و اقربا جمع ہو جائیں گے کتوں کو خوب کھانا روٹیاں کھانے کو ملیں گی۔ اس شخص نے جب سنا تو اس غلام کو بھی اس نے فروخت کر دیا ہے

شکر ہامیکرد و شاد ہسا کہ من رستم از سہ واقعہ اندر ز من شکر اور خوشیاں منا رہا تھا کہ میں نقصان کے تین مواقع سے بچ گیا اور یہ کہتا تھا ہے

تا زبان مرغ و سگ آمو ختم دیدہ سور القضا را دو ختم یعنی مرغ اور کتے کی بولی جب سے سیکھ لی ہے بڑے نقصانوں سے بچ گیا ہوں پھر وہی صورت ہوئی تو کتے نے مرغ سے کہا ہے

روز دیگر آں سگ محروم گفت کاے خروس زا رخا کو طاق و جفت کہ اے بیہودہ گو تیرے جھوٹے وعدے کہاں گئے۔ مرغ نے کہا ہے

گفت حاشا از من و از جنس من کہ بگردم از دروغ ممتہن میں اور میری جنس سے بعید ہے کہ کسی جھوٹ سے ذلیل و خوار ہوئے ہوں

ماخروساں چوں موزن راست گو ہم رقیب آفتاب و وقت جو اصل مارا حق پئے بانگ نماز داد بدیہ آدمی را در جہاں مرغ نے کہا کہ ہم مرغ موزن کی طرح صادق ہیں اور آفتاب کے رکھنے اور وقت جو بھی ہیں یعنی آفتاب جب اس زمین کے افق پر آتا ہے ہم بانگ بلند بتا دیتے ہیں اور وقت کو ڈھونڈتے ہیں کہ صبح صادق ہوئی کہ نہیں

کہ ہماری ہی اصل سے خدا تعالیٰ نے آدمی کو بانگ نماز کے واسطے بطور تحفہ
کے دیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے جہاز میں لوگ ہر وقت ہماری بانگ پر
نماز پڑھتے تھے اس لئے کہ طلوع و طوفان کے ابر میں چھپا ہوا تھا۔ اس کے
بعد مرع نے خواجہ یعنی مالک کے انتقال کی خبر دی ہے

ایک فردا خواہد او مردن یقینا گاؤں خواہد کشت و ارث در چینیں
صاحب خانہ بخواید مرد دورفت روز فردا نک رسیده لوت و زلفت
پارہ ہائے نان و لا لنگ و طعام در میاں کوئے یابد خاص و عام
یعنی مالک اپنے مالی نقصان سے توجیح کیا لیکن کل وہ خود یقیناً جاگیر کا
اس کے وارث اس کی موت میں گائے ذبح کریں گے۔ صاحب خانہ تو مرے
گا اور چلا جائے گا۔ کل کا دن اب آیا اور بڑی بڑی نعمتیں آئیں۔ روٹیوں
کے ٹکڑے اور نیچے ہوئے کھانے سب خاص و عام گلیوں میں پائیں گے۔ اسکو
سن کر وہ خواجہ گھبرا گیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سب
ماجر ا بیان کیا۔

القصة موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتمہ علی الایمان کی دعا دے
کر رخصت کیا۔ اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہوا کہ بعض اضافی غیوب کو حیوانات
و بہائم بھی جانتے ہیں۔ پھر مولوی اشرف علی صاحب نے اگر یہ لکھ دیا کہ مطلق غیب
یعنی بعض باتیں غیب اضافی کی حیوانات اور بہائم بھی جانتے ہیں تو کیا اس
کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل برابر جانتے ہیں معاذ اللہ
احادیث شریفہ سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ بعض امور غیبیہ کا علم حیوانات
و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مطبع مجتہائی "باب المشی بالحنازہ"

صفحہ ۱۳۴ میں ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعْتَ الْحِنَازَةَ فَاحْتَمِلْهَا الرَّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ
فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدْ مَوْنِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ
قَالَتْ لَا هُلْهَا يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا لِيَسْمَعَ صَوْتُهَا كُلَّ
شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ إِلَّا لِنَسَانٍ تَصْعَقُ (رواه البخاری)

یعنی بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جنازے کو لوگ اپنے کاندھوں پر
لے کر چلتے ہیں۔ اگر وہ جنازہ کسی نیک اور صالح شخص کا ہے تو کہتا ہے مجھ کو جلد
لے چلو۔ اور اگر وہ جنازہ کسی نیک اور صالح کا نہیں ہے تو کہتا ہے اس کے لئے
تو خرابی ہے کہاں لے جاتے ہو اس کو۔ اس کی آواز کو ہر شے سنتی ہے سوائے
انسان کے۔ اگر انسان اس کی آواز کو سنے تو مر جائے۔

دوسری روایت اسی مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر صفحہ ۲۶ و ۲۷
میں ہے۔ سیدنا برابرن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے کہ جب مومن کو قبر میں دفن کر
دیتے ہیں۔

فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَجْلِسَانِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّي
اللَّهُ فَيَقُولَانِ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِي إِلَّا سَلَامٌ فَيَقُولَانِ مَا
هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ لَهُ وَمَا يَدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ
اللَّهِ فَأَمَنْتُ بِهِ وَصَدَقْتَ بِذَلِكَ قَوْلُ يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ

أَمْنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْآيَةُ قَالَ فَيَنَادِي مَنَادِيًا مِّنَ السَّمَاءِ
 أَنْ صَدَّقَ عَبْدِي فَاغْرُشُوا مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبَسُوا مِنَ الْجَنَّةِ وَ
 افْتَحُوا الْبَابَ إِلَى الْجَنَّةِ فَفَتَحَ قَالَ فَيَأْتِيهِمْ مِنْ رُوحِهَا وَطِيْبُهَا
 يَفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدْبُورَةٌ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَنَذَرَ مَوْتَهُ فَقَالَ
 وَيَعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ مِنْ
 رَبِّكَ فَيَقُولُ هَاءُ هَالَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِيْنُكَ فَيَقُولُ هَاءُ
 لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هَاءُ
 هَالَا أَدْرِي فَيَنَادِي مَنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَاغْرُشُوا مِنَ
 النَّارِ وَالْبَسُوا مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا الْبَابَ إِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِمْ مِنْ
 حَرِّهَا وَسُومُهَا قَالَ وَيَضِيقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فَيَضِلُّ
 ثُمَّ يَقِيضُ لَهَا عَمًى وَأَصْمًا مَعَهُ مَرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضَرَبَ
 بِهَا لَصَارَ تَرَابًا فَيَضْرِبُ بِهَا مَضْرِبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ
 وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تَرَابًا فَيَعَادُ فِيهِ الرُّوحُ (رواه أحمد و أبو داود)
 ترجمہ: یعنی اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر اس کو بٹھاتے ہیں پھر کہتے
 ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر وہ پوچھتے ہیں کہ
 تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ سوال کرتے ہیں کہ
 یہ مرد جو تم میں بھیجا گیا ہے وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہیں پھر وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ وہ کہتا ہے میں نے
 خدا کی کتاب قرآن مجید کو پڑھا اس پر ایمان لایا و تصدیق کی۔ پھر نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قول یَنْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ
 أَمْنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ کا۔ پھر حضور نے فرمایا پھر ایک منادی آسمان

سے پکارتا ہے کہ سچ کہا میرے بندے نے۔ اس کے لئے جنتی فرش بچھاؤ اور
 اس کو جنتی پوشاک پہناؤ۔ اس کے لئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھولو۔ پھر کھول
 دی جاتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے پاس جنت کی نسیم جاں فزا اور خوشبوئیں پہنچتی
 ہیں اور اس کی قبر کو منتہائے نظر وسیع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک مومن کی
 موت اور اس کا حال بیان فرمایا، اس کے بعد کافر کی موت اور اس کا حال
 بیان فرماتے ہیں کہ اس کی روح اس کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔ پھر اس
 کے بعد دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب
 کون ہے؟ وہ متحیر اور دہشت زدہ ہو کر کہتا ہے ہمارے ہمارے۔ لا ادری۔ میں
 نہیں جانتا، پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ متحیر ہو کر کہتا ہے۔ ہمارے ہمارے لا ادری
 میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھتے ہیں اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا ہے جو تم میں
 بھیجا گیا۔ وہ حیرت ناک ہو کر کہتا ہے۔ ہمارے ہمارے لا ادری میں نہیں جانتا۔ پھر آسمان
 سے ایک منادی ندا کرتا ہے یہ بھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ
 اور آگ کے کپڑے پہناؤ اور آگ کی طرف اس کے لئے کھڑکی کھولو۔ پھر
 فرمایا کہ اس کے پاس گرم ہوائیں اور لپٹیں دوزخ کی آتی ہیں۔ اس کی قبر تنگ کر
 دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس
 پر ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے اندھا اور بہرا۔ اس کے پاس لوہے کا ایک
 گرز ہوتا ہے۔ اس گرز کو اگر پہاڑ پر مارا جائے تو مٹی ہو جائے۔ پھر وہ فرشتہ
 اس کافر کے گرز مارتا ہے جس کی آواز مشرق و مغرب کے درمیان کی مخلوق سنی
 ہے سوائے جن اور انسان کے۔ پھر وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس کے بدن میں
 روح لوٹائی جاتی ہے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور امام احمد نے۔
 اب یہاں غور کرنا چاہئے۔ ایمان و انصاف کی ترازو میں تول کر تعصب

اور تقلید روی کو چھوڑ کر حق اور صحیح فیصلہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حق وانصاف والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

ہمارے مذکورہ بیان یعنی فاضل بریلوی کے ملفوظات ص ۱۱۷ چہارم سے جو گدھے کا واقعہ نقل کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس گدھے کو بھی کشف ہوتا تھا یعنی بعض چھپی ہوئی باتوں کا بھی علم ہو جاتا تھا۔ پھر منشی شریف سے جو واقعہ نقل کیا اس سے ثابت ہوا کہ اس شخص کے مرغ نے پے درپے چار مولوں کی خبر دی۔ ایک گھوڑے دوسرا اونٹ، تیسرے غلام، چوتھے خود اس مالک خانہ کی۔ پھر حدیث اول بخاری شریف سے ثابت ہوا کہ جب مردے کو کاندھوں پر لیے کر چلتے ہیں اور وہ مردہ غیر صالح ہوتا ہے تو وہ چلاتا ہے کہ مجھ کو کہاں لے جاتے ہو جس کی آواز علاوہ انسان کے ہر شے سنتی ہے۔

دوسری حدیث ابوداؤد و مسند احمد سے نقل کی جس سے ثابت ہوا کہ کافر میت کے عذاب کے لئے بہر افرشتہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے۔ اس کافر میت کے وہ گرز مارتا ہے۔ اس کی آواز کو مشرق و مغرب کے درمیان ہر شی سنتی ہے سوائے انسان اور جن کے۔ لہذا بخوبی ثابت ہو گیا کہ حیوانات اور بہائم کو بھی بعض اضافی غیب کا علم حاصل ہوتا ہے۔

مولوی شریف الحق صاحب علامہ تھانوی کی عبارت مذکورہ نقل کر فرماتے ہیں۔

”تھانوی صاحب نے اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو ہر کس و ناکس، پتھروں، پانگلوں، پتھریوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر کر دیا۔ بلا شک و شبہ یقیناً حتماً حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین ہے اور یہ عبارت جناب شریف الحق صاحب کی ہے۔ اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے اور مولوی شریف الحق صاحب کے علم و فہم کی داد دیجئے۔

اول بات یہ ہے کہ جناب ابھی تک یہ فیصلہ بھی نہ کر سکے کہ اس عبارت میں آپ کے نزدیک تشبیہ ہے یعنی معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ان مذکورہ اشیا کے علم کے ساتھ تشبیہ ہے یا برابر کیا ہے۔ فاضل بریلوی مرحوم نے تو برابری کے معنی متین کئے ہیں چنانچہ اس کا ترجمہ عربی میں مثل کے ساتھ کیا ہے مگر جناب کو ان کے بیان کئے ہوئے معنی میں تردد ہے جب ہی تو یہ کہہ رہے ہیں کہ تشبیہ دی یا برابر کر دیا۔ نفوذ باللہ منہ حقیقت تو یہ ہے کہ مولوی شریف صاحب کی عبارت میں نہ تشبیہ ہے نہ برابری۔ لفظ ایسا نہ تشبیہ کے لئے متین ہے نہ برابری کے لئے۔ یہ خوبی فہم ہے کہ اپنی رائے سے مقرر کر کے اس پر احکام کفر لگا دئے۔

سنئے اہل زبان ہندوستان کے یہاں لفظ ایسا ہر جگہ تشبیہ کے لئے ہی نہیں بولا جاتا ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ زید نے ایسا گھوڑا خریدا جو اس کو پسند آیا۔ یا اس نے ایسا کام کیا جس سے سب لوگ خوش ہو گئے۔ کہتے ان دونوں مثالوں میں لفظ ایسا کے معنی تشبیہ یا برابری کے کب ہوئے۔ یہاں لفظ ایسا کو کس کی تشبیہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے برابری کے معنی تو بہت دور ہوئے۔ اگر ایسا کے بعد حکم حصر ہو تو توہم برابری کا ہو سکتا تھا۔ مولانا تھانوی صاحب کی عبارت میں تو کلمہ حصر کا پتہ ہی نہیں پھر برابری کے معنی کون سے قاعدے سے متین ہوئے۔

اب سنئے اگر مولوی شریف الحق صاحب کے بقول تشبیہ ہے۔ تو تشبیہ

میں مشبہ و مشبہ بہ میں برابری کب لازم ہے۔ اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقویٰ ہوتا ہے بخلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس کے مداح حسان مصیعی شاعر اندلس نے کہا تھا۔

کان ابو بکر ابو بکر الرضی وحسان حسان وانت محمد
یعنی اے مدوح تیرا وزیر ابو بکر بن زید و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مانند ہے اور تیرا مداح شاعر حسان مصیعی حسان بن ثابت مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند ہے۔ اور تو خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند ہے۔ اس پر بعض شارحین شافانے کہا تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہہ دیا اس پر علامہ خفاجی نے "نیم الریاض" میں فرمایا کہ ان شارحین کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا۔

قد اطلال الشراح تبعاً للمصنف
علیٰ هذا المقال لكن لا یخلوا
عن ذوع من الاشكال فانه لا
یلزم من التشبیه التسویة
فی الکمال بل من القاعدة
المقررة ان المشبه به
اقویٰ فی جمیع
الاحوال الخ

یعنی اس شعر حسان مصیعی پر شارحین نے مصنف کی تبعیت میں طویل کلام کیا ہے لیکن ان کا کلام اشکال سے خالی نہیں۔ اس لئے کہ تشبیہ سے مشبہ بہ کے ساتھ مشبہ کے کمال میں برابری لازم نہیں آتی بلکہ قاعدہ مقرر ہے کہ مشبہ بہ اقویٰ ہوتا ہے سارے حالات میں۔

اس میں تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی ہے۔ اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنیٰ درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دی جائے تو

اس کو توہین و تنقیص نہیں کہا جاسکتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود ہے۔

قالت عائشة رضی اللہ عنہا قال الحارث بن ہشام
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ کیف یا قتیق
الوحی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیاناً یا تینی مثل
صلصلة الجرس وهو اشد علی ام

ترجمہ یہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طور پر آتی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی کبھی وحی مجھ پر مثل گھنٹہ کی آواز آتی ہے۔

غور کیجئے کہ اس حدیث شریف میں وحی الہی کے نزول کو گھنٹہ کی آواز کے مثل فرمایا یعنی گھنٹہ کی آواز سے تشبیہ دی تاکہ مخاطب کی سمجھ میں آجائے حالانکہ گھنٹہ کی آواز کو حدیث میں شیطانی آواز فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس قافلے میں گھنٹہ ہوتا ہے اس قافلے میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے ہیں۔ کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توہین وحی فرمائی ہے؟ وکم من غائب قولاً صحیحاً وافقہ من الفہم السقیم ترجمہ بہ بہت سے ایسے لوگ قول صحیح میں عیب نکالتے ہیں حالانکہ یہ ان کی مریض سمجھ کی آفت ہے۔

چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست سخن شناس نہ دہلر خطا اینجا ست
ترجمہ بہ جب تو اہل دل کے کلام کو سنے تو اس کو خطا نہ کہو۔ تو خود سخن پہچاننے والا نہیں اے دہلر خطا ادھر سے ہے۔

پھر غور کیجئے یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب ”حفظ الایمان“ کے صفحہ کی پہلی سطر میں لکھتے ہیں۔

”آپ ایجاد و بقائے عالم کے سبب ہیں“

یعنی تمام عالم کی پیدائش و ایجاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہوئی اور تمام عالم کی بقا بھی آپ کے سبب سے ہے یعنی تمام عالم اپنی پیدائش و بقا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شریف کا حاجت مند ہے۔ پھر اسی حفظ الایمان صفحہ ۹ پر ہے۔

”نبوت کے لئے جو علوم لازمی اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمام و کمال حاصل تھے“

اس میں صاف صاف بیان ہے کہ جو علوم نبوت کے لئے لازم اور ضروری تھے وہ علوم آپ کو تمام و کمال کے ساتھ حاصل ہو گئے تھے۔ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کی پیدائش اور تمام عالم کی بقا کا سبب مان رہا ہے اور تمام علوم عالیہ شریفہ کو لازم نبوت کا جامع مان رہا ہے۔ کیا معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی برابری زید و عمر و جابرین و بہائم و حیوانات کے علم سے کرے گا۔

افسوس عقل و انصاف کو ترک کر دینا اور اپنی انفرادی رائے کو تمام اہل علم کی رائے پر ترجیح دینا جب کہ مصنف خود اپنی عبارت کے لئے اس مضمون کا انکار صریح کر رہا ہے اور دوسرے اہل علم بھی اس خبیث مضمون کو اس عبارت کے لئے نہیں مانتے اس پر بھی وہی کہنا دین و دیانت کے خلاف نہیں تو کیا ہے۔ اللہم اغفر امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

پھر بسط البیان صفحہ ۱۲ پر مصنف خود کہہ رہے ہیں۔

”کہ یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ملائکہ کو بھی حاصل نہیں الخ“

اس پر بھی کہنا کہ زید و عمر وغیرہ کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بتا دیا۔ مرغی کی ایک ٹانگ کہے جانا صریح بے انصافی اور ظلم ہے۔ الحاصل اگر بقول مولوی شریف الحق کے تشبیہ ہی مان لی جائے تو بھی تنقیص و توہین نہیں پائی جاتی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ لفظ ایسا زبان اہل ہند میں تشبیہ یا برابری کے معنی کے لئے متعین ہرگز نہیں۔

یہی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی عبارت ”براہین قاطعہ“ جس کو مختلف جگہ کے فقروں اور ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک کفری مضمون بنایا گیا یہ بھی آپ کی دستکاری کا ایک نمونہ ہے۔ کہیں کا فقرہ کاٹ کر کہیں لگا دیا اس کا سیاق و سباق غائب۔ پھر اس میں بھی اپنی تصنیف شامل۔ اللہم اصلح امتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس مقام پر ہم طویل کلام کرنا نہیں چاہتے۔ صرف ایک بات عرض کرنی ہے کہ آپ نے اس عبارت کو توڑ جوڑ کر کے جو مطلب بتایا ہے وہ یہ کہ معاذ اللہ شیطان یقین اور ملک الموت کا علم زیادہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے نعوذ باللہ منہ۔ یہ وہ باطل عقیدہ ہے جس کے کفر ہونے میں کسی ادنیٰ درجہ کے مسلمان کو بھی شک نہیں ہو سکتا۔ مولوی نذیر احمد خاں صاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات نے اول رد ”براہین قاطعہ“ کا لکھا تھا جس کا نام ”بوارق لامعہ“ ہے جو ۱۳۰۹ھ میں بمبئی مطبع دت پرشاد سے شائع ہوا ہے۔ اس میں براہین قاطعہ کی اصل عبارت کا انھوں نے یہ مطلب کہیں نہ بتایا نہ اس پر حکم کفر بیان کیا۔ کیا یہ خبیث مضمون ایسا نہ تھا جس کو علماء کفر نہ بتاتے پھر کیوں مولانا موصوف نے اس عبارت کا یہ مطلب بیان کر کے اس پر حکم تکفیر نہ

دیا جب کہ وہ اس کتاب کا رد ہی لکھ رہے تھے۔ کیا وہ ہندوستانی زبان اور اس کے محاورات کو نہ جانتے تھے یا وہ کفر و اسلام کو بھی نہ پہچانتے تھے ثابت ہوا کہ براہین قاطعہ کی عبارت کا یہ مطلب ہی نہیں تھا جو آپ نے بیان فرمایا ہے ورنہ وہ اس پر ضرور رد و تبلیغ کرتے اور احکام کفر بتاتے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ دوسرے کے کلام میں اپنی تصنیف شامل کر کے اور اس کا مطلب بگاڑ بگاڑ کر بیان کرنے کے عادی نہ تھے۔ دل میں خوفِ خدا رکھتے تھے۔ حساب روز جزا سے ڈرتے تھے۔ یہ کفری مطلب تو رٹوڑ کر کے اپنی تصنیف شامل کر کے بنایا گیا ہے۔

وہ فقرہ جو اس عبارت سے دور اور بالکل الگ ہے جس کو مسئلہ حاضر و ناظر کے جواب میں منجملہ اور جوابوں کے نقل کیا گیا ہے جس کو مولوی شریف الحق صاحب نے کمال حیاداری کے ساتھ لکھ دیا کہ صاحبِ براہین نے پہلے تو یہ لکھا کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوارِ تیچھے کی خبر نہیں“

پھر مولوی شریف الحق صاحب نے کہا کہ صاحبِ براہین قاطعہ کا یہ قول ہے حالانکہ بالکل غلط ہے انھوں نے اپنا قول نہیں بتایا بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے۔

”دراور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوارِ تیچھے کا بھی علم نہیں“ اب یہاں شریف الحق کی سچائی اور دیانت کو دیکھ لیجئے کہ اس مضمون کو کاٹ چھانٹ کر اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ جس کو ان کی تحریر پڑھنے والا یہ سمجھے کہ یہ قول براہین قاطعہ والے کا ہے حالانکہ وہ شیخ علیہ الرحمہ سے نقل کر رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے دیوارِ تیچھے کا علم نہیں۔

شریف الحق صاحب فرماتے ہیں کہ صاحبِ براہین کا قول ہے کہ حضور کو دیوار کے تیچھے کی خبر نہ تھی۔ اہل علم و فہم غور کریں اس ایک کٹرے میں کتنی تو پھیر کر ڈالی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن سے صاحبِ براہین نے نقل کیا ہے ان کا ذکر ہی غائب کر دیا۔ پھر شیخ نے کس کا قول نقل کیا ہے وہ بھی غائب کر دیا۔ حالانکہ شیخ عبدالحق صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بتا رہے ہیں اور یہ ہی صاحبِ براہین کا مطلب ہے۔ جناب شریف الحق صاحب نے اس طور سے نقل کیا ہے کہ شیخ کا ذکر ہی نادر اور اس کی نسبت شیخ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے وہ بھی غائب اور منہ بھر کر یہ کہہ دیا کہ صاحبِ براہین قاطعہ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے تیچھے کی بھی خبر نہ تھی۔ آپ نے دیکھا خیانت اور بہتان کا کیسا نقشہ کھینچا۔ حالانکہ صاحبِ براہین نے یہ شیخ کی کتاب سے نقل اس موقع پر کی ہے جس موقع پر مولوی عبدالمسیح صاحب صاحبِ انوار سا طعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر یہ استدلال کیا ہے۔

اب غور طلب یہ چیز ہے کہ آیا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کو واقعی بیان کیا ہے یا نہیں۔ جاننا چاہیے کہ صاحبِ براہین قاطعہ نے شیخ کی کسی کتاب کا نام نہیں لکھا یعنی کتاب کو متعین نہیں کیا۔ حضرت شیخ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ صحیح ہے کہ شیخ نے یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بتاتے ہوئے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح کے باب صفۃ الصلوٰۃ کے فصل ثالث کے اخیر میں حدیث درج ذیل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الظہر و فی موخر الصفوف رجل فاساء الصلوة فتاداً
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فلاں الا تتقی اللہ
الا تری کیف تصلی انکم ترون انہ یخفی علی شئی
مما تصنعون واللہ انی لا اری من خلفی کما اری من
بین یدی۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہم کو نماز ظہر پڑھائی اور آخری صفوں میں
ایک شخص تھا جس نے نماز اچھی طرح نہیں پڑھی تھی۔ بعد ختم نماز کے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو پکارا اے فلاں! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے
ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم نماز کیسے پڑھتے ہو۔ تم سمجھتے ہو کہ جو تم کرتے ہو
اس میں سے کوئی بات مجھ پر پوشیدہ رہتی ہے۔ خدا کی قسم میں اپنے
پیچھے کے لوگوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے کے لوگوں
کو۔ امام احمد نے اس کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ اشعۃ اللغات جلد اول صفحہ ۲۹۲ میں فرماتے ہیں۔

بدانکہ ایں دیدن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پیش بطریق
خرق عادت بود جو یا بالہام و گاہ
گاہ بود نہ بدانکم و مؤید آنست آنچہ
در خبر آمدہ است کہ چون ناقد آنحضرت گمشدہ
در یافت کہ کجارت یافت۔ منافقان گفتند کہ
یعنی جان تو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا دیکھنا آگے پیچھے سے بطور خرق عادت
تھا۔ وحی و الہام سے وہ کبھی کبھی تھانہ ہمیشہ
اسکی مؤید وہ حدیث ہے جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقدہ مبارکہ گم ہوئی
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کہاں چلی گئی۔ تو منافقوں

محمی گوید کہ خبر آسمان می رسانم و
نمیدانند کہ ناقدہ او کجاست۔ پس فرمودہ
آنحضرت واللہ من نمی دانم مگر آنچہ بداند
مرا پروردگار من اکنون بنود مرا پروردگار
من کہ دے درجلے جنیں و چنان است
و مہار دے در شاخ درخت بند شدہ
است و نیز فرمودہ است کہ من بشرم
نمی دانم کہ در پس ایں دیوار چیست یعنی
بے دانانیدن حق سبحانہ تعالیٰ او
نہی فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جو
میرے پروردگار نے بتا دیا ہے اب میرے
پروردگار نے دکھا دیا ہے کہ وہ فلاں
جگہ ہے اور اسکی مہار ایک درخت کی شاخ
میں بندھی ہوئی ہے اور یہی حضور نے فرمایا کہ میں
بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا
یعنی بغیر تلے حق سبحانہ کے۔

یہاں حضرت شیخ نے فرمادیا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں میں نہیں
جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ اس پر کوئی جرح نہ فرمائی پھر اسی حدیث کی
شرح مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ مجتہبی دہلی کے صفحہ ۷ کے حاشیہ پر محشی نے
فرمایا۔ علامہ علی قاری کی شرح مرقات سے نقل کرتے ہوئے حاشیہ پر۔

فعلہ انما ہما لاینا فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا
اعلم ما وراء جداری علی تقدیر صحیحہ لانہ بالنسبۃ الی
خارج الصلوۃ ہذا ما قالہ صاحب المراتب۔

اس میں بھی اس کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا گیا ہے مع التردد
فی الصلوۃ۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے جو فرمایا کہ میں اپنے سامنے اور پیچھے
سے یکساں دیکھتا ہوں اور دوسری حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو اپنے دیوار کے
پیچھے کا علم نہیں ہے۔ ان دونوں کلاموں میں تقارض نہیں کہ پہلا کلام مبارک

حالت نماز کے لئے اور دوسرا خارج نماز کے لئے پھر علامہ نسیم خفاجی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۴۲۱ میں فرماتے ہیں۔ امام مجاہد کے اس قول کی شرح میں۔

قال مجاهد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام في الصلوة يردى من خلفه كما يردى من بين يديه و لا ينافي هذا انما ردد انك صلى الله عليه وسلم جعل شابا حداثته من وفده عبد القيس خلفه سلا يراه ولا تترك ولا اعلم ما وراء جدارى هذا ان صح ولا قوله في الحديث الاخر ايكما الذي ركع دون الصف فقال ابو بكر رضى الله عنه ابنا يا رسول الله فلو كان يردى كما ذكرها ما احتاج للسؤال لان الاول تشريع والثاني المراد به نفى علمه بالمغيبات مع ان عدم رويته ما وراء الجدار لا تنافي الروية من غير حائل وهذا وان لم نقل ان مخصوص بالصلوة.

دیکھئے اس عبارت میں علامہ خفاجی نے اس معنی ”لا اعلم ما وراء جدارى“ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قرار دے کر تردید فی الصحتہ کو ظاہر کرتے ہوئے اس کے جوابات دئے معنی اس سے مراد علم بالمغيبات کی نفی ہے معنی بے اعلام الہی کے میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب یہ ہے کہ ہم اس کو یعنی رویت پس ویش کو نماز کے لئے مخصوص نہ کریں اور جواب ظاہر ہے کہ وہ صورت مخصوص بحالت نماز ہے اور یہ صورت

خارج نماز کی ہے اب سمجھنا چاہیے کہ صاحب براہین پر مولوی شریف الحق نے کیسا بے جا بہتان تراشا کہ صاحب براہین نے یہ کہا ہے۔ حالانکہ یہ عبارت علماء اکرام کی کتب معتبرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بتاتے ہوئے موجود ہے۔ جافظ ابن حجر عسقلانی تلخیص میں فرماتے ہیں۔

كأيري من وراء ظهره كما يري من وراء قدامه هو في الصحيحين وغيرهما من حديث انس وغيره والاحاديث الواردة في ذلك مقيدة بحال الصلوة وبذلك مجمع بين هذا وبين قوله صلى الله عليه وسلم لا اعلم ما وراء جدارى هذا

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت کے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے کہ اپنے آگے سے اور یہ حدیث صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے۔ اور جو احادیث اس مضمون کی وارد ہیں وہ مقید ہیں بحالت نماز کے ساتھ اور اس صورت میں جمع کیا جاتا ہے درمیان اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لا اعلم ما وراء جدارى کے (مجموع فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی ج ۶ ص ۶۵)

صاحب براہین کا شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنا غلط نہیں کہ شیخ کی کتاب اشعت اللمعات میں ونیز فرمودہ اند موجود ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے اور قول شیخ ابن حجر عسقلانی وابن حجر مکی کا۔ لا افضل له ولا يعرف له سند کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اسناد نہیں معلوم ہوئی۔ اگرچہ علماء نے اپنی کتب میں اس کو بغیر سند کے بیان کیا ہے۔ جن حضرات نے اس کی صحت میں تردد کا اظہار کیا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے مزید تحقیق اس کی ”مواعظ اللدنیہ“ کی شرح زرقانی وغیرہ میں موجود ہے۔

ہمیں یہاں طویل کلام کرنا نہیں ہے عاقل کے لئے ایک اشارہ بھی کافی ہوتا

سب سے ہم جتنے چکے ہیں کہ نہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت کا وہ مطلب ہے جو آپ لوگوں نے فرض کیا ہے نہ صاحب برائین کا وہ مطلب ہے جو آپ حضرات نے بیان کیا ہے۔ محض تہمت ہے بے بنیاد ہے۔

وہ مطلب نہ مصنفین نے مانا اور نہ ان کے علاوہ ہندوستان کے مشہور و مسلم اہل علم نے مانا محض اپنی رائے سے معاذ اللہ ان کو تو ہمیں و تنقیص کام تکب قرار دے کر احکام کفر لگا دینا ہرگز قابل قبول نہیں کیا آپ کی انفرادی رائے حجت شرعی ہو جائے گی کیا آپ کو یہ حق ہے کہ اپنی ذاتی انفرادی رائے سے کسی عبارت کا مطلب مقرر کر کے تمام مسلمانوں پر فرض کر دیں کہ اس پر سب ایمان لائیں کیا اور ہندوستان کے اہل علم حضرات جو آپ کے بیان کردہ مطلب کو صحیح نہیں مانتے وہ سب کافر ہو گئے اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ نہ کسی مسئلے میں کلام ہے نہ کسی عقیدے میں بلکہ جو کچھ کلام ہے وہ اس پر ہے کہ جو کچھ ہم بتا دیں اس پر آکھ پیچ کر ایمان لاؤ ہمارے مقابلہ میں کسی اہل علم کو حق نہیں کہ ہمارے رائے کے خلاف کچھ کہہ سکے جو کہے اس پر کفر کا فتویٰ ہم ہی مسلمان ہیں ہم ہی سنی ہیں ہم ہی اسلام اور سنت کے ٹھیکیدار ہیں۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب التوب الیہ۔

جس عبارت کا جو مطلب چاہیں تجویز کر لیں ائمہ کرام کی وہ تصریحات جو دشمنان اسلام و مکرین قرآن و دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمائی ہے وہ کلمہ توحید پر ایمان لانے والوں نماز پنجگانہ ادا کرنے والوں اور رمضان کے روزے رکھنے والوں حج و زکوٰۃ کے ادا کرنے والوں قرآن پاک کی تلاوت کرنے والوں احکام شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پابندی کرنے والوں پر محض اپنی رائے اور ذہنی مفروضات کی بنیاد پر چسپاں کرنا فتوؤں کی وہ بھرمار کہ دیوبند کے علماء چھوٹے بڑے امام و مقتدی سب کافر یہاں تک کہ جو ان کے کفر اور غذاب میں شمع

کرے وہ بھی کافر۔ بدایوں کے مولانا عبدالمقتدر صاحب و مولانا عبد القدیر صاحب و مولانا نجب احمد صاحب و مولانا حبیب الرحمن صاحب وغیرہ سب علماء مدرّسہ قادریہ کافر کچھو چھہ کے مولوی سید محمد میاں صاحب الملقب بہ محدث اعظم کافر و مرتد حتیٰ کہ مارہرہ کے حضرات مولانا سید شاہ اسماعیل میاں صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب رحمہما اللہ بھی بدایوں والوں پر لگائے ہوئے احکام کفر کی رو سے مسلمان نہ بن سکے۔ پھر شاہ عبد البصیر میاں المعروف بہ اللہ والے میاں خلیفہ شاہ جی محمد شیر میاں صاحب علیہ الرحمۃ و علمائے مجلس رام پور و علمائے لکھنؤ فرنگی محل بھی اس فتویٰ کفر کی زد سے نہ بچ سکے۔

عزیز و فی الواقع مسلمان کو کافر قرار دینا اس پر احکام کفر کو جاری کرنا بہت بڑی خطرناک چیز ہے مگر اس نااہل گروہ نے فتاوائے کفر کو باز پچا اطفال بنا رکھا ہے انہوں نے فتویٰ کفر کی اہمیت کو ختم کر دیا پیچ ہے بنی کرتیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اذا سد الا مراءلی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ ترجمہ: جب نااہل لوگوں کے ہاتھ میں اہم کام دے دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔

مولوی شریف الحق نے اس کتابچے میں ایک اور فریب دیا ہے کہ مولوی محمد قائم صاحب مرحوم نا تو توئی کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں معاذ اللہ اس بہتان کے لئے جو چال چلی گئی ہے اس کا حال اہل علم پوشیدہ نہیں متعدد جگہ کے محکومے کاٹ کر جوڑنا اور اس سے ایک کفری مضمون بنالینا اور ڈھٹائی کے ساتھ بہتان لگا دینا کہ ان کا یہ عقیدہ ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے مولیٰ تعالیٰ ہر مسلمان کو خاتمہ ایمان پر ہونا نصیب فرمائے۔ خدا جانے ان لوگوں کو یوم الحساب کا خوف ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو مولیٰ تعالیٰ ان کو اور سب مسلمانوں کو ورجزا

کا خوف عطا فرما۔ اے میرے رب تو ہمارے شرعی پر قادر ہے۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ کچھ مفہوم کلام "تخذیر الناس" مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کی عبارت پر کریں مسلمانوں بے شک ہمارا اور سب مسلمانوں کا ایمان ہو کہ کسی نبی کی توہین و تنقیض کرنا یقیناً کفر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننا قطعاً کفر ہے مگر کسی مسلمان پر بہتان لگانا اور اس کی صحیح بات کے غلط اور کفری معنی پتہ رائے سے بنا کر پھر اس کی اشاعت فاحشہ کا بار اپنے اوپر لینا کتنا جرم عظیم ہے یہ ہی مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم اپنا کتاب "تخذیر الناس" کے صزا پر فرماتے ہیں۔

سو اگر اطلاق و عموم ہے تب تو خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدالالت التزامی ضرور ثابت ہے اوہ تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال۔ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تو اتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا ہے گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا جیسا تو اتر اعداد رکعات متواتر نہیں دو تروغیر باوجود یکہ الفاظ احادیث مشعر تعدد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر ایسا ہی اس کا منکر کافر ہو گا۔

اس عبارت میں مولانا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو پانچ طور سے ثابت کیا ہے۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نص خاتم النبیین سے بدالالت مطابقی اس طور پر کہ لفظ خاتم کو ذاتی اور زمانی سے مطلق مانا جائے۔

۲۔ عموم مجاز کے طور پر کلمہ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو ۳۔ دونوں میں سے ایک پر مطابقی دوسرے پر التزامی ان تینوں صورتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نص قرآنی سے ثابت ہو گا۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہے ۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔ ان پانچ طریقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ثابت کر کے صاف صاف یہ بھی بتا دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔

غور کیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو دلائل سے ثابت کر رہے ہیں اس کے منکر کو کافر بتا رہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری انبیاء ہونے کو ضروریات دین سے بتا رہے ہیں مگر ربیوی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور آخری نبی نہیں ہیں۔

بریں عقل و دانش بیاید گریٹ

تخذیر الناس صریح عبارت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں بلکہ اس میں حصر کی نفی کی گئی ہے یعنی لفظ خاتم کو صرف اس معنی میں منحصر کرنا اور یہ کہہ کر کہ اس لفظ خاتم کے صرف اتنے ہی معنی ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں یہ خیال عوام کا ہے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کریمہ کو صرف ایک معنی میں منحصر کرنا خلاف عقل و نقل ہے اور عوام سے مراد خود مصنف نے اپنی دوسری تحریر میں بتایا ہے کہ عوام سے مراد ظاہر پرست لوگ ہیں۔ دوسری جگہ تصریح کی ہے کہ علاوہ انبیاء و علمائے راہین کے باب تفسیر میں سب عوام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے راہین سے یہ بات ثابت بھی نہیں کہ انہوں نے لفظ خاتم کو اسی معنی میں منحصر کیا

ہو اس کے بعد حصر ماننے کی صورت میں جو نقصانات لازم آ رہے تھے ان کو بیان کیا ہے جن کو بریلوی حضرات نے توڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ ظاہر کیا ہے مولوی محمد قاسم مرحوم کی تصانیف کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خاتمیت زبانی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے منکر نہیں بلکہ مثبت ہیں اس کفری قول کو ان کی طرف نسبت کرنا ہرگز صحیح نہیں۔

چنانچہ ہم خاص تحذیر ان اس کی عبارت صاف نقل کر چکے جس میں انہوں نے خاتم زمانی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے منکر کو کافر تحریر فرمایا ہے پھر ان کی دوسری کتاب مناظرہ عجیبہ کی پہلی سطر میں مرقوم ہے۔

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ افضل المخلوقات ہیں۔

پھر اسی مناظرہ عجیبہ کے صفحہ ۶۹ پر تحریر فرمایا ہے۔
کہ خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں ہے۔
پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں۔

”خاتمیت زمانی سے مجھے انکار نہیں بلکہ یوں کہتے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جماد اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے۔ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں۔

”ہاں یہ مسلم ہے کہ خاتمیت زمانی ایک اجماعی عقیدہ ہے“

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۳ پر فرماتے ہیں۔

”کہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں

جو اس میں تامل کرے وہ کافر ہے“

ان تصریحات کے بعد کون مسلمان با انصاف یہ کہے گا کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اس کو تو وہ خود صاف صاف فرما رہے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آخری نبی نہ کہ وہ کافر ہے بلکہ جو اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے جیسا کہ ہم نقل کر چکے۔

اس کے بعد پھر وہی مرعی کی ایک ٹانگ۔ سراسر بہتان و کذب نہیں تو اوپر کیا ہے۔ لہذا صفحہ کی عبارت پر جو بریلوی حضرات نے کچھ اچھالا کمال کج فہمی پر مبنی ہے یا ضد و سٹ دھری پر۔ رب تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے۔ اس عبارت میں صرف حصر کی نفی کی گئی ہے اور حصر کرنے میں جو نقصانات ہو سکتے ہیں ان کو بیان کیا ہے نہ کہ معاذ اللہ حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار جس کا بطلان ہم اس تحذیر الناس اور مولوی صاحب کی دوسری تصانیف سے ثابت کر چکے والہ الموفق۔

چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است
حسام الحرمین میں جو عبارت تحذیر الناس تبدیل و تحریف لفظی و معنوی کے ساتھ نقل کی گئی ہے وہ بہت ہی افسوسناک ہے۔ فقیر سچائی کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ اگر تحذیر الناس کی عبارت جس طور و ترتیب سے حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہے تحذیر الناس کے کسی ایک ورق میں دکھادیں تو فقیر کے اختلاف کا اسی وقت فیصلہ ہو جائے گا یعنی فقیر اپنے قول سے رجوع کر لے گا اور ان حضرات کے قول کو مان لے گا۔

سمجھ لیجئے کتاب موجود ہے اس میں دیکھ کر ملا لیجئے اول فقرہ صفحہ ۱۰۱ کا ہے اور دوسرا فقرہ صفحہ ۱۰۲ کا ہے اور تیسرا صفحہ ۱۰۳ کا۔ یہ تین جگہ کے ٹکڑے ملا کر ایک

عبارت بنائی گئی جس میں کفری مضمون پیدا کیا گیا ہے۔ ان فقرات کو بھی اس طور سے نقل کیا گیا ہے کہ کوئی علامت ایسی نہ قائم کی گئی جس سے معلوم ہو جائے کہ عبارت ایک جگہ کی نہیں ہے بلکہ چند مقامات سے مختلف فقروں کو ایک جا کیا گیا ہے پھر ان فقرات کا سیاق و سباق غائب، مسلمانوں! بڑی حیرت کا مقام ہے کہ کچا فاضل بریلوی کی شان اور کجایہ صنعت کہ آگے کا فقرہ سمجھے اور پیچھے کا فقرہ آگے۔ اس صورت میں تو کفری مضمون آپ ہی ہو جائے گا۔ اگر قرآن عظیم کی آیات شریفہ میں بھی کوئی بد بخت ایسا تصرف کرے تو کیا کفری مضمون نہ ہو جائے گا مثلاً اِنَّ الزُّبُرَ لَفِي نَجِيْمٍ وَّ اِنَّ الْفُجَارَ لَفِي نَجِيْمٍ یعنی نکو کار جنت میں رہیں گے اور بدکار دوزخ میں۔ اب اگر کوئی بد بخت اس آیت کریمہ میں صرف اس قدر تحریف کر دے کہ نعیم کی جگہ نجیم اور نجیم کی جگہ نعیم پڑھے تو مطلب بالکل الٹا ہو گا اور کلام صریح کفر ہو جائے گا حالانکہ اس میں سب لفظ قرآن پاک کے ہیں صرف دو لفظوں کی جگہ بدل گئی ہے۔ یہ تو صرف آپ کے سامنے ایک مثال پیش کر دی گئی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس قسم کی سیکڑوں مثالیں نکل سکتی ہیں ان کو قرآن مجید نے تحریف فرمایا چنانچہ بنی اسرائیل کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ يَحْرِفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِ تَرْجُمَةٍ: یعنی کلمات کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں۔ یہاں تو الفاظ کی جگہ بدلی ہے۔ بعض صورتوں میں حرکات کی جگہ بدلنے سے بھی کفری معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ بہر نوع حقیقت بالکل عیاں ہے کہ بعض اوقات کلام میں معمولی سی تحریف کر دینے سے کلام کا مضمون بدل جاتا ہے اور اس میں اسلام اور کفر کا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایسی زبردست الٹ پلٹ کی جائے کہ مختلف صفحات کے ٹکڑوں کو توڑ پھڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی جائے اور فقروں کی ترتیب بھی بدل

دی جائے۔ اِنَّا لَنَرُّوْا وَاِنَّا لَیُّرْجِعُوْنَ

مسلمانو! حسام الحرمین کے بھی پچھے ہوئے ہزاروں نسخے موجود ہیں اور تحذیر الناس بھی موجود ہے۔ ان دونوں کو ملا کر دیکھ لیجئے اور ایمان و انصاف سے فیصلہ کیجئے۔ خوب غور کیجئے حسام الحرمین میں ان فقرات کی جگہ اور ترتیب کو بد ل دیا گیا ہے یا نہیں۔

مولوی شریف الحق صاحب نے اس "حسام الحرمین" والی ترتیب کو ترک کر دیا اور یہ سمجھ گئے کہ یہ چھپا چھوٹ گیا حالانکہ یہ غلط ہے ان کا یہ چھپا کیسے چھوٹ سکتا ہے جب کہ ان کے دین و ایمان کے مرکز جن پر ایمان لانا ان کے نزدیک ہر مسلمان کو ضروری جس میں شک کرنے والا بھی ان کے نزدیک مسلمان نہیں یعنی حسام الحرمین میں صاف طور سے تحذیر الناس کی عبارات اسی تحریف و تبدیلی کے ساتھ چھپی ہوئی موجود ہے۔

فَاعْلَمْ وَاِيَاوَلِي الْاَبْصَارِ

مقالہ ۱۲

اس تحریر میں مولوی شریف الحق صاحب نے ایک اور عوام کی فریب نے ہی کے لئے چال چلی ہے۔ اکابر علمائے دیوبند کے لئے لکھا ہے۔
 کہ یہ لوگ ایسے کافر ہیں جو ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر مرتد نہ مانے، نہ کہے، ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے انہیں کافر کہنے سے کف لسان کرے وہ خود کافر ہے۔
 یہ عبارت ہے شریف الحق صاحب کی، آگے لکھتے ہیں۔

”الصورم الہندیہ“ میں تمام اہلسنت کا یہ فتویٰ برسرِ ابرس سے چھپ رہا ہے جس میں علمائے بدایوں و علمائے رام پور و علمائے دہلی و علماء لکھنؤ کی بھی تصدیقات موجود ہیں، خصوصیت سے حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی، مولانا عبدالغفار صاحب رام پوری کی تصدیقات موجود ہیں الخ۔

اس جھوٹ اور فریب دہی کی کوئی حد ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اس صورم ہندیہ میں کسی کے تصدیق و دستخط ہیں؟ مدرسہ منظر الاسلام کے مدرسین کچھ طلبہ ان کے علاوہ شاگردین و مریدین و معتقدین کی تصدیقات ہیں۔ تمام علمائے اہل سنت کا نام لکھ کر دھوکہ و فریب دیا ہے جس میں علمائے رام پور، لکھنؤ و بدایوں کا ذکر محض عوام کی فریب دہی کے لئے ہے اہل سنت کی تو صحیح جامع و مانع تعریف بھی

آپ لوگ نہ بتا سکے نہ بتا سکتے ہیں۔

چنانچہ اہل بدایوں شاہد ہیں کہ آپ لوگوں نے ہمارے تحریری سوالات کا جواب تحریری و زبانی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جس میں پہلا سوال یہی تھا کہ اہل سنت کی صحیح جامع و مانع تعریف بتا دیجئے۔ مگر آپ لوگ صاف انکار کر گئے۔

علمائے بدایوں میں کون کون سے عالم کے دستخط ہیں ان کے نام تو ظاہر کیجئے۔ مولانا عبدالقدیر صاحب کا نام بتانا محض فریب ہے ان کے دستخط اس صورم ہندیہ میں چھپے تھے جو اول مرتبہ شائع ہوئی تھی۔ اس میں دیکھئے کہ انہوں نے کیا الفاظ تحریر کئے تھے۔ انہوں نے صاف صاف تحریر کیا تھا کہ ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتا ہوں اس کے بعد ان کے دستخط تھے۔ کہنے یہ آپ کی حرام الحرمین کے موافق کب ہوئے حتیٰ کہ فقیر کی مولوی حشمت علی صاحب پٹی بھیتی سے مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی کے دستخط کے متعلق گفت گو ہوئی، میں نے ان سے کہا تھا کہ مولانا عبدالقدیر صاحب کے دستخط آپ کو مفید نہیں نہ انہوں نے علمائے دیوبند کی تکفیر کی نہ ان کی تکفیر کی کسی طرح تائید کی۔ چنانچہ انہوں نے بھی اس کا اقرار کرتے ہوئے یہی کہا تھا کہ واقعی یہی بات ہے اور کہا کہ وہ حیدرآباد سے اجمیر میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں آئے ہوئے تھے یہ دستخط میں نے ان سے وہاں لئے تھے، میں نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کے دستخط کیسے ہیں ان سے تو علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں ہو رہی ہے؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سے زائد نہیں لکھ سکتا ہوں۔ یہ گفتگو میری خود مولوی حشمت علی صاحب ہوئی تھی جس کا اثر ظاہر ہو گیا۔ سنا گیا ہے نئے ایڈیشن صورم الہندیہ سے مولانا عبدالقدیر صاحب علیہ الرحمۃ کے دستخط حذف کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی اس اشاعت میں مولانا موصوف کے دستخط نکال دیئے گئے ہیں۔

اب بتائیے اور کون سے علمائے بدایوں کے دستخط ہیں۔ اَلْبَصْدُ قُتِیْجِیْ وَالْکَذِبُ

یہ ایک سچائی میں نجات ہے اور جھوٹ میں ہلاکت ہے۔

علمائے رام پور میں مولوی عبدالغفار خان صاحب کے دستخط بتائے گئے ہیں اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہے، مولانا عبدالغفار خان صاحب و مجلس علمائے رام پور کی چھپی ہوئی تحریر چارے پاس موجود ہے جو خود قاضی بریلوی صاحب کے رسالے ”رمز شیریں چاہ شور“ کے جواب میں ”رمز شیریں چاہ شور“ کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کے ص ۳۲ سطر ۲ کو دیکھئے کتنے صاف صاف طریقے سے علماء دیوبند کی تکفیر کی مذمت اور حسام الحرمین کی مخالفت کی ہے۔

انشار الکرم ہم اس کو آئندہ صفحات میں پورے طور پر بلفظ نقل کریں گے اب ایسی صورت میں ان کے دستخط صوارم ہندیہ علمائے دیوبند کی تکفیر کی تصدیق میں بتانا کس قدر بیجا ہو سکتا ہے، علمائے لکھنؤ میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محل کی تحریر تحذیر الناس کے آخر میں موجود ہے۔ پھر عمدۃ الرغایہ حاشیہ شرح وقایہ کے دیباچہ میں مولوی محمد قاسم صاحب کے لئے کیے الفاظ لکھے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی قبر کا پتہ بتا کر۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے بھی لکھا ہے پھر مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کا معاملہ معلوم ہے۔ ”القاری الداری“ دیکھ لیجئے معلوم ہو جائے گا۔ حضرت علامہ عتیق میاں صاحب مرحوم مفتی فرنگی محلی سے ہماری تلبانی گفتگو بھی ہوئی ہے، پھر ان کی تفسیر ”سورۃ الم نشرح“ دیکھ لیجئے کہ مولانا اشرف علی صاحب مرحوم تھانوی کا ذکر کیسے الفاظ میں کیا ہے بلکہ ان کی تفسیر بیان القرآن کو اپنے قول کی تائید میں پیش کیا ہے۔ یہ حضرات علمائے فرنگی محل ہیں۔

صوارم ہندیہ میں نہ معلوم کسی طالب علم یا اپنے کسی مرید و متقدم سے دستخط کرائے ہوں اور عوام کو فریب دینے کے لئے اس کو علمائے لکھنؤ تحریر کر دیا ہو۔

کون صحیح و کون غلط کو پہچانتا ہے کرن تحقیق کرتا ہے جو چاہا لکھ دیا یہ حال ہے،

صوارم ہندیہ کا۔ اور علمائے بدایوں و رامپور و لکھنؤ کے متعلق جو ہم نے عرض کیا ہے اُسے۔ بنور ملاحظہ فرمائیے۔ اس صوارم ہندیہ کے مصدقین میں مولانا ظفر الدین صاحب مرحوم بہاری بھی ہیں ان کی تصدیق کے الفاظ کو بنور ملاحظہ فرمائیے اور رب تعالیٰ توفیق دے تو حق کا فیصلہ کر لیجئے، مولانا مذکور سے ان کی زبان سے مسموع ہوا ہے کہ وہ علمائے دیوبند کی تکفیر کے خلاف تھے۔ جس کا علم اکثر لوگوں کو ہے یہاں تک کہ مولوی حبیب الرحمن صاحب اڑیسوی نے بھی اس کا اقرار کا سنگج میں کیا تھا۔ خود فقیر نے جب جامع مسجد بریلی کے امام و مدرسہ منظر الاسلام کے محدث فقیر کے بڑے بھائی مولانا عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم کے مکان پر مولوی ظفر الدین صاحب موصوف کی زبان سے سنا تھا۔

چنانچہ فرمایا تھا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر صحیح نہیں ان کا یہ عقیدہ نہیں ہے مجھ کو خوب تحقیق ہو چکی ہے کہ ان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے، چنانچہ بھائی صاحب مرحوم سے اس باب میں گفتگو ہوئی یہاں تک کہ بھائی صاحب خاموش ہو گئے و مولانا موصوف نے بڑے شد و مد کے ساتھ یہی فرمایا کہ تکفیر کا مسئلہ چلے گا نہیں، ان حضرات کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے جو ہمارا عقیدہ ہے وہی ان کا عقیدہ ہے۔ یہاں تک کہ بقول مولوی حبیب الرحمن صاحب کے مولانا ظفر الدین صاحب نے مولوی ہسیل صاحب کی (جو مولوی اشرف علی صاحب کے مرید تھے) اقتدار میں نماز بھی ادا کی تھی۔

اس کے علاوہ مولوی شریف الحق صاحب نے اور بھی ہندیانی کلام کیا ہے جو دروغ بیانی اور بہتان تراشی اور غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم و حبان حضور و متبعین شریعت مظہرہ پر چھوٹے و غلط بہتان لگائے ہیں آپ ہی اپنی نظیر میں جس کا حساب یوم الحسابات ببارگاہ مالک یوم الحساب ہونے والا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مقبالہ ۱۳

اب اس کے بعد جنہیں وچان مولوی اختر رضا خان صاحب بریلوی کے تتمہ اور تصدیق کے متعلق بھی کچھ عرض کروں ہمارے سیکنات سابقہ سے یہ چیز آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو چکی کہ تحفہ سیر مسلم کا مسئلہ بہت سخت و دشوار امر ہے۔ علمائے کاملین نے اس راہ میں بھونک بھونک کر قدم رکھا ہے۔ بلکہ یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ کفر کا فتویٰ لگانا ہر عالم کا کام نہیں۔ علوم شرعیہ و اختلافات ائمہ مجتہدین اور ان کی وجوہ پر مطلع ہونے کے ساتھ کثرت ریاضات و عبادت کے سبب نفس امّارہ کی برائیوں اور تقصیر سے خالی ہو چکا ہو جیسا کہ علامہ تقی الدین سبکی کا ارشاد علامہ عبد الوہاب شمرانی نے "الیواقیت والحواہر" میں نقل فرمایا ہے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اکابر علماء دین و دیند کی تحفہ سیر سے کف لسان پر احکام کفر لگانا کس قدر بے سرو پا حرکت و اجرات و بے باکی ہے اس موقع پر یہ دعائے ماثورہ یاد آتی ہے۔

اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث۔

یہ کتابچہ جو شائع کیا ہے فتویٰ نہیں ہے بلکہ اپنی جہالت اور گمراہی کو دنیا میں آشکارا کیا ہے اکابر علماء دین پر جو فتویٰ دیا گیا ہے حالانکہ وہ ایک عالم کی رائے ہے۔ اس پر اہل علم و فہم کو بہت کچھ کلام ہے، اہل علم و فہم کو فاضل بریلوی کے نقل عبارات اور ان کی مطلب شناسی اور اس پر احکام کفر لگانے پر بہت کچھ کلام ہے۔ احکام شرعیہ و قواعد علمیہ کے بالکل خلاف ثابت ہو رہے ہیں یہ کیا عمل تعجب ہے۔

کہ آخر کیا فاضل بریلوی فرشتے تھے یا نبی اور رسول تھے ان سے کسی معاملہ میں خطا

ہو مانا کیا خاصہ بشریت کے منافی ہے یا وہ بشر غیر معصوم نہ تھے؟

ہاں اگر یہ لوگ اپنے مذہب میں ان کو معصوم سمجھتے ہوں تو یہ ادربات ہے۔ اہل حق و اہل سنت و جماعت کے نزدیک سوائے انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کے کوئی بھی معصوم نہیں تمام مسلمانان اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ مولوی اختر رضا خان نے اسے اس تتمہ میں خوب دل کھول کر سخت کلامی کی ہے۔ خیر اس کا کیا شکوہ ہے یہ تو ان کی عادت مستور ہے جو ان کی رطب و یابس کو نہ ماننے ان کے لئے ان کے یہاں یہی تحفہ ملتا ہے مع زیادتیوں اور بہتانوں کے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ نقیر کا یہ قول کہ میں نے اس سے پہلے بسط البنان وغیرہ نہیں دیکھا تھا یہ خلاف ظاہر کیسے ہو گیا کیا کسی کتاب کا کسی مطبع میں چھپنا کسی عدیم القصد فرد دراز کے رہنے والے کے لئے ہاتھوں جب کہ اس طرف اس کی توجہ بھی نہ ہو اور وہ خود بھی یہ بیان کرتا ہو کہ میں نے فلاں کتاب یا رسالہ اب تک نہیں دیکھا۔ اس کے بیان کو کس طور سے خلاف ظاہر کہا جائے گا۔ رہا رد کا معاملہ تو آپ اور کوئی اور صاحب متانت اور انسانیت کے ساتھ بیٹھ کر مجھے سمجھا دیجئے کہ وہ رد ہیں بھی یا نہیں۔ اگر کوئی صاحب دیانت اور امانت کے ساتھ نقیر کو سمجھا دیں گے اور ثابت کر دیں گے کہ نقیر اپنے مسلک میں ضلالت و انحطاط پر ہے تو نقیر فوراً رجوع کر لے گا اور اپنی غلطی کا اعلان کر دے گا۔

مولوی اختر رضا خان صاحب نے بھی وہی شریف اسکتی کی چال پر قلم کاری کا نمونہ دکھایا ہے۔

آپ لوگ بار بار نقیر کے لئے یہی کہتے ہیں کہ پہلے تکفیر کرتے تھے اب نہیں کرتے یہ کس قدر جہالت کی بات ہے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے کہ انھوں نے اپنے بعض اقوال سے اخیر میں رجوع فرمایا۔ تینا ام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائاً فارسی میں نماز ادا کرنے کو جائز فرمایا تھا بعد میں اس سے رجوع فرمایا۔

اہم شامعی رحمۃ اللہ علیہ کے تو اکثر مسائل میں دو قول ہیں یعنی قول جدید و قول قديم چنانچہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے اگر کسی بات کی تحقیق پہلے نہ ہوئی تھی بعد میں ہوئی تو اس صحیح تحقیق کی طرف رجوع کرنا کیا عیب اور بُری بات ہے۔
بلکہ یوں کہئے کہ اہل حق اور اہل ایمان کی شان تو یہی ہے کہ وضوح حق کے بعد حق کو مان لیتے ہیں اور بلا توقف و تامل اس کو اختیار کر لیتے ہیں پھر اس کے ظاہر کرنے میں کسی دنیوی نفع و نقصان، عزت و ذلت کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور زبانِ قرآنی،
لَا تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَالْحَقُّ تَحْمِلُكُمْ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ
وَلِلْمُؤْمِنِينَ پُرِ عَالِ ہوتے ہیں۔

بسط البنان کی انکاری عبارت فقیر نے پیش کی تھی اس پر مولوی اختر رضا خاں نے اپنی ذہنی مفروضات و توہمات اور اپنے گھر کے مسلمات کی بنیاد پر کچھ تحریر کیا،
اولاً ہم ثابت کر چکے اور بتا چکے کہ عبارت اکابر علمائے دیوبند کا وہ مطلب اور
مضمون جو حاکم احمرین میں فرض کیا گیا ہے وہ نہیں ہے وہ مضمون ان عبارات
کے لئے اہل علم و فہم کو بھی مسلم نہیں سیاق و سباق و قرآن صحیحہ و تصریح مصنفین
کے خلاف ہے۔ اس صورت میں تو حکم کفر کے کوئی معنی ہی نہیں۔ ثانیاً اگر واقعی
آپ اپنی فہم و سمجھ سے مجبور ہیں اور آپ کی سمجھ میں صرف وہ ہی غیر مسلم مضمون سما گیا
ہے تو کم از کم اس ہی کو دیکھ لو کہ وہ اس نصیبت مضمون سے جو آپ نے فرض کر رکھا ہے
تبری و تخاصی کے ساتھ صاف صاف انکار کر رہے ہیں اور یہی نہیں کہ اس مضمون کا
انکار ہے بلکہ اس عبارت کے اس مضمون کا ہی انکار ہے جس کو ہمارے فقہائے کرام
نے توجہ حکمی اور رجوع مانا ہے اور حکم دیا ہے کہ بعد انکار کے لَا تَعْرِضْ لَهَا یعنی بعد
انکار کے اس کے ساتھ کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ تنویر الابصار و درمختار و شبابہ و النظائر
و متقی لاجر و مجمع الانہر میں صاف تصریح موجود ہے۔

البتہ جو مضامین حاکم احمرین میں مقرر کئے گئے ہیں اگر ان کا ثبوت قواعد شرعیہ
یقینیہ سے ہو جائے تو کسی مومن کو انکار کی گنجائش تکفیر سے نہیں ہو سکتی ہے۔
وہ حضرات تو خود بھی یہی صاف صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ اس نصیبت
مضمون کا قائل خواہ عقیدہ کے ساتھ ہو یا بغیر عقیدہ کے دونوں صورتوں میں کافر اور
خارج از اسلام ہے۔

اب رہا قول یعنی عبارت اس کا وہ مطلب ہی نہیں جو مقرر کر رکھا ہے سوائے
آپ کی انفرادی رائے کے، اہل علم و فہم کے نزدیک مسلم نہیں۔
اب ہم لمجاظاً اختصاراً اور باتوں کو چھوڑ کر مولوی اختر رضا خاں کی نقل عبارت میں
خیانت اور درمیان سے عبارت کاٹ کر بیان کرنا اور درمیانی الفاظ کو غائب کر دینا
ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

غور کریں اور انصاف کریں اختر رضا خاں نے اپنی طرف سے ایک عبارت بنائی
کو مولوی ضیاء المصطفیٰ نے خلیل احمد کے اس دعویٰ پر یعنی انکار کی صورت میں کفر
لسان کیا جائے گا۔ جزیئہ طلب کیا تو شفا اور شرح شفا سے ایک ہی چھانٹ کر
لائے جس کی عبارت یہ ہے:

والقول الآخر ای الروایۃ الاخری عن مالک انہ ای سبہ دلیل علی
الکفر ای بحسب ظاہر الامور فیقتل حداً وان لم یحکم لہ بالکفر
قطعاً الا ان یکون متماذیاً ای مصرّاً او مستمراً علی قولہ غیر
منکر لہ ای لمضمونہما قطع نظر اس سے کہ یہ قول (موجود) ہے۔ الخ
اولاً یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے کہ فقیر نے یہ عبارت اس کے جواب میں پیش کی
تھی اس سوال کے جواب میں تو میں نے تنویر الابصار کی عبارت پیش کی تھی یہ
حضرات ہر جگہ فریب اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا سوال یہ تھا کہ جب

آپ انکار کو توبہ حکمی اور رجوع مانتے ہیں پھر کف لسان کیوں کرتے ہیں۔ فقیر نے اس کے جواب میں کہا کہ تنویر الابصار و اشباہ وغیرہ کتب معتبرہ میں انکار کی صورت میں لا یتصح حذف لہٰذا فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کے انکار کے بعد اس کے درپے نہ ہونا چاہئے کف لسان میں اس کی تعمیل ہو جاتی ہے یہ تھا جو جواب دیا گیا تھا۔ مگر اس کو اڑا گئے اور اس کی جگہ بے جوڑ بات منسوب کر دی یہ عبارت جو آپ نے شفا اور شرح شفا سے ہماری طرف منسوب کرتے ہوئے نقل کی ہے۔ ذرا ایمان و اسلام کی رو سے قسم شرعی کے ساتھ کہہ دیجئے کہ میں نے یعنی آخر رضا خاں نے اس عبارت کچھ کاٹ چھانٹ نہیں کی بعینہ و بلفظہ شفا و شرح شفا میں جو تحریر ہے وہ ہی نقل کی ہے کسی لفظ میں قطع و برید نہیں کی کیا آپ اور آپ کے مصدقین دین و دیانت کو ملحوظ رکھ کر قسم شرعی کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں۔

خدا کے لئے شرم کرو اور روز جزا کے عذاب سے ڈرو اس لئے کہ تم بار و جبار جل جلالہ کے دربار میں پیش ہونا ہے جھوٹ اور فریب دہی کام تو کیا آئیں گے بلکہ وبال جان بن جائیں گے۔

ناظرین کرام اب ہم عبارت شفا و شرح شفا للعلی القاری علیہ الرحمۃ الباری کی بعینہ و بلفظہ مع حوالہ صفحہ و سطر کے نقل کرتے ہیں۔

حضرات اہل علم و ایمان انصاف فرمائیں۔ سنئے شرح شفا جلد دوم ص ۶۷ سطر میں فرماتے ہیں:

والقول الآخرای الروایۃ الآخری عن مالک انه ای سبہ لیل علی الکفر بحسب ظاہر الامر فیقتل حدّ اوان لم یحکم لہ بالکفر قطعاً وقال المتمسائی معناه انہ مسلم انتہی فیتفرع علیہ انہ یغسل ویصلی علیہ ویدفن فی مقابر المسلمین نحو ذالک

الان یكون متنادیا ای مصنواً مستمراً علی قولہ غیر منکر لہ ای لمضمونہ ولا مقلع عنہ بترکہا ۵۱۔

اب غور فرمائیے کہ اس عبارت میں وقال المتمسائی مع نحو ذالک تنک عبارت پنج میں سے کاٹ کر صاف اڑا دی اور کوئی علامت بھی ایسی نہیں دی جس سے معلوم ہو جائے کہ یہاں سے کچھ عبارت چھوڑ دی گئی ہے۔

حضرات ناظرین کرام یہ ایک روایت ہے جو امام مالک سے نقل کی گئی ہے۔ علامہ تھاجی نے اپنی شرح میں فرمایا ای فی روایتہ عن ہولاء یعنی دوسری روایت حضرت امام مالک صاحب مذہب سے ہے جس کو علمائے شام نے ان ہی امام مالک سے اخذ کیا ہے کہ سب تنقیض کفر پر دلیل ہے یعنی باعتبار ظاہری امر کے پس ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا حدّ۔ اگرچہ اس کے کافر ہونے کا قطعاً حکم نہ دیا جائے گا اور علامہ تمسائی فرمایا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمان ہے لہذا تمسائی کے قول پر یہ تفریع کی جائے گی کہ اس کو بعد انتقال کے غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی اور مقابر مسلمین میں دفن کیا جائے گا اس ہی طرح اس پر اور احکام اسلام جاری کئے جائیں گے ہاں اگر وہ شخص اپنے اس قول سب پر مصر اور مستمّر ہو اور اس سے غیر منکر ہو یعنی اس کے مضمون کا منکر نہ ہو اور اس سے باز نہ آئے تو ایسا شخص یقیناً بالاتفاق کافر ہے۔

اب سمجھیے کہ علمائے شام اس روایت کے امام مالک سے آخذ ہیں اگر آپ کے ذہن میں اور دعاغ میں ان عبارات کے مضامین کا کفر یہ ہونا ہی آیا ہوا ہے حالانکہ خود صاحبان عبارات اس مضمون خبیث سے تبری و تمانی کر رہے ہیں اور اپنی عبارت کا یہ مضمون نہیں مانتے ہیں اور قواعد علیہ و شرعیہ سے بھی ثابت نہیں ہو رہا ہے اور علماء ہم عصر بھی جن کا عالم ہونا اور صاحب تصانیف و تدریس ہونا مسلم ہے اس مضمون کو

ان کی عبارات کا مفاد نہیں مانتے ہیں ایسی صورت میں اس روایت شفا کی (جو امام مالک سے بیان کی گئی ہے) بنا پر بھی حکم کفر نہ ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ عبارات کا وہ مطلب کفر یہ ہرگز مستمم نہیں صرف آپ کی اپنی انفرادی رائے ہے پھر تاوی دہرا اور استمرار سے کیا تعلق ہے۔ اب رہا آپ کا یہ کہنا کہ یہ روایت مرجوع ہے اس صورت میں بھی تکفیر نہیں ہو سکتی اختر رضا خاں کے فرج فاضل بریلوی نے خود فرمایا ہے۔ تصریحات فقہاء کے مطابق سماع الاموات ۲۰۲ میں ہے۔

حق الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگرچہ دو سکندریہ کی دربارہ اسلام مل جائے گی اسی پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہو لے کا فہم نہیں گے۔ الخ

ناظرین کیا روایت منقولہ امام مالک صاحب مذہب کی نہیں ہے کیا یہ اگر ضعیف ہی ہو تو بھی فاضل بریلوی کے قول منقول عن الفقہاء کی رو سے بابت تکفیر میں قابل عمل ہے۔ یہ بھی آپ کی ذہنی پیداوار کی رو سے کہا جا رہا ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ مصنفین اور ان کی عبارات ان خبیث مضامین سے بری ہیں جیسا کہ عرض کر دیا گیا ایسی صورت میں ان کفریہ مضامین کو ان کا عقیدہ بتانا یا تحریر کرنا کھلا ہوا فریب اور دھوکہ ہے۔ منکر کو مقرر بتانا اور اپنی رائے سے اس میں حاشیے چڑھانا عبارات میں کاٹ چھٹا کرنا اپنے من چاہا مطلب بنالینا کیا اسی کا نام دیانت داری ہے۔ پھر اس پر زور دینا اور اپنی ذاتی رائے کو قطعی قرار دے کر مسلمانوں کو اس میں کلام کرنے کی بنا پر کافر بتانا گویا اپنی سمجھ اور قول کو نص قطعی الدلالہ کے برابر قرار دینا ہے۔

علامہ خفاجی نے جو غیر منکر لاء کی شرح میں لفظ فرمایا ہے اس کا

بھی یہی مطلب ہے کہ جو قول قطعی طور پر سبب یعنی گالی ہو اس کا غیر منکر ہو یہاں تو قول ہی کے معنی و مضمون صرف آپ کی رائے ہے نہ تمام اہل علم و فہم کی کہ ان حضرات نے ان عبارات کے یہ کفریہ مضامین نہ سمجھے نہ آپ کے بتائے ہوئے مانے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی رائے کو قطعی غیر محتمل متعین المراد مانا جائے یہ زبردستی اور اعجاب بالرائے نہیں ہے تو اور کیا ہے قول کو صریح بتانا دعویٰ بے دلیل ہے جو کلام کے سیاق و سباق اور الفاظ و عبارات کے خلاف ہے۔

آپ نے شفا کی عبارت کے ساتھ اس کی شرح کی عبارت کیوں چھوڑ دی یہ بھی ایک فریب ہے کہ شرح کی عبارت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ عبارت کون سی صورت کے لئے بیان فرمائی گئی ہے۔ قطع و برید کے تو آپ لوگ عادی ہیں۔ آخر یہاں صرف شفا کی عبارت ہی کو کیوں نقل کیا گیا اور شرح کی عبارت کو کاٹ دیا کہ اس میں فریب دہی کا معاملہ نہیں ہو سکتا تھا۔ عوام بے علم لوگ تو عزنی کی عبارت سمجھ کر یہ سمجھیں گے کہ حوالہ دیکر ثابت کر دیا۔ ان غریبوں کو اس کا کیا علم کہ اس کا کیا مطلب ہے اور اس میں کیا چال کی گئی ہے۔

ابھی ابھی دیکھ چکے کہ امام مالک کی روایت کی نقل میں کیا خیا کی اور عبارت کو کاٹ کر بیان کیا پھر اس پر مرجوع ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ شارع ملا علی قاریؒ نے صفحہ ۶۷ میں فرمایا فغندر روایات یعنی امام مالک نے اس مسئلہ میں متعدد روایات آئی ہیں۔ علامہ خفاجی نے نسیم الریاض ج ۴ صفحہ ۲۸ پر فرمایا فان لہذہ طرق متعدد یعنی امام مالک کے مذہب پر متعدد طرق ہیں۔ ان حضرات نے تو صاف

فرما دیا کہ امام رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں متعدد طرق ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے جو اسی عبارت سے ثابت ہوا۔
اب سنئے کہ جو آپ نے شفاء شریف کی عبارت نقل کی ہے فقیر اس عبارت کو مع اس کی شرح کے نقل کرتا ہے تاکہ ناظرین پر پوری حقیقت کھل جائے اور ان کی فریب دہی کا حال بھی ظاہر ہو جائے۔
آخر رمضان شریف میں شفاء کی عبارت کو ترک کر کے شفاء کی عبارت یوں نقل کرتے ہیں۔
وقوله اما صريح كفر بالتكذيب به اس عبارت میں لفظ بہ
شرح قاری کا لفظ ہے اور کا التکذیب شفاء کا۔ یہاں شرح کے لفظ کو تن
سے ملا دیا یہاں پر فقط شفاء کے لفظ پر اکتفاء کیا گیا۔ حالانکہ شرح قاضی
میں بعد کے لفظ کے بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مجاء بہ عن ربہ
بعد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موجود ہے۔ شرح کا صرف لفظ بہ لیا صلوٰۃ
وسلام کو ترک کیا۔ اب آگے اور نقل کرتے ہیں۔

ونحوه من كلمات الاستهزاء والزم فاعتراه بها وترك توبته
دلیل استحلالہ لذلك وهذا كفر ايضا فهذا كاف بلا خلاف
قال الله تعالى في مثله يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر
وصفروا بعد اسلامهم۔

یہی وہ عبارت ہے جو اختر رضا خاں صاحب نے شفاء سے نقل کی
ہے اس میں اول کاروائی توبہ کی ہے کہ شرح کی عبارت کو ترک کر کے
ایک کلمہ بہ کو رد و سلام سے قطع کر کے متن سے ملا دیا پھر باقی عبارت
شرح کو کیوں ترک کیا اس لئے کہ ان کے مدعا کے لئے مفید نہ تھیں اب
ہم اس عبارت شفاء کو مع عبارت شرح کے نقل کرتے ہیں ناظرین غور کریں
اور انصاف کریں شرح شفاء ملا علی قاری حقی رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم صفحہ ۶۴۔

وقوله اما الذي قادی منه اما صريح كفر بالتكذيب به عليه الصلوٰۃ
والسلام او مجاء به عن ربہ ونحوه كنسبة ابليس ربه
تعالى الى الجور والظلم اذا امره بالسجود لا دمر عليه الصلوٰۃ
واعماله خير من آدم او من كلمات الاستهزاء والزم مما
هو غير صريح كفر في مقام الفهم فاعتراه بها وترك توبته
عنهما دليل استحلاله لذلك وهو اي استحلال المعصية كفر
ايضا فهذا المستحل كاف بلا خلاف اي اذا لم يتب وفيه
دليل على انه ممن يستتاب في مذاهب مالک ايضا فنه
روايات والله تعالى اعلم بالصواب

ترجمہ: یعنی جن کلمات پر اس نے اصرار کیا ہے یا وہ صریح کفر ہوں گے
جیسا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب یا جو چیز اپنے رب
کے یہاں سے لائے ہیں اس کی تکذیب اور اس کے مثل جیسے ابلیس علیہ السلام
کا ظلم اور جو ر کی نسبت اپنے رب تعالیٰ کی طرف کرنا جب کہ رب تعالیٰ
نے اس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم دیا تھا اور اس نے
اپنے کو حضرت آدم علیہ السلام سے بہتر جانکر سجدہ نہ کیا یا وہ کلمات
استہزاء یا مذمت کے ہوں کہ جو غیر صریح ہوں مگر مقام فہم میں کفر ہوں
وہ ایسے کلمات کا اعتراف یا ان سے ترک توبہ دلیل ان کلمات کے
استحلال کی ہے اور استحلال معصیت بھی کفر ہے۔ لہذا ایسا شخص
یعنی مستحل معصیت بلا خلاف کافر ہے یعنی اگر توبہ نہ کرے اور اس
میں دلیل ہے کہ مصر اور مستمر امام مالک کے نزدیک بھی ان لوگوں میں سے
ہے جن کے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا پس امام مالک سے متعدد روایات ہیں۔

مسلمانوں ذرا غور کرو اس عبارت سے علماء و اکابر دیوبند کی عبارت سے کیا تعلق یہ حکم تو اس شخص کے لئے ہے جو اپنے صریح اور قطعی کفر پر اصرار کرے یا ان کلمات کفر کو استہزاء اور مذمت کے لئے کہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اس دین کی جو اپنے رب کے یہاں سے لائے اس کو جھٹلائے یا معاذ اللہ بطور استہزاء و مذمت کے ان کلمات کو کہے پھر بھی اس سے وہ تائب نہ ہو یا وجود مطالبہ کے اس تکذیب و استہزاء پر جمار ہے وہ یقیناً کافر ہے۔

کیا ان حضرات نے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی ہے جو دین و شریعت حضور اپنے رب کے یہاں سے لے کر آئے اس کی نفوذ باللہ تکذیب کی یا معاذ اللہ استہزاء و مذمت کا عمل کیا نفوذ باللہ منہ ان کی عبارات کا مضمون آپ ہی کا مقرر کردہ ہے جس کو ہندوستان کے اہل علم بمعصر حضرات نے بھی نہ مانا۔ وہ حضرات خود بھی اس خبیث مضمون سے تبری و تخاصی کر رہے ہیں ایسے خود ساختہ مضمون کو قطعی اور غیر محتمل اور متعین المراد کہہ کر مسلمانوں کو کافر قرار دینا شرعاً کیا حکم کہتا ہے اب ہم اس کے بعد اسی عبارت شفا کو علامہ شہاب الدین خضاجی کی شرح نیم الریاض ج ۴ ص ۴۰۹ سے نقل کرتے ہیں۔

شرح فصل قوله المطلق فقال وقوله الصادر منه اما صريح
كفره كالتكذيب له صلى الله عليه وسلم بانكار نبوته
او انكار ما جاء به لا افتراء عليه ونحوه مما هو في معنى
التكذيب الصريح او من كلمات الاستهزاء به بتحقيقه له
والله بسببه او هجوله فاعترف بهاي بكلمات الاستهزاء

وترك توبته وجوعه عن دليل استحلاله امي عدة حلاله
لذا لا الاستهزاء والقوم وهو اي استحلال من حيث هو
استحلال مما لا يحل له كفرا ايضا كما ان ما قاله كفر
فهذا القائل مستحل معني كافر بلا خلاف بين المسلمين
ائمة الدين في كفره اه

ترجمہ: یعنی صاحب شفا علیہ الرحمۃ قول مطلق کی تفصیل کرتے ہیں کہ جن کلمات پر اس شخص کے مصر اور تہر ہونے پر حکم کفر ہے وہ دو قسم کے کلمات ہیں یا وہ صریح کفر ہوں جیسا کہ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا انکار کرے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے دین و شریعت کا انکار کرے یا وہ کلمات مثل صریح کے ہوں استہزاء و تحقیر نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی شان رفیع میں کہے گئے ہوں یا مذمت کے لئے دشنام یا ہجو کے لئے بولے گئے ہوں ایسے کلمات کا اعتراف اور ان سے ترک توبہ اور ترک رجوع دلیل ہے ان کے حلال جاننے کی۔ یہ استحلال بھی کفر ہے جیسے کہ اس کا قول تکذیب استہزاء اور ذم کفر ہے لہذا ایسا شخص بلا خلاف کافر ہے۔

ناظرین کرام اس عبارت کے مضمون پر غور کریجئے کہ اس مضمون کو ان عبارات اکابر دیوبند سے کیا تعلق ہے وہ صاف فرما رہے ہیں کہ کلمات جو صریح ہوں جیسے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کا انکار یا شریعت بطورہ کا استہزاء و انکار و تحقیر کے کلمات مذمت و دشنام کے الفاظ کا جو شخص اقرار کرے اور ان سے توبہ و رجوع کرنے سے انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے ہمیں گفتگو و خلق در تمام حاشا ہمیں گویند حاشا ثم حاشا

کزیں روئے نکو بدکاری آید کزیں دلدار دل آزاری آید
آپ کے مقرر کردہ مضمون کا سختی سے انکار کر رہے ہیں۔ اس مضمون
خبیث کو کفری مضمون مان رہے ہیں۔ اپنی عبارت کو اس مضمون سے بے
تعلق بتا رہے ہیں پھر اس عبارت کا صحیح اور مطابق عقل و نقل مطلب بتا رہے
ہیں دوسرے اہل علم و فن بھی ان عبارت کا مطلب جو آپ نے مقرر کیا ہے
نہیں مانتے ایسی صورت میں عبارت منقولہ شفا و شرح شفاء آپ کو کیا مفید
ہوں گی۔ شفا اور شرح شفاء کے احکام کا ان عبارت سے کیا تعلق۔ ایسی
بے جوڑ بندش کی اہل علم کے نزدیک کچھ وقعت نہیں ہو سکتی ہے۔

چرخش گفت سعدی در زلیخا

آلا یا ایہا الساقی ادر کا سا و نا و لہا

بھلا کیا تعلق سعدی کا زلیخا سے اور کیا تعلق زلیخا کا اس مصرع سے جو
دیوان حافظ کا ہے کہاں تو صریحاً ضرورت دینی قطعی کا انکار اور الفاظ استہزاء
اور ذم کا اظہار پھر ان سب کا اقرار اور پھر توبہ اور رجوع سے انکار اور کہاں
کہ دوسرے کے ایک صاف کلام کا مطلب خود فرض کیا۔ صاحب کلام اس
مطلب کا منکر دوسرے علماء ہم عصر بھی اس فرض کردہ مطلب کے منکر اس
فرض کردہ مطلب سے تبری و تخاصی کریں اور اس پر حکم کفر کریں۔ صاحب کلام
صاف کہہ رہا ہے کہ میرے قلب پر کبھی اس مضمون خبیث کا خطرہ بھی نہ گذرا
قواعد علمیہ و قوانین شرعیہ بھی اس مفروضہ مضمون کے خلاف۔ باوجود ان چیزوں
کے کمال علم حیا کا ثبوت دیتے ہوئے عبارت شفا کا قطع و برید کے ساتھ اظہار ہے
واللہ الموفق حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب ہے اللہم اصلح امت محمدیہ
صلی اللہ علیہ وسلم بجاہ العظیم ط

مقالہ ۱۲

اب اس کے بعد اختر رضا خاں بریلوی نے ایک چال اور اختیار کی اسکا
مقصد بھی وہی عوام کم فہم لوگوں کو فریب دینا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ مرید کا خواب
اور بیداری میں اللہ صلی علیہ وسلم سیدنا و نبینا مولانا اشرف علی اور اس پر اثر فعلی
کا یہ کہنا کہ اس میں تسلی کئی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت
ہے الامداد ص ۳۵ ھ

اس مقام پر غور کرنا چاہئے کہ اختر رضا صاحب نے اس شخص کا درود شریف
کی عبارت میں مولانا اشرف علی حسنا کا نام پڑھنا ظاہر کیا حالانکہ اس شخص نے
اپنی حالت خواب میں کلمہ طیبہ میں بھی مولوی اشرف علی صاحب کا نام پڑھنا کہا
ہے اور یہی عام لوگوں میں مشہور کیا گیا ہے۔ اس شخص نے خواب و بیداری میں
بلا قصد و اختیار کے ان کلمات کا زبان سے نکلنا بیان کیا ہے اس کے جواب
میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے تحریر کیا ہے کہ اس واقعہ میں تسلی
ہے کہ تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

اب سنئے ان واقعہ کی ابتدا ایک پنجابی نے مولوی اشرف علی صاحب کے
پاس یہ سوال بھیجا کہ حالت خواب میں وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام کی جگہ آپ کا یعنی مولوی اشرف علی صاحب کا نام نکلتا ہے جس کی وجہ
وہ شخص خواب میں پریشان ہے کہ میرے منہ سے کیا غلط بات نکلتی ہے حتیٰ کہ درود
شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہوں تو بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے
نام پاک کی جگہ مولوی اشرف علی صاحب کا نام زبان سے جاری ہو جاتا ہے
یہاں تک کہ بیدار ہو گیا۔ بیداری کی حالت میں چاہتا ہوں کہ کلمہ طیبہ پڑھوں

مگر بے اختیار بلا قصد کے وہی صورت ہوتی ہے اس کے جواب میں فاضل
تھانوی نے وہی کلمات لکھے ہیں۔

اب سمجھئے کہ اختر رضا خاں نے کلمہ شریف کی عبارت کی غلطی ترک کر کے
صرف درود شریف کی عبارت کی غلطی کو بیان کیا ہے اس کی وجہ ہمارے اگلے
بیان سے ظاہر ہو جائے گی۔ اب ذرا توجہ کیجئے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے
یہ کب کہا کہ میرا نام کلمہ میں پڑھو یا اس شخص نے بھی ہوش و حواس میں اپنے قصد
واختیار سے کب فاضل تھانوی کے نام کو کلمہ شریف میں پڑھا اور وہ پڑھنے
والا خود بھی حالت خواب میں اس کو غلط اور باطل سمجھ رہا ہے۔

جاننا چاہئے کہ خواب کی بات پر کوئی حکم شرع عائد نہیں ہوتا ہے
اگر کوئی کافر خواب میں اسلام لے آئے تو اس کا اسلام معتبر نہیں اسی طرح
اگر کسی مسلمان سے خواب میں کلمات کفر سرزد ہو جائیں تو وہ بھی ان کی وجہ سے
کافر نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے لا تغریظ فی النہی یعنی نیند کا جرم جرم
نہیں۔ اگر کوئی شخص خواب میں زنا کرے تو کیا اس کو زانی قرار دے کر
حد جاری کی جائے گی بہر حال یہ کلمات اس شخص سے صرف حالت خواب
میں سرزد ہوئے تھے لہذا اس پر حکم کفر عائد نہیں ہے۔ نیز ان کے علاوہ جو
دوسرے کلمات خواب کے بعد اضطرابی حالت میں ہیں اس شخص کی زبان
سے نکلے ان کی وجہ سے بھی تکفیر نہیں ہو سکتی ہے اس لئے کہ بلا اختیار خطا
جو کلمات کفر کسی کی زبان سے سرزد ہو جائیں وہ بھی شریعت میں موجب
کفر نہیں علامہ ابن عابدین شامی اپنی کتاب مستطاب رد المحتار علی الدلائل
میں امام بن الہمام کی تحریر الاصول کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔

ستبطل عبارتہ من الاسلاہ یعنی سونے والے کا کلام مثلاً اسلام

والردۃ والطلاق ولحم توصف لانا یا مرتد ہو جانا یا طلاق دینا یہ
مخبر ولا انشاء وصدق وکذا سب لغو اور بے کار ہے نہ اس کو خبر
کا لحن الطیور کہا جاسکتا ہے نہ انشاء نہ سب نہ بھوک

..... مثل پرندوں کی آواز کے ہے
حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے رَفَعَ عَنْ أَهْلِ الْخَطَا وَالنِّسْيَانِ
یعنی خطا اور نسیان پر میری امت سے مواخذہ نہ ہوگا۔

یہی علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں وَمَنْ تَكَلَّمَ غَطَطًا أَوْ مَكْرَهًا
لَا يَكْفُرُ عِنْدَنَا بَلْ كَلَّمَ كُفْرًا يَلْزَمُ الْقَصْدَ وَالاختیار کے سرزد
ہو جائے یا کوئی شخص زبردستی کہلوائے تو ایسی صورت میں کسی کے نزدیک
بھی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

اب غور کیجئے اس شخص کی زبان پر حالت نیند میں اور بعد نیند کے بلا قصد
واختیار کے کلمہ شریف میں مولوی اشرف علی صاحب کا نام جاری ہو جانا اور
مولوی اشرف علی کا یہ تحریر کرنا کہ اس واقعہ میں تسلی ہے کہ جس کی طرف تم رجوع
کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

اختر رضا خاں کے نزدیک کفر ہو گیا جس کو بڑے طمطراق کے ساتھ درج
کر رہے ہیں اب ذرا اپنے گھر کی مقبول اور مسلم کتاب ”سبع سنابل“ کی طرف
بھی توجہ ڈالیں کہ اس کے صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور پٹکاپورین
حضرت میر عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔

در فوائد السالکین آوردہ است کہ خواجہ معین الدین چشتی فرمودہ
قدس سرہ کہ من بخیرت شیخ یوسف چشتی قدس سرہ حاضر و دم کہ مرد
بنیت بیعت در آمد و سر در قدم خواجہ نہاد گفت بہ بیعت آمدم

خواجہ در حالتے بود و گفت اگر بگوئی لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ
تو مرا ید بگیم چوں اس مرد اسح و صادق بود اقرار کرد و خواجہ اور
دست داد و بہ نعمت مشرف گردانید بعدہ گفت بشنوں کیست
و چس باشم یکے از بندگان رسول ہستم کلمہ یہاں است اما برائے
کمالیت تو دوزخ مالش اعتقاد و صدق تو امتحان کردم اھ
یعنی کتاب فوائد السالکین میں بیان ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ
نے فرمایا کہ میں خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک
شخص مرید ہونے کی نیت سے آیا اور اس نے اپنا سر خواجہ قدس سرہ کے قدموں
پر رکھ دیا اور یہ عرض کیا کہ میں بیعت ہونے کے مقصد سے آیا ہوں۔ خواجہ
ایسی حالت میں تھے کہ فرمایا کہ اگر تو کلمہ کو اس طور سے پڑھے کہ لا الہ الا اللہ
چشتی رسول اللہ تو میں تجھ کو مرید کروں گا چونکہ وہ مرد مضبوط اور صادق تھا
اس نے اس کا اقرار کیا۔ خواجہ نے اس کو مرید کر لیا اور اس نعمت سے مشرف کیا
اس کے بعد خواجہ نے فرمایا کہ سن میں کون ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں
میں سے ہوں۔ کلمہ طیبہ وہ ہی ہے کلمہ طیبہ تیری کمالیت اور آزمائش اعتقاد
اور تیرے صدق کا میں نے امتحان کیا ہے۔

غور کیجئے کہ حضرت شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے اختیار سے
کلمہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی جگہ اپنے نام پڑھنے کا حکم
دے رہے ہیں وہ مرید اپنے اختیار اور صحت ہوش و حواس کے ساتھ
کلمہ طیبہ میں حضرت شیخ کا نام پڑھتا ہے لہذا اختر رضا خاں صاحب پہلے تو
حضرت میر عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ پھر خواجہ معین الدین چشتی پھر شیخ یوسف
چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر حکم لگائیں پھر اپنے فرجد احمد رضا خاں صاحب فاضل

بریلوی پر حکم لگائیں کہ وہ اس کتاب "سج سنابل" کو مقبول بارگاہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثابت کر رہے ہیں اور اس کتاب کو نفیس و عجیب فرما رہے ہیں
چنانچہ اپنے رسالے فیوضات المملکیہ محبوب دولۃ المملکیہ "مطبوعہ مطبعہ المست
وجامعت بریلی کے حاشیہ صفحہ ۶۷ میں کتاب "سج سنابل" کے متعلق رقمطراز ہیں
ہذا کتاب نفیس عجیب صنفہ
یعنی کتاب سج سنابل نفیس و عجیب
السید عبد الواحد الی ان قال
کتاب ہے اس کے مصنف سید
دراۃ الشیخ کلیم اللہ الحشتی المہتم
عبد الواحد بلگرامی ہیں پھر اس کے بعد
آبادی قدس سرہ فی المدینۃ
فرمایا کہ شیخ کلیم الدین جہان آبادی قد
الکریمہ فی واقعۃ والسید صنفہ
سرہ نے مدینہ طیبہ میں دیکھا کہ وہ او
اللہ البروجی قدس سرہ حاضر
سید صنفہ اللہ بروجی قدس سرہ
فی مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس
مع جمع من الصحابة الکرام و
میں حاضر ہیں اور اسی مجلس میں ایک
الاولیاء العظام رضی اللہ عنہم
جماعت صحابہ کرام و اولیاء عظام
وفیرجل ویکلمہ النبی صلی اللہ
رضی اللہ عنہم کی بھی حاضر تھی۔ ان میں
عنید وسم متبسا ویلا طفہ کثیرا
ایک مرد تھا کہ جس سے نبی کریم صلی
قال و سالت السید صنفہ اللہ
اللہ علیہ وسلم بہت مسرت اور لطف
عن ہذا الذی یلطف بہ
کے ساتھ کلام فرما رہے تھے۔ شیخ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذا
کلیم اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
القدر قال ہذا سید
ہیں کہ میں نے سید صنفہ اللہ بروجی
عبد الواحد بلگرامی
سے دریافت کیا کہ یہ شخص جس کے
وسبب مزید احترام
ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ان کتابہ سبع سنابل
 وقع موقع المقبول
 فی حضرة الرسالة
 صلے اللہ علیہ
 وسلم
 "سبع سنابل" بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قبول ہوگئی ہے۔

مسلمانو! ذرا انصاف اور ایمان کی روشنی میں دیکھو کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے نہ کبھی یہ کہا کہ میرا نام کلمہ طیبہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی جگہ پڑھو نہ اس پڑھنے والے نے اپنی خوشی کے ساتھ اس کو پڑھا بلکہ وہ صاف یہ کہہ رہا ہے میں حالت خواب میں بھی اس سے ناخوش ہوں کہ میرے منہ سے یہ کیا غلط نکل رہا ہے مگر بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے ایسے ہی بعد بیداری کے ہوا جس سے وہ خود پریشان ہے اس پر مولوی تھانوی صاحب سے وہ سوال کر رہا ہے۔ مولوی صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں کہ اس واقعے میں تم کو تسلی دی گئی ہے کہ جس کی طرف تمھاری عقیدت مندی ہے وہ متبع سنت ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنے والا ہے اس میں تو حسب ارشاد حق اس قائل بے اختیار پر بھی حکم کفر نہیں ہو سکتا ہے نہ مولوی تھانوی صاحب پر۔ واقعہ سبع سنابل میں تو تصریح ہے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے خود حکم دیا اور اس شخص نے اپنے قصد و اختیار سے کلمہ طیبہ میں حضرت شیخ کا نام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم و السلام کے نام کی جگہ پڑھا اور فاضل بریلوی نے اس کتاب کو مقبول بارگاہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے لہذا ان حضرات یعنی خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ یوسف چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ و سید عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ اور اپنے فرجہ امجد فاضل بریلوی پر افتخار رضا خاں اور ان کے ہموا حکم بتائیں کہ ان موصوفین حضرات پر کیا حکم لگاتے ہیں کہ اس واقعے میں بحالت ہوش و اختیار کلمہ طیبہ میں اپنے نام کو پڑھنے کی تلقین اور پڑھنے والے کا اپنے قصد و اختیار سے بخوشی کلمہ طیبہ میں حضرت شیخ کا نام پڑھنا پھر مرید ہونا پھر حضرت شیخ کا اس پر متنبہ کرنا یہ سب موجود پھر فاضل بریلوی کا اس کتاب کے نفیس و عجیب ہونے کی شہادت دینا اور اس کتاب کو مقبول بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنا یہ سب کچھ موجود وہاں یعنی الامداد کے بیان کردہ واقعہ میں تو ان میں سے ایک چیز بھی نہیں پائی جاتی "الامداد کے واقعہ پر اس قدر شور و شوریٰ اور یہاں یہ بے محی۔ آخر یہ کیا وجہ ہے۔

کیا انصاف و ایمان اسی کا نام ہے بے انصاف اس چیز سے جلد توبہ کرو یوم الحساب قریب ہے خداوند تبارک تعالیٰ قہار و جبار و حسیب ہے۔ بہتان اعظم العصبیان ہے۔

مسلمانوں! علماء اہل سنت و مشائخ ملت کی کثیر تعداد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کے جرم کا مرتکب قرار دے کر ایک جماعت نے احکام کفر بیان کئے ہیں بعد تحقیق کے جن کا بے اصل و بے وجود ہونا ثابت ہوا اور تمام مسلمین خاص و عام نے ان احکام کفر کو صحیح نہ مانا۔ دیکھئے امام المسند و المجاہد امام ابو الحسن اشعری اور امام الصوفیاء ابو القاسم قشیری رحمہم اللہ تعالیٰ پر ایک جماعت علماء نے فتویٰ کفر صادر کر دیا جس کا علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ ان پر افتراء ہے ان حضرات نے

ایسا نہیں کہا۔ چنانچہ علامہ خفاجی شرح شفا جلد اول ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔

واعلم انہ حکى عن
الاشعري والقشيري واصحاب
انهم قالوا عن النبي
ﷺ ان الله عليه وسلم
ليس بنبي في قبره و
رسالة صلى الله عليه
وسلم انقطعت بموته
وقد شنع به عليه هذا
جماعة وقالوا بتكفيره
وقال السبكي افترى
عليهم اه

یعنی جاننا چاہئے کہ نقل کیا گیا ہے
اشعری اور قشیری اور اصحاب قشیری
کہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ (معاذ اللہ)
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر
مبارک میں بعد موت نبوت نہیں اور آپ
کی رسالت بعد موت شریف کے منقطع
ہو گئی اسی وجہ سے ان پر ایک عجت
نے تشیع کی اور ان پر حکم کفر دیا امام
سبکی نے اس کا جواب دیا کہ ان حضرا
پر اقرار کیا گیا ہے یعنی انھوں نے ایسا
نہیں کہا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

وقد كتب بذلك في الأفاق وكيف يقال مثله مع ما صح في الحديث
من ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام احياء في قبورهم يصلون وانما
فهم هذا منهم الكرامية ودعواؤه لازم لئلا يذهب ولازم المذهب
ليس بهذا فانه صلى الله عليه وسلم حي في قبره باق على ما كان عليه اه
یعنی امام سبکی نے تمام شہروں میں لکھ کر بھیج دیا اور ظاہر بات ہے کہ
وہ حضرات ایسے کلمات کیسے کہہ سکتے تھے جب کہ حدیث صحیح میں صریحاً ارشاد ہے
کہ یقیناً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور شریف میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے

ہیں ان حضرات کی طرف اپنی سمجھ کے مطابق کرامیہ فرقہ نے منسوب کیا اور
دعویٰ کیا کہ ان کے مذہب کو یہ لازم ہے۔ حالانکہ لازم مذہب مذہب
نہیں ہوتا ہے لہذا ہم سب مسلمانوں کا ایمان و اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اسی حال شریف پر جس پر کہ حیات
دنیا میں تھے۔ اه

یعنی نبوت و رسالت کے عہدہ مبارک کے ساتھ اب بھی ویسے ہی
متصف ہیں جیسے حیات دنیا میں تھے۔ کیا یہ تکفیر اس جماعت علماء کی
شرعاً قابل قبول ہوگی یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اس تکفیر کی طرف توجہ
بھی نہ کی۔ اسی طرح بہت سے ائمہ دین مثلاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد الدیوب
ابن عربی و شیخ مجدد الف تانی و علامہ تفتازانی و امام غزالی و مولانا روم وغیرہ
اکابر دین کی تکفیر و تضلیل کی گئی مگر بعد کے محققین اور عامۃ المسلمین نے
اس کو مسلم نہ رکھا اور ان فتاویٰ کے خلاف عمل و تلقین امت مرحومہ کو
کرتے رہے۔ علمائے مکفرین کے اقوال کو ان کی ذاتی رائے اور فہم قرار
دے کر ناقابل قبول قرار دیدیا۔

پھر یہ بات قابل غور ہے کہ نہ اس جماعت مکفرین نے اپنی رائے کو
اور فہم کو نص قطعی الدلالت کے برابر قرار دیا نہ کسی مسلمان نے آج تک اس
کو ایسا سمجھا جیسا کہ اس پُر فتن دور میں ہو رہا ہے کہ جو لوگ اردو زبان صحیح
طور سے نہیں سمجھ سکتے وہ بھی اپنی رائے اور فہم کو نص قطعی الدلالت کی طرح
یقینی اور قطعی قرار دیتے ہیں۔

اللهم احفظنا من سوء الاعتقاد وتمرر العباد امين يارب
العلمين امين مجاهد نبينا ورحمة العالمين صلى الله عليه وآله اجمعين

مقالہ نمبر ۱۵

اس تحریر میں مولوی اختر رضا خاں بریلوی ایک اور دروغ بے فروغ کو عمل میں لائے ہیں۔ اس سے قبل ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ان حضرات نے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ شرح قاری کی کتنی عبارت نقل کی ہے پھر شرح کے لفظ کو متن کا لفظ قرار دے کر اس کے بعد ان کی دروغ گوئی کا نقشہ دیکھتے واقعہ اس گفتگو بدایوں کا یہ تھا کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت حفظ الایمان کے بارے میں ہم بتا چکے کلمہ "ایسا" اس مقام پر نہ تشبیہ کے معنی میں ہے نہ برابری کے۔ اب ہوں سمجھتے اگر تشبیہ ہی کے لئے کہتے ہیں تو کیا کسی اعلیٰ درجہ کی شے کو کسی ادنیٰ درجہ کی شے سے سامع و مخاطب کو سمجھانے کے لئے تشبیہ دیدی جائے تو کیا وہ توہین قرار دیدی جائے گی۔ اگر یہ چیز ہے تو قرآن مجید کی آیت شریفہ کا نایا کلن الطعام حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اس کی تفسیر میں امام جلال اللہ سیوطی اور قاضی بیضاوی فرماتے ہیں جلالین کے الفاظ یہ ہیں کغیرھا من الحيوانات یعنی حیوانات یعنی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی ایسے کھانا کھاتے تھے جیسے حیوانات۔ اس میں مطلق کھانے کو تشبیہ دی گئی ہے علامہ بیضاوی کی عبارت یہ ہے و یفتقران الیذا فقار الحيوانات یعنی یہ دونوں حضرات بھی کھانے کے ایسے ضرورت مند تھے جیسے اور حیوانات ضرورت مند ہیں۔

شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ صاوی علی الجلالین جلد اول صفحہ ۲۵۹ میں فرماتے ہیں ثم وصفها بعد ذلك بوصف البشرية

الذی لا یمیزھم عن الحيوانات الخیر العاقلہ فضلًا عن العاقلہ ۱۵

پھر اس کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت مریم عیسیٰ علیہم السلام کے وصف بشریت بیان فرمائے جس میں وہ حیوانات غیر عاقلہ سے بھی ممتاز نہیں کجا حیوانات عاقلہ یعنی حضرت مریم و حضرت عیسیٰ علیہما السلام باوجود اس کے کہ رب تعالیٰ نے ان کو قرب اور خاص بلندی سے نوازا تھا مگر وصف بشریت یعنی کھانے پینے کے ضرورت مند ہونے میں تمام حیوانات عاقلہ وغیر عاقلہ کے مانند تھے تفسیر جلالین کی پوری عبارت یہ ہے۔

کغیرھا من الحيوانات ومن كان كذلك لا يكون لها لتدكبه وضعفه وما ينشاء من البول والغائط ۱۵

یعنی دونوں حضرات کھانے کے ایسے ہی ضرورت مند تھے جیسے اور حیوانات اور جو ایسے اوصاف سے متصف ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا جو مرکب ہونے اور ضعیف ہونے کے اور اس سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں بول و براز سے۔

پھر علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ ضور المعالی شرح قصیدہ بدرالامالی صفحہ ۲۳ میں فرماتے ہیں۔

کانا یا کلان الطعام ای یحتاجان الی کلھما بس یفتقران الی الخیر فضلا لھما فیہما فیولان و یغوطان فکیف یصلحان للادب وھیتہ ۱۵

یعنی حضرت مریم و حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں کھانا کھاتے تھے یعنی وہ دونوں حضرات کھانے کے حاجت مند تھے بلکہ اخراج فضلات کے بھی حاجت مند تھے لہذا ان کو پیشاب پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی

تھی۔ ایسی صورت میں وہ حضرات خدا کیسے ہو سکتے ہیں اہ
اب بتائیے کہ ان حضرات یعنی قاضی بیضاوی اور امام جلال الدین سیوطی
اور شیخ احمد صاوی مالکی اور علامہ ملا علی قاری نے کیا۔ اپنے ان بیانات
میں حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی توہین و تمقیص کی ہے جس میں حضرت
مریم و عیسیٰ علیہما السلام کو کھانے کی احتیاج میں تمام حیوانات عاقلہ وغیرہ عاقلہ
سے تشبیہ بھی ہے اور ان کے بول و براز کے حاجت مند ہونے کو بیان کیا
گیا اگر یہ تشبیہ توہین ہے تو ان پر حکم آپ نے کیوں نہیں لگایا۔ افسوس
تقصیب اور عناد نے آنکھیں بند کر دی ہیں۔ ہم پر یہ اعتراض کیا حیوانات
کا ترجمہ جانوروں سے کیا۔ اس ترجمہ سے توہین ہو گئی۔ اولاً فقیر نے لفظ جانور
بولاتھا بالفرض اگر حیوانات کا ترجمہ جانوروں سے بھی کر دیا جائے تو یہ کیا یہ
صحیح نہیں

اسی کتابچہ میں مولانا اشرف علی صاحب کی عبارت کے لفظ حیوانات کا
ترجمہ آپ کے ہمہنام مولوی شریف الحق نے جانوروں سے کیا ہے۔ دیکھ لیجئے
کیا "صراح" میں حیوان کا ترجمہ لفظ جانور نہیں لکھا دیکھو صراح صفحہ ۵۳۵
حیوان جانور خلاف موتان۔

اگر صراح دیکھنا آپ کے لئے دشوار ہے تو اردو کی لغات کشوری ہی
دیکھ لیجئے۔ صفحہ ۳۱ میں ہے۔ جانور و حیوان جاندار اہ
اب بھی آپ کی سمجھ میں آیا کہ حیوان کا ترجمہ جانور صحیح ہے یعنی حیوان
اور جانور اور جاندار ان تینوں کے ایک معنی ہیں۔

باوجود اس کے حیا و شرم کو بالائے طاق رکھ کر کہہ دیا کہ یہاں سے
بیضاوی کی عبارت کا جواب بھی ہو گیا کیا جواب ہو گیا اسی کا نام جواب ہے

کچھ جھوٹ کچھ ادھر ادھر کی بے جوڑ کہہ دی اور جواب ہو گیا۔ زمین پر فضیلت
تعالیٰ اہل علم و فہم موجود ہیں۔ اس دروغ گوئی کو کیا کہا جائے کہ ہم سے
عبارت کا مطالبہ کیا تو ہم نے بات بدل دی۔ آپ اور آپ کے مناظر صاحب
ایمان و انصاف کے ساتھ اب سمجھ لیں یا سمجھا دیں۔

دروغ گوئی اور اصل بات کو چھپانا اور بات سے ہم نے تو چند سوالات
تحریری قبل از گفتگو کئے تھے ان کے جوابات کھلم کھلا ہضم کر گئے پھر درمیان
گفتگو میں جو سوالات ہم نے کئے ان میں سے ایک کا جواب بھی نہ دے سچے
اور نہ دے سکتے ہیں اور باہر کل کر اپنے غوام سے کہہ دیا کہ ہم نے سب جوابات
دے دیے۔ کیا لعنتہ اللہ علی الکاذبین پر ایمان نہیں کیا جھوٹ بولنا حرام
نہیں۔ یادلوں سے خوفِ خدا و اندیشہ روز جزا اٹھ چکا ہے۔

مقالہ نمبر ۱۲

مولوی نذیر احمد خاں صاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات جنکا ذکر
اختلافی نوعیت سے فتاویٰ رشیدیہ میں بھی موجود ہے انھوں نے
ابراہیم قاطو کا درجہ سے پہلے لکھا ہے جس کا نام بوارق لامعہ ہے۔ یہ کتاب
۱۳۰۹ھ میں بمبئی میں مطبع دت پرشاد سے شائع ہوئی ہے یعنی حسام
الحرمین سے پندرہ سال پہلے۔ مولوی صاحب موصوف اسی کتاب کے صفحہ ۲۴
سطر ۱۵ میں مصنف براہین پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کی تعمیر
فرمائی۔ اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہیں یہ شخص نا فہمی سے
عقائد فاسدہ اور اعمال کا سدہ ظاہر کرتے کرتے اس کو

دہم برہم نہ کر ڈالے ۱۸

اس عبارت کو خوب غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ذکر کیسے الفاظ میں کیا ہے جس سے صاف صاف طور سے روشن ہے کہ وہ مولوی محمد قاسم صاحب کو مسلمان مانتے ہیں اور مسلمانوں کا ہر مرتد و کافر نہیں مانتے۔

حسام الحرمین کے بتائے ہوئے احکام سے قطعاً متفق نہیں کیا۔
حسام الحرمین کی رو سے مولوی نذیر احمد خاں صاحب مسلمان باقی رہے۔ یا کافر و مرتد ہوئے۔ افسوس کہ مولوی صاحب موصوف نے براہین قاطعہ کا رد بھی کیا اور صاحب براہین قاطعہ کا مسائل مختلف فیہا میں بڑی کوشش سے جواب دیا مگر حسام الحرمین کی رو سے کافر ہی رہے نعوذ باللہ منہ۔ ان کے اس فارمولے کی بنا پر یعنی علماء دیوبند کو جو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے کوئی مسلمان باقی نہ رہا۔ ہندوستان کے مشہور و معروف عالم مولانا عبدالحی حسامی فرنگی محلی لکھنوی اپنی کتاب عمدۃ الہدایہ شرح وقایہ کے دیباچہ میں مولوی محمد قاسم صاحب کا ذکر ہندوستان کے اہل علم میں کرتے ہیں اور ان کے حاشیہ پر ان کا مدفن قصبہ دیوبند بتاتے ہوئے لکھتے ہیں فرحماں اللہ اس کے آگے لفظ منہ تحریر ہے۔ اس تحریر سے بھی ثابت ہوا کہ مولوی صاحب موصوف مولوی محمد قاسم صاحب کو مسلمان مومن مانتے ہیں۔ حسام الحرمین کی رو سے کیا مسلمان باقی رہے۔ بلکہ ”تخذیر الناس“ کے آخر میں مولانا عبدالحی صاحب کی تحریر مع ان کے دستخط و مہر کے موجود ہے۔ اہل انصاف غور کریں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی حسام الحرمین کے اعتبار سے کافر و مرتد ہو گئے یا نہیں۔

یہی مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی اپنے فتاویٰ کی جلد اول صفحہ ۶۵ پر^۹ میں لکھتے ہیں عبارت ”مولوی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہ در سوال مذکور دست برہمیں صورت محمول است ۱۸“ دیکھئے مولوی اسماعیل صاحب کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا کیا بتا رہا ہے واللہ اعلم۔ اس میں کیا مصلحت ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی پر صراحتہ فتوے کفر نہ صادر کیا گیا حالانکہ وہ مولوی محمد قاسم صاحب کو ہندوستان کے اہل علم میں اور مسلمان مومن مانتے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب دیوبند کو تو اپنے فتاویٰ میں رحمۃ اللہ علیہ ان کے نام کے بعد لکھ رہے ہیں پھر مولوی نذیر احمد خاں صاحب مدرس مدرسہ طیبہ احمد آباد گجرات اپنی کتاب بوارق لامعہ رد براہین قاطعہ میں مولوی محمد قاسم صاحب کو ہندوستان اور مروجہ تحریر کر رہے ہیں ان پر بھی حکم کفر نہ لگایا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب مونگیری نے ایک لفظ مولوی محمد قاسم صاحب کے بارے میں کسی تحریر میں لکھ دیا تھا یعنی حکیم الامت۔ ان کی گرفت فرمائی گئی اور احکام کفر میں شامل کر لیا گیا اس کی وجہ قابل غور ہیں۔ پھر سید احمد خاں صاحب علیگندھی جن کے اقوال کفریہ صریحہ متعین المراد ان کی تفسیر میں موجود ہیں ان کے ان اقوال کفریہ کو حسام الحرمین میں لکھ کر علماء عرب پر کیوں نہ پیش کیا گیا اور احکام کفر وار تدا کیوں نہ بیان کئے گئے۔ کیا یہ ہندوستان کے باہر کے تھے ہندوستان میں نہ تھے۔ کیا ان کے متعلق احکام شرعیہ کا اظہار امر دینی نہ تھا اور ان پر احکام شرعیہ کا بیان امر دینیہ ضروری نہ ہی نہ تھا۔ حسام الحرمین کو ان مذکورین کے ذکر سے کیوں خالی رکھا گیا۔ حالانکہ ہندوستان ہی کیا بیرون ہند بھی مسلمانوں کا جم غفیر جن وطن کے

مقالہ نمبر ۱

علمائے بدایوں پر سد الفرائض چھ سو پینیس وجوہ کفر و گمراہی بیان کی گئیں۔ مدرسہ قادریہ کا نام مدرسہ خرمارکھ کر اس مدرسہ کے تمام علماء پر احکام کفر و ارتداد بتائے گئے اور خاص مولانا عبدالمقندر صاحب علیہ الرحمۃ سجادہ بدایوں پر احکام کفر و ارتداد سد الفرائض صفہ پر صریح الفاظ میں لگائے گئے۔ سد الفرائض صفہ کے حاشیہ پر چلی قلم سے یہ سرخی تحریر ہے۔
برادرِ مہم نہ محکم شرع کیا کیا لازم اور اس کی سرخی کی تفصیل کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

”بالجملہ یہ وجوہ خمسہ بلاشبہ بالاجماع کم از کم پانچ حکم لازم کرتی ہیں۔ اول تجدید اسلام۔ دوم جس طرح ان اقوال مردودہ کی اشاعت ہوئی یوں ہی ان سے توبہ کی اشاعت۔ سوم تجدید نکاح۔ چہارم اعادہ حج۔ کہ اس کا وقت عمر ہے کہ نماز روزہ جو گئے گئے کہ ان کا وقت بھی گیا۔ پنجم تجدید تہب سے زیادہ مشکل ہے۔ تجدید اسلام کو ایک ہی زبان چاہیے۔ تجدید نکاح کے لئے دو کی زبان دو کے کان۔ لیکن تجدید بیعت کے لئے پیر درکار۔ ظاہر انفس اسے کسی طرح قبول نہ کرے گا۔ گپ چپ کا معاملہ ہو تو قہر درویش برجان درویش مگر جو مسندِ مشخت پر بیٹھا ہے اور سیکڑوں نہیں تو بیسیوں اس کے مرید ہو چکے اور اس کا دیا شجرہ پڑھتے ہیں اب وہ نیا پیر بنائے اور اپنے سب مریدوں کو اطلاع دے کہ تمھارا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ تمھارا پیر ہی بیعت سے نکل گیا اب اس نے نیا پیر بنایا ہے تمھاری عقیدت اب بھی باقی ہوا ورنہ

چاہے تو تم سب از سر نو اس سے بیعت کر لو۔ نیا شجرہ دو۔ اسے کیوں کمر گوارہ کرے گا کہ نفس امارہ اسے ذلت و رسوائی جانے لگا۔ آبد میں بھی رفت کا اندیشہ کرے گا۔ رہی آخرت کی رسوائی اور وہاں پر مریدوں کا اس فضیحت کا ظاہر ہونا اس کی کیا پرواہ ہے غرض ہے مشکل اس عبارت کے جملہ (سب مریدوں کو اطلاع دے کہ تمھارا پیر سیرت سے نکل گیا۔) کا نشان دے کہ حاشیہ میں لکھا ہے۔
”ہیں تو سب مسلمانوں کی خیر خواہی برا درم اگر ان نصائح دینیہ ضروریہ پر عمل نہ فرمائیں تو جو ان کے مرید ہو چکے ہیں یا ہونا چاہیں وہ اس گم شرعی سے سبق لیں۔ ہاں اگر پیری مریدی بھی آخرت کے لئے نہیں کوئی دنیوی جھگڑا ہے جس میں ہٹ کی جگہ ہے تو وہ جانیں اھ“
مندرجہ بالا سد الفرائض کے حاشیہ کی عبارت ہے عبارت مذکورہ کا مفاد اس کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی مولانا عبدالمقندر صحتا بدایوں علیہ الرحمۃ پر یہ پانچ حکم قطعی اور اجماعی ہیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اول کہ وہ از سر نو اسلام لائیں کہ وہ اسلام سے نکل کر کفر میں پہنچ گئے۔ دوسرے جس طرح انھوں نے اقوال مردودہ کو شائع کیا ہے اسی طور سے ان سے توبہ کرنے کی اشاعت کریں۔
تیسرے تجدید نکاح کہ سابق نکاح بوجہ کافر ہونے کے ٹوٹ گیا۔ چوتھے حج جو کر چکے ہیں وہ بوجہ کافر ہو جانے کے ختم ہو گیا۔ اب تجدید اسلام کے بعد حج کریں اس لئے کہ حج ادا کرنے کا وقت تمام عمر ہے۔ رہے نماز روزے وہ بھی بوجہ کافر ہونے کے گئے یعنی باطل ہو گئے مگر چونکہ ان کا وقت بھی گیا وہ بھی گئے اب دوبارہ کی ضرورت نہیں کہ ان کا وقت ہی گیا۔

پانچویں تجدید بیعت جو بیعت ان کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتی میں حاصل تھی وہ ٹوٹ گئی کہ کافر ہو جانے سے وہ سلسلہ بیعت ٹوٹ گیا نہ اب وہ قادری رہے نہ برکاتی۔ جب ان کا ہی سلسلہ ٹوٹ گیا تو جو ان کے مریدین و معتقدین ہیں ان کا کیا حال ہوا یعنی مولانا عبد القدیر صاحب علیہ الرحمۃ کی نسبت جو ان کو مولانا عبد المقتدر علیہ الرحمۃ سے تھی وہ بھی ختم۔ پھر مولوی حافظ سالم میاں صاحب سجادہ نشین درگاہ قادریہ کی بیعت و سجادگی بھی ختم کہ سد الفراق حکام کی بنا پر یہ حضرات کب مسلمان اور قابل بیعت رہے۔ مسلمانوں پر حضرت وہ ہیں کہ جن کا سنی حنفی، قادری برکاتی ہونا حضرات بریلی کو بھی مسلم رہا ہے۔ پھر حضرات مارہرہ میں حضرت مولانا سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ و مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب علیہ رحمہ پر کیا یہ حکم نہ ہوا۔ اس حکم سے کیا وہ پچ گئے کہ اپنے مفاد و ضامات میں۔ مولانا عبد المقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خاندان کا رکن رکین اور ان کے لئے جنت میں بلندی درجات کی دعائیں تحریر فرمائیں۔ کیا قطعی اور اجتماعی کافری کے لئے ایسا کہنے والا مسلمان رہ سکتا ہے۔ یعنی جب مولانا عبد المقتدر صاحب حکم سد الفراق قطعی و اجتماعی کافری جن پر پانچ حکم کم از کم لاکو ہیں جو ہر کافر اور مرتد پر لازم ہوتے ہیں ان کو رحمۃ اللہ علیہ اور دعائے بلند نامی درجات اور اپنے خاندان کا رکن رکین کہنے والا ان احکام سد الفراق کی رو سے مسلمان کب رہ سکتا ہے۔ خانقاہ کچھوچھ کے محدث اعظم مولوی سید محمد صاحب پر بھی مولوی حشمت علی صاحب نے ستر با ادب سوالات میں فتوائے کفر و ارتداد دیدیا۔ اب خانقاہ مارہرہ کے بھی دونوں بزرگوں کے لئے بواسطہ تحفیر بدایوں یہ حکم ثابت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الغرض مکی ہوں یا مدنی۔ مصری ہوں یا افغانستانی۔ ہندوستانی ہوں یا یمنی۔ رامپوری ہوں یا لکھنؤی، پھلواردی ہوں یا بدایونی۔ کچھوچھوی ہوں یا مارہروی فتوائے تحفیر کی زد سے کوئی نہیں بچ سکا۔ ان تحفیری فتوؤں نے کفر کو امور عامہ میں سے قرار دیا ہے۔ فقیر اس وقت وہ دعا پڑھتا ہے جو حکم حدیث خیر الانام علی الصلوٰۃ والسلام صبح و شام پڑھنے والوں کے لئے ایسا کی حفاظت اور کفر سے بچاؤ ہے۔

اللہم اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَشْرَکَ بِکَ شَیْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ دِ
اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اَنْتَ اَنْتَ عَلَامُ الْغُیُوبِ ط

ترجمہ: یا اللہ میں جان بوجھ کر کسی شے کو تیرے ساتھ شریک کرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بغیر جانے کسی کو تیرے ساتھ شریک کرنے سے بھی معافی چاہتا ہوں۔ بیشک تو غیوب کا جاننے والا ہے۔

میرے پیارے انصاف و ایمان والو! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ایک حدیث بیان فرمائی کہ جو شخص روزانہ تین بار ان کلمات کو پڑھتا رہے گا اس کا حشر بروز قیامت گروہ ابدال میں ہوگا۔ وہ کلمات شریف ہیں اللہم اغفر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ارحم امت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہم تجاوز عن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ: یا اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرما۔ یا اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔ یا اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خطاؤں اور لغزشوں سے تجاوز فرما۔

یہاں امت مسلمہ کے موحدین یعنی خدا کے تعالیٰ کے وحدہ لا شریک ہونے پر ایمان لانے والوں کو کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پہر ایمان لانے والوں کو نماز رکن اسلام کو بہ پابندی اور احکام شرعیہ ادا کرنے والوں۔ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والوں، زکوٰۃ و حج اہل کائنات اسلام حسب قواعد شرعیہ ادا کرنے والوں، تلاوت قرآن مجید کرنے والوں، متبعین احکام شریعت، معلمین کتاب و سنت و فقہ حنفی پر عمل کرنے والوں۔ قادریت و چشتیت و نقشبندیہ کی صحیح نسبت رکھنے والوں کو محض اپنی ذاتی انفرادی رائے سے کافر و مرتد قرار دیا جا رہا ہے پھر اس کو قطعی و اجماعی قرار دیکر عامۃ المسلمین کو اپنی اس ذہنی پیدوار کے نہ ماننے پر کافر و مرتد بنایا جا رہا ہے۔

پیارے مسلمانو! ذرا انصاف کرو اور روزہ جزا کا خوف کرو۔ اس طریقہ کا مطلب صاف یہ ہے کہ احکام شریعت کو بھی ترک کرو اور اپنے معلومات کو چھوڑ دو اور علماء و کتاب و سنت میں سے کسی کی تحریر و تقریر کی طرف توجہ نہ کرو صرف ہماری ہی سنو اور جو ہم کہیں ہماری ہی مانو بلکہ ہمارے کہے کو قطعی سمجھ کر اسی پر ایمان لاؤ۔ شریعت وہی ہے جو ہم بتائیں کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و فقہ و تفسیر کو ہم نے ہی سمجھا ہے۔ کیا اس کا نام دین و مذہب ہے۔ کیا اس کا نام اتباع شریعت ہے۔ اسی کا نام حق گوئی و حق پرستی ہے۔

مسلمانوں تم کو تمھارے دین و ایمان کا واسطہ۔ انصاف کرو کیا اسی کا نام مذہب اہلسنت و جماعت ہے۔

مقالہ نمبر ۱۸

کسی ذات کے متعلق اس کے معاصر اہل علم کا بیان اور اس کا اظہار کوئی

برسی بات نہیں خصوصاً جب کہ دینی و شرعی فوائد پر متعل ہو محمد شین کرام نے راویان حدیث کے حالات بیان کرنے میں کس قدر صاف گوئی کی ہے مجھ پر اسحق تابعی راوی حدیث ابو داؤد شریف پر علماء نے جو کلام کیا ہے ان کے غیر ثقہ قرار دینے میں چنانچہ امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول نقل کیا کہ امام موصوف نے فرمایا۔
دجال من البد جاجلة یعنی محمد ابن اسحق دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ اسی طرح اور محمد شین کے اقوال ان کے غیر ثقہ ہونے میں بیان کئے۔
خادمان حدیث پر یہ چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں۔

راجح اور مرجوح ہونا اور بات ہے مگر محل تحقیق میں ایسے کلام کا ذکر کر محض فوائد دینیہ اور قواعد علمیہ کے اظہار کے لئے ہوتا ہے مخالفت یا تقضا کو اس میں دخل نہیں ہوتا لہذا ہم اسی مقصد کے ماتحت فاضل بریلوی اور حسام الحقین سے متعلق جو کلام علماء برہم عصر کا ہے کریں گے۔ وہ امر واقعی اور اپنے موقف کف لسان کی تائید اور تقویت کے لئے ہوگا۔

علماء بریلویوں خادمان مدرسہ قادریہ سے فاضل بریلوی کا مسئلہ اذان خطبہ جمعہ میں اختلاف ہوا۔ علماء بریلویوں نے اپنی تحقیق کے مطابق اندرون مسجد ثابت کیا۔ فاضل بریلوی نے اپنی تحقیق کے مطابق خارج مسجد ثابت کیا۔ اس سلسلہ میں متعدد تحریریں جانین سے شائع ہوئی ہیں اور تحریریں مناظرہ ہوتا رہا اسی سلسلہ میں مولانا عبدالمقدر صاحب بریلوی صاحب سجادہ درگاہ قادریہ نے ایک خط بمبئی سے بنام فاضل بریلوی ان کی تحریر کے جواب میں جو مولانا کے پاس بمبئی بریلی سے بھیجی گئی تھی تحریر فرما کر روانہ کیا جس کی قابل غور عبارت سد الفراء حصہ دوم صفحہ ۱۸ میں نقل کی گئی ہے۔ جاننا چاہیے کہ سد الفراء علماء بریلویوں کی طرف سے سد الفراء کے جواب میں شائع کی گئی ہے

اس کے تین حصے ہیں۔ یہ مضمون یعنی مولانا عبدالمقندر صاحب علیہ الرحمۃ کے خط کا اسی سدالفرقار حصہ دوم سے نقل کر رہے ہیں۔ وہ عبارت یہ ہے۔

خط مولانا عبدالمقندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

”مولانا آپ کو میری حالت کا اندازہ ہے کہ بسبب مشاغل و افکار میں سلسلہ مجاہدہ و مناظرہ بلکہ مکاتیب مکالمہ کو اپنا نخل اوقات سمجھتا ہوں تصانیف رسائل کے کام میں اسی وجہ سے کمی واقع ہے کچھ طلبہ و اعزہ کر لیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے میری اس حالت مذکورہ بالا کا اقتضا تو یہ تھا کہ آپ کی تحریر کا جواب محض سکوت ہوتا پھر خواہ آپ اس کو فرائض و عبادت و باوجود میں اتار لکھتے اور چھاپتے مگر آپ کے روابط و محبت کا خیال اور حق سے رفع اشتباہ نے اس امر پر مجبور کیا۔

سنئے مولانا اس فتوے پر میری مہربانی نہیں ہے جیسے مولانا سلامتی

صاحب کی نسبت عوام میں بدگمانی پھیلانی جاتی ہے۔ الی ان قال تجربہ نہ یہ ثابت کر دیا کہ نفوس علماء میں خشیت و تواضع و انصاف کی جگہ تشدد و اعجاب بالرائے و حب تعالیٰ و سیادت متمکن ہو گئی۔ اپنے لئے القاب عظیمہ اعلیٰ اعلیٰ مناقب فخمہ اپنے فہم سے لکھ کر اپنے آپ کو ساری دنیا سے بزرگ تر سمجھ کر سب کو اپنا مقلد بنانا چاہتے ہیں۔ متقدمین و متاخرین سب پر اپنی معروضات و تنقیدات لکھ کر ان کا شمار کر کر قوم میں شائع کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ مخالف کو نرمی سے انہام گویا ہماری لغت میں لفظ معنی ہے۔ دل دعوائے عصمت کرتا ہے کہ ہر مسئلہ میں حق ہماری طرف ہے۔ زبان سے اس کا اظہار پسند نہیں کرتے۔ تقریر میں اس قدر اخلاق ہونا چاہئے کہ اہل اسلام کو خاک فاکہ نہ پہنچے اور طول اس حد تک کہ

ناظر گھبرا کر کتاب چھوڑ دے۔ مسخرہ پن کا اس قدر چسکا کہ سیدھا سادا اسلامی فقرہ جو بغیر تفسیر اور تکلف کے ہو لکھنا مشکل ہے۔ کوئی بات ضلع جگت نہیں پھیلتی اور ایہام و محش سے خالی ہو تو لطف سخن کیونکر ملے جب ہی تو ہماری کتابیں اور رسائل غر بار اور عوام کو فائدہ بخش نہیں۔ ۱۰

بقدر حاجت یہ عبارت مولانا عبدالمقندر صاحب علیہ الرحمۃ کے خط کی ہے جو ہم سدالفرقار حصہ دوم سے نقل کر رہے ہیں۔ اس کلام میں مولانا نے فاضل بریلوی کے طرز کلام اور طریقہ تحریر اور اس کے تعلقات پر اعتراض کیا ہے اور اس خیال پر کہ ہر مسئلہ میں حق ہماری طرف ہے اور بچے کو ساری دنیا سے بزرگ تر سمجھ کر سب کو اپنا مقلد بنانا چاہتے ہیں اس پر بھی اعتراض کیا ہے۔ چونکہ مولانا صاحب کو سدالفرقار صفحہ ۸ میں کافر اور خارج اسلام صراحت بتایا گیا ہے اور ان پر تمام احکام کفر التزمی کے قطعی اور اجماعی دعوے کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جن کے جوابات کے لئے رسالہ سدالفرقار حصہ دوم تحریر کیا گیا ہے لہذا اس رسالہ میں فاضل بریلوی کی نقل عبارات اور احکام کفر صادر فرمانے پر جو کلام علماء بدایوں نے کیا ہے ہم اس کے کچھ مختصر اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں مولانا صاحب کے خط منقولہ بالا میں یہ فقرہ ہے [علماء میں خشیت و تواضع و انصاف کی جگہ تشدد] مولانا کے اس فقرہ پر فاضل بریلوی نے فرمایا۔

”آپ خود بدولت اپنی ملاحظہ فرمائیں خط ممبئی میں کہ اس تحریر شافی جواب میں کچھ فرق دیکھ چاہا۔ علمائے کرام کی نسبت فرماتے ہیں اس کا جواب سدالفرقار صفحہ ۲۶ سطر ۵ میں یوں دیا۔

تصنیف کی عادت گئی پر نہ گئی بکلام غیر میں تصرف کا ملکہ حد سے تجاوز ہو کر رہا۔ لفظ کرام صفت علماء بڑھا کر بتا ہی دیا۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ علماء بدایوں کے نزدیک یہ امسلم ہے کہ فاضل بریلوی کی یہ عادت ہے کہ دوسرے کے کلام میں اپنی تصنیف شامل کر دیتے ہیں۔ اور کلام غیر میں تصرف کا ملکہ رکھتے ہیں۔
یہاں مولانا عبدالمقصد صاحب کے کلام میں تصرف کا ملکہ حد سے تجاوز ہو گیا۔ چنانچہ علماء کے بعد لفظ کرام اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ سد الفزار صفحہ ۱۱۱ احکام کفر وارتداد مولانا عبدالمقصد صاحب پر لکھائے گئے اس کے متعلق سد الفزار حصہ دوم صفحہ ۳۳۳ سطر ۱ میں علماء بدایوں رقمطراز ہیں۔ سد الفزار صفحہ ۱۱۱۔

[آپ نے برعکس سبند نام زنگی کا فوراً احکام شرعیہ کا نام بدنام کیا ہے اور خوب جانیں نکالی ہیں اور زور تجدیدِ حکم کیا ہے اور دل کھول کر دل آزاری و گستاخی کی ہے اس کو بھی باوجود ہزار کوشش و خفا ہم سمجھ گئے کہ مقصود صرف اس قدر ہے کہ ان الفاظ پر اگر کوئی بھڑک کر ترکیب کی جواب دیدے تو نام اچھا لے کے لے لے اور کہنے کے لئے تو ہو جائے گا کہ حق پر گالیاں ملی ہیں اور کوئی صورت تو ہاتھ آجائے جس سے اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈال سکیں۔]

اس کے بعد اسی صفحہ ۳۳۳ سطر ۱ میں یہ حضرات علماء بدایوں یوں تحریر فرماتے ہیں۔
[مسلمانوں احکام شرعیہ کب لاگو ہوتے ہیں جب کہ شرعی پڑتال

ہو جاوے شرعی پڑتال کس طرح ہوتی ہے۔ کیا زید نے کہہ دیا عمرو کافر اور وہ ہو گیا۔ عمر نے کہہ دیا بکر کی زوجہ کو طلاق واقع ہوئی۔ بکر نے خالد پر حکم عادیہ نچ لگا دیا۔ خالد نے حامد پر تجدید بیعت کا فتویٰ صادر کر دیا۔ اگر ایسے ہی ہر شخص من مانے احکام لگا کر دین میں رخنہ اندازیاں رفتہ پر دازیاں کر دیا کرے تو احکام شریعت نہ ہونے ایک کھیل ہوا۔ تصریحات و نصوص ائمہ محض تو ہمت نکلیں بیکار نکلیں۔ مجدد صاحب احکام بے مکان لازم کرنے کو تیار ہو گئے۔ اگرچہ پردہ یہ کیا کہ مدرسہ خرماسے حضرت مولانا پر فتویٰ لکھا گیا ہے مگر یہ سچ ذرا دیر بھی یاد نہ رہا۔ احکام عائد کرتے وقت سادہ حقیقت کھل گئی اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح چکر کھا کھا کر پلٹے لے لے کر آپ اپنے غیظ و غضب تجدید کا بخار نکالنا چاہتے ہیں آپ اپنے منہ آپ کو علوم الہیہ کا مسلم امام کہتے تھے ہیں اب فقہان اس روایت میں صاف تصریح ہے کہ مولانا عبدالمقصد صاحب علیہ الرحمۃ پر جو احکام کفر بصورت شرعیہ بیان کئے گئے ہیں وہ دراصل احکام شرعیہ ہیں بلکہ احکام شرعیہ کو بدنام کیا گیا ہے۔ دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ احکام کفر وارتداد شرعی طور پر جانچ پڑتال کے بعد لگائے جاتے ہیں۔
یوں نہیں کہ زید عمرو کو کافر بتا دے اور عمر خالد کے نکاح ٹوٹنے کا حکم کر دے اور بکر خالد کے بیعت ٹوٹنے کو کہہ دے۔ یہ تو دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور شریعت مطہرہ میں رخنہ اندازی اور فتنہ پر وازی ہے۔ یہ تو احکام شریعت نہ ہووے ایک کھیل ہو گیا

برایوں شمس العلوم کے کسی رسالہ میں علم کے مراتب عامہ و خاصہ پر کوئی مضمون شائع ہوا تھا اس پر فاضل بریلوی نے سدالفرار صفحہ ۶۸ میں فرمایا ”آپ کے یہاں علم کی قدر ہے کہ اور تو اور علم ازلی قدیم یعنی علم الہی عزوجل کے لئے بیان کی طاقت نہ ہونا اور خود اپنی حقیقت سے بے خبر ہونا ثابت کیا جاتا ہے“

اس کے جواب میں صدالفرار جلد ۲ صفحہ ۱۲ میں قمران میں

”قبل اس کے کہ ہم ان پھر اعتراض نہ لفظوں کے متعلق لکھیں یہ عرض کرنا ضرور ہے کہ فرضی اعتراض کے لئے مجدد صاحب نے حسب عادت قدیم عبارت کے مفہوم ظاہر میں تصرف سے دست درازی کر دی اور اپنی طرف سے لفظ ازلی قدیم یعنی علم الہی گھڑ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون“

اس عبارت میں صاف صاف علماء بریلویوں نے بیان کر دیا کہ فاضل بریلوی کی پرانی عادت ہے کہ دوسرے کی عبارت میں تصرف اور دست درازی کرتے ہیں اور اپنی طرف سے لفظ گھڑ کے بڑھادیتے ہیں۔ اس میں عادت قدیم کے لفظ پر توجہ کی جائے کہ اس کی وسعت کہاں کہاں تک پہنچ رہی ہے۔

پھر اس صدالفرار ج ۲ صفحہ ۱۲ میں علماء بریلویوں فاضل بریلوی سے خطاب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

”دیکھئے فرضی گھڑنت اور ایر پھر سے حکم و احکام و التزام ثابت نہیں ہوا کرتے“

پھر اس سے اگلی سطر میں تحریر کیا۔

”مجدد صاحب: اب آپ سدالفرار کے صفحہ ۸ کو پڑھئے اور اپنے مریدوں کو بھی بتادیں مجھے ہم اس سے زائد کچھ نہ لکھیں گے۔ ہمارے شیوہ کہ فرضی افسانہ طرازیوں کریں۔ نہ طریقہ کہ دلی کدورتوں کے باعث خود کو امام و مجدد نہ تسلیم کرنے والوں پر احکام و مینہ شریعہ کے ساتھ متمسک کر کے دنیا جہاں پر الزام شدید ذہنی خیالات پر لگا دیں ہم نے جو کہا وہ آپ کی تحریر پر موجود ہے الخ

معلوم ہوا کہ مولوی عبدالماجد صاحب بریلوی نے ایک رسالہ خلاصۃ العقائد نام کا لکھا تھا حسب بیان صدالفرار وہ رسالہ فاضل بریلوی کے پاس بھیج دیا گیا تھا کہ اس کو ملاحظہ فرما کر اپنے مطبع میں چھپوا دیں۔

حسب بیان صدالفرار یہ واقعہ مسئلہ اذان خطبہ کے اختلاف ہونے سے قبل کا ہے۔ اس وقت ایک ماہ تک فاضل بریلوی کے پاس وہ رسالہ رہا۔ اس کے بعد واپس آیا۔ اس کے متعلق اس وقت نہ اس کے بعد ایک عرصہ تک کچھ نہ فرمایا گیا۔ جب مسئلہ اذان میں اختلاف ہوا تو اس کے ایک فقرہ پر حکم کفر لگا دیا جو صفت الہی جل جلالہ کے متعلق ہے وہ صفتیں نہ تو اس کی ذات کہی جاتی ہیں نہ خارج ذات کہی جاتی ہیں۔

اس پر فاضل بریلوی نے اذان خطبہ کے اختلاف کے دوران میں حکم لگایا اس کے جوابات دیتے ہوئے صدالفرار جلد دوم صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں

آپ حضرات سے صرف اس قدر عرض کیا کہ اول تو مجدد دخال صاحب حسب عادت قدیم یہاں بھی ہماری عبارت میں تصرف فرماتے ہیں خلاصۃ العقائد صفحہ ۱۲ میں وہ صفتیں نہ تو اس کی ذات کہی جاتی ہیں نہ خارج ذات مجدد دخال صاحب نے دوسری بار کہی جاتی کو اڑا دیا اور ظاہر میں اس کو

معمول اور بیکار لفظ لہ دینے کا حیلہ نگاہ رکھا ہوگا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ان کو قطع برید و تحریف کا ایسا چسکا کیا پڑ گیا ہے کہ کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے خاص کر وہ جس میں کا ایک ایک لفظ مڑا اور معنی خیز ہوا۔

عبارات کے کلمات پر غور فرمائیے ان کو قطع برید و تحریف کا کہ کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے۔

علماء ربانیوں فاضل بریلوی کے لئے صاف صاف بتا رہے ہیں کہ ان کو قطع برید و تحریف عبارت غیر کا چسکا پڑ گیا ہے۔ مربوط اور معنی خیز الفاظ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بات واقعی صحیح ہے۔

پچانچہ حسام الحزمین دیکھ لیجئے کہ تحذیر اناس کی عبارت۔ کس طرح اٹ پلٹ کی گئی ہے کہ مختلف مکڑے۔ مختلف مقامات کے یکجا جمع کر ڈالے وہ بھی اپنے مقصد کے موافق پہلا ٹکڑا ۱ ص ۱۲ کا دوسرا ٹکڑا ۲ ص ۲۲ کا تیسرا ٹکڑا ۳ ص ۳۳ کا اس طور سے کہ چودہ والا اول میں لایا گیا اور ۲۲ ص ۲۲ کا اس کے بعد اور ۳۳ والا آخر میں۔

کیا یہ حسب فرمان یجد فون الکلم عن مواضعہ کے یہ تحریف نہیں ہوئی۔ پھر ان پر نہ کچھ خاص نشان نہ علامت بلکہ دیکھنے والے کو یہی خیال ہوتا ہے کہ سب عبارت ایک ہی جگہ کی ہے اور اسی ترتیب سے ہے۔ ”حفظ الایمان“ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت کا ایک ضروری حصہ جس کا عبارت سے خاص تعلق تھا اور عبارت کی مراد کو واضح کر رہا تھا نقل میں چھوڑ دیا اور کات کر عبارت نقل کی گئی۔ کیا بینناہ۔

اسی طرح سے براہین قاطعہ کے متعدد جگہ کے مکڑے جوڑ کر ایک کفری مطلب بنایا گیا۔ ان کے سیاق و سباق کو جس سے ان مکڑوں کا مطلب صحیح معلوم ہو جاتا ترک کیا گیا۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو کافر و مرتد بنانے کے لئے ایک جعلی مرد و قلمی فتوے کو جس کے خلاف ان کی تحریرات مطبوعہ موجود سند بنایا گیا۔ مسلمانوں کسی کو کافر بنانے کے لئے ایسی کارروائیاں کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے کیا ایسی صورتوں میں وہ شخص کافر ہو سکتا ہے بغیر باللہ منہ ان کے تحریری و تقریری بیانات پھر اہل علم و فہم کے ارشادات پھر عبارت کے سیاق و سباق اور قرائن صحیحہ سب اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ ان حضرات کا دامن ان کفریات ملعونہ سے صاف اور یہ حضرات ایسے گندے عقائد سے بری الذمہ ہیں۔ یہ ہے امر حق اور ثابت بدلائل فخریہ۔ زبان زوری اور ہٹ اور چیز ہے جو مخرب دین و ایمان ہے۔

مقالہ نمبر ۱۹

علماء ربانیوں کے صد الفوائد بحواب سد الفرائد کی عبارت منقولہ بالا سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ فاضل بریلوی احکام کفر لگانے کے لئے نقل عبارت میں تصرف اور دست دراز می فرماتے ہیں۔ یہ آپ کی پرانی عادت ہے دوسرے یہ کہ کلام غیر میں قطع برید و تحریف کا چسکا پڑ گیا ہے اور کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے۔ خاص کر مربوط اور معنی خیز الفاظ کو ترک فرماتے ہیں۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ان الفاظ کے معنی کی وسعت کہاں کہاں تک پہنچ رہی ہے۔ یہ حضرات نہ دیوبندی ہیں نہ وہابی ہیں بلکہ ان

کے نزدیک ان کا سنی/حنفی/قادری، برکاتی ہونا مسلم ہے۔
اب اس کے بعد ہم علماء رامپور کے اقوال کو جو حسام الحرمین اور فاضل
بریلوی کے متعلق ہیں بیان کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ مسئلہ اذان خطبہ کا اختلاف جیسے علماء بریلیوں سے رہا ہے
ہی علماء رامپور سے بھی رہا۔ اس سلسلہ میں جانبین سے متعدد رسائل
اور فتاویٰ شائع ہوئے۔

مولانا سلامت اللہ صاحب رامپوری اس اختلاف سے خاموش اور
الگ تھلگ تھے۔ فاضل بریلوی کی طرف سے ان سے ایک سوال بطور
استفسار کیا گیا۔ اذان خطبہ کے داخل مسجد و خارج مسجد ہونے کے متعلق
اور ان سے اس کی بابت جواب کو کشش کے ساتھ لیا گیا۔

انھوں نے صرف اتنا کہہ دیا کہ میرے نزدیک جو امر متواتر ہے وہ ہی
صحیح ہے ان کے اس فقرہ کا مطلب فاضل بریلوی صاحب نے اپنے مسلک
اور تحقیق کے مطابق بیان کیا اور علماء رامپور نے اس فقرے کا مطلب
اپنی تحقیق اور مسلک کے موافق بیان کیا۔ چنانچہ جانبین کی تحریریں اپنے
اپنے مقصد کے مطابق شائع ہوئیں۔ اس فقرے کا جو مطلب فاضل بریلوی
نے اپنے رسالہ رمز شیریں چاہ شور۔ میں بڑی شد و مد کے ساتھ
شائع کیا اس کے جواب میں علماء مجلس رامپور نے ”رمز شیریں چاہ شور“ کے
نام سے رسالہ شائع کیا۔ یہ رسالہ ۱۳۳۲ھ میں انجمن اختر الاسلام پبلی بھیت
سے شائع ہوا۔ اس رسالہ کے صفحہ ۳ سطر ۱۲ کالم ۱۷ کو دیکھئے۔ مولوی سلامت اللہ
صاحب کے فتوے کے فقرہ مذکورہ کی شرح فاضل بریلوی نے ”رمز شیریں“ میں
اپنے مقصد کے مطابق بیان فرمائی تھی۔ اس کے جواب میں رسالہ مذکورہ کے

صفحہ مذکورہ پر علماء مجلس رامپور نے اس طور سے تحریر کیا۔
”جب آپ ایسے صاف کلام میں یہ مطلب اسی شرح سے نکالتے ہیں تو خدا جانے
کتنے مسلمانوں کو ایسی شرح کر کے بیدین اور کافر بنا چکے ہوں گے چنانچہ آپ
نے علماء حرمین شریفین کو دھوکا دے کر حسام الحرمین میں فتویٰ اسی طرح مطلب
بدل کر حاصل کر لیا کہ جن لوگوں کا یہ قول ہے جس کا یہ مطلب ہے وہ کافر ہیں
اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر جب علماء حرمین شریفین
نے ان قائلین سے سوالوں کا جواب طلب کیا۔ مطلب ان کے قول کا ویسا نہ
بتایا جیسا بریلوی نے بتایا تھا تو لکھ دیا کہ یوگ مسلمان ہیں کافر نہیں۔ یہ
تحریر علماء حرمین شریفین، طائف، جدہ، دمشق وغیرہ کی تصدیق و موافق سے
مکمل ہو کر بنام ”التصدیقات لدفع التبلیغ، المعروف بہ المہند کتاب کی صورت میں
بھپی ہوئی موجود ہے جس کے دیباچہ میں مولوی صاحب بریلوی کو مثل رافضی لکھا
ہے کہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں رافضیوں کی طرح تفرقہ اندازی ان کا کام
ہے۔ عام طور پر یہ مجلسازی مولوی صاحب بریلوی کے رسالہ وقایہ نے کھول
دی کہ اس طرح کچھ کا کچھ دکھاتے ہیں۔“

خدا جماعت با شفاعت پبلی بھیت و مجلس علماء رامپور کو ایسی دہشت
کی دکان دے اور ایسے المیہ نہ سلامت عقل سے دور رکھے۔
یہ عبارت بعینہ و بلفظ رسالہ مذکورہ سے ہم نے نقل کی ہے پھر فاضل
بریلوی کے دوسرے رسالہ ”طب شورش چاہ شور“ کے جواب میں علماء رامپور نے
”جہر جوش چاہ شور“ تحریر کیا۔ اس رسالہ کو بھی ۱۳۳۲ھ میں انجمن
اختر الاسلام پبلی بھیت نے شائع کیا۔ اس رسالہ ”طب شورش“ میں
فاضل بریلوی نے علماء دیوبند کے تذکرہ میں یہ تحریر کیا تھا کہ دیوبند کے

پیشواؤں پر نام بنام علمائے حریم نے فتوے کفر دیا اور حکم دیا کہ من شک فی کفرہ و عن ابہ فقد کفر یعنی ان علماء دیوبند کے کافر اور جہمی ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
اس کے جواب میں علمائے رامپور نے جہر جو شش چاہ شور صف ۱۹ کا لمبا سطرے میں اس طرح تحریر کیا۔

”اقول۔ یہ جال و جال نے خوب بھایا اور ہمیشہ یونہی حد سے گذر کر لوگوں کو کافر بنایا علماء حریم شریفین تک کو غلط بیانی سے دھوکے میں ڈالا اور یہ حکم مندرجہ بالا حاصل کر لیا۔ بعد اس کے علماء حریم شریفین نے یہ معلوم کر کے ۲۶ سوال ان لوگوں کو بھیجے کہ کیا تم ایسا اعتقاد رکھتے ہو اور ایسا کہتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں اور ثابت کر دیا کہ یہ جال مولوی احمد رضا خاں نے بنایا ہے کہ اپنے آپ کو حامی سنت و ماحی بدعت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد ملت ثابت کر دیں۔ اس لئے اکثر علماء کو جوان کے رطب و یابس کو نہیں مانتے بد مذہب اور کافر بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس پر علماء حریم شریفین نے لکھ دیا کہ جب ان کا یہ خیال نہیں تو یہ مسلمان ہیں کافر نہیں اور علماء دشمن و طائف و جدہ وغیرہ نے بھی ایسا ہی ثابت فرمایا۔ ان کو کافر سے پھر مسلمان بنایا اپنے دستخط اور مہر سے کر دیں۔ یہ تحریرات بنام ”التصدیقات لدفع التلبیسات“ المعروف بالہند ”ملقب بلقب ماضی الشفقتین علیٰ خادع الحرمین“ بصورت رسد چھپ کر شائع ہو چکی ہے مگر بریلوی کی وہی رٹ ہے کہ ایسا لکھا ہے کہ جو ایسا نہ جانے وہ کافر ہے۔ اب جبکہ علماء حریم شریفین خود ان کو کافر نہیں کہتے تو بریلوی کے نزدیک علماء حریم شریفین خود کافر ہوئے جاتے ہیں حالانکہ

بریلوی نے مسلمانوں کو کافر بنا کر علماء حریم شریفین سے کافر لکھوایا اور وہ درحقیقت ایسے نہیں ہیں تو بریلوی خود ہی کافر ٹھہرتے ہیں کہ جو مسلمانوں کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ کیا آپ دوسروں کو اپنی طرح کافر بنانا چاہتے ہو۔ آپ کے یہاں تو اس کے سوا کچھ نہ دیکھا جس طرح ہوسکے مسلمانوں کو کافر بناؤ اسلام کو گھٹاؤ۔ انتہی۔

اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ سطر ۱۶ میں یہ بھی لکھا ہے [کہ یہاں یعنی بی بی بھیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیر خدا رضی اللہ عنہ کے شیر شاہ جی محمد شاہ میاں کی حکومت ہے اور ان کی طرف سے ان کے خلیفہ مولوی سید شاہ عبد البصیر میاں اللہ والے میاں نگر اں ہیں]

یہ خیالات ہیں علماء مجلس رامپور اور مولوی سید شاہ عبد البصیر میاں خلیفہ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں کے فاضل بریلوی اور حسام الحرمین کے متعلق یہ وہ تحریر ہے جو فاضل بریلوی کی حیات میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ ان علماء رامپور اور شاہ عبد البصیر میاں صاحبان پر صریحاً فتوے کفر کیوں نہ صادر کیا گیا۔ ان تحریرات صریحہ کے باوجود مولوی شریف الحق جتنا کایہ کلام کرنا کہ علماء رامپور حسام الحرمین کے احکام متعلقہ علماء دیوبند سے متفق ہیں کمال فریب دہی اور غوام کی آنکھوں پر پردہ ڈالنا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے جو ثابت کر چکے ہیں کہ علماء رامپور اور علماء فرنگی محل لکھنؤ وغیرہ احکام حسام الحرمین سے متفق نہیں ہیں۔ علماء بدایوں تو صاف کہہ رہے ہیں کہ فاضل بریلوی کو عبارات میں قطع برید و تحریف کا چسکا پڑ گیا ہے۔ کوئی عبارت کسی کی پوری پوری نقل نہیں فرماتے جیسا کہ ہم صد الف فارسے نقل کر چکے۔ فاعترفاً اولی الامر

مقالہ نمبر

حسام الحرمین کی عبارت منقولہ کے متعلق علماء رامپور و بدایوں و لکھنؤ کے خیالات سن چکے۔ اب حسام الحرمین کے مصدقین علماء حرمین شریفین کے ارشادات سنئے ظاہر ہے کہ وہ حضرات اردو زبان اور اس کے محاورات اور طرز بیان سے واقف نہ تھے کہ ان کی مادری زبان غنی تھی۔ ”تخذیر الناس“ و حفظ الایمان و برائیں قاطعہ کے کلام کو وہ حضرات نہیں پہچانتے تھے ان کے سامنے ان کی زبان میں جو مضمون بنا کر پیش کیا گیا اس پر ان حضرات نے حکم کفر دیا جو مضمون ان حضرات کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس مضمون کو جس مسلمان کے سامنے بھی پیش کیا جائیگا اگرچہ وہ مسلمان کم علم ہی ہو اس کو تو وہ بھی یقیناً کفر ہی بتلائے گا۔ اس کے کفر ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ مگر کلام تو اس میں ہے کہ وہ مضمون ان عبارات کا قواعد شرعیہ و اصول علمیہ کے مطابق ہے یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشاہیر علماء ہندوستان نے جو اس وقت اہل علم و عمل مانے گئے تھے اور مکرر علم میں صاحبان تدریس و افتاء تھے متفق نہ ہوئے اور نہ کبھی صراحتہ و کنایتہ حسام الحرمین کے بتائے ہوئے احکامات کی تائید کی۔ علماء حرمین شریفین نے باوجود وجہ مذکورہ بالا کے اپنی تصدیقات میں شرط لگا کر تصدیق فرمائی ہے چنانچہ اس حسام الحرمین میں متعدد جگہ رقم طرازیں ہیں جو محظوظ کے خطیبوں اور اماموں کے سردار مولانا شیخ ابوالخیر میر داد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۱۸)

فان من قال بهذه الاقوال معتقداً لها كما هي مبسوطة في هذه الرسالة لا شبهة انه من الكفرة الضالين۔ اھ ترجمہ: جس شخص نے یہ اقوال کہے ان پر اعتقاد رکھتے ہوئے جیسے کہ اس رسالہ میں بسط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ وہ بیشک کافروں گمراہوں میں سے ہے

اس میں صاف تصریح ہے کہ جو مضمون فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ میں لکھ کر پیش کیا ہے اس مضمون پر حکم کفر کی تصدیق فرما رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اگر قائل اس کا معتقد ہو کیونکہ رسالہ میں ان علماء دیوبند کو اس مضمون خبیث کا معتقد بیان کیا گیا ہے۔ اب ذرا غور کیجئے وہ جب صاف صاف تبری و تجاسی کے ساتھ معتقد و بار اس کا انکار کر چکے اور اس مضمون کو خود کفری مضمون بتا چکے اور ایسے مضمون کے قائل باعتقاد بلکہ بغیر اعتقاد کو بھی کافر و خارج اسلام بتا چکے اور اس عبارت کا مضمون صحیح بھی بیان کر چکے تو یہ حکم کفر حسب اثبات علماء حرمین بھی ان لوگوں پر کیسے ہو گیا نہ یہ فتویٰ ان پر صادق آیا نہ مصدقین کی تصدیقات ان پر صادق آئیں۔

شیخ الخطباء والائمة مولانا شیخ ابوالخیر میر داد علیہ الرحمۃ تو صاف صاف فرما رہے ہیں کہ حکم کفر جب ہی ہے کہ ان کا قول و اعتقاد اس بسط و تفصیل کے ساتھ ہو جو فاضل بریلوی نے اپنے رسالہ میں بیان کی ہے۔ نہ یہ بسط و تفصیل ان کی عبارتوں میں موجود۔ نہ ان کے اقوال کا یہ مطلب جس کو وہ خود اور اہل علم و زبان دانان اردو بھی نہیں مان رہے ہیں بلکہ صاف انکار کر رہے ہیں جیسا کہ ہم اوپر

بیان کر چکے ہیں۔ ایسی صورت میں احکام کفر و ارتداد کے کیا معنی ہیں۔
پھر سابق مفتی حنفیہ مکہ معظمہ علامہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ
حسام الحرمین صفحہ ۱۲۲ میں رقم طراز ہیں فہم والحال ما ذکر ت
مارقون من الدین اھ

یعنی تم نے جو حال ان کا بیان کیا ہے اگر وہ ایسے ہی ہیں تو بیشک
وہ لوگ دین سے باہر ہیں۔

اس میں علامہ موصوف نے صاف فرما دیا اگر تمہارے بیان کے
مطابق ہی حال ان لوگوں کا ہے تو وہ بیشک وہ لوگ دین سے باہر ہیں
پھر جب کہ وہ اس عقیدے سے بری اور بیزار ہیں اور ایسے شخص کو خود
کافر اور خارج الاسلام بتا رہے ہیں تو ان پر یہ فتویٰ کیسے ہو گیا
مفتی شافعیہ مدینہ شریف علامہ سید احمد برزنجی رحمۃ اللہ اپنی تصدیقات
میں رقم طراز ہیں۔ (حسام الحرمین صفحہ ۲۳۲ سطر ۱۶) ہذا الحکم
لہو اءلاع الفرق والاشخاص ان ثبتت عنہم ہذہ المقالا
الشیعہ اھ

یعنی یہ حکم کفر ان فرقوں — اور اشخاص پر جب
ہے کہ جب ان سے یہ مقالات شیعہ ثابت ہو جائیں اور یہ مقالات
مع اپنے الفاظ و معانی کے ثبوت شرعی کے ساتھ ثابت ہو جائیں
یعنی جو مضمون رسالہ میں لکھ کر پیش کیا گیا ہے اس کے ثبوت شرعی
ہو جانے پر حکم کفر ہے۔

پھر علامہ محمد بن حمدان محرمی مالکی مدنی فرماتے ہیں (حسام الحرمین صفحہ ۲۳۲)
وهو لا یر ان ثبت عنہم ما ذکر ہ ہذا الشیخ من ادعاء

التبوء للقادیانی وانتفاص النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من رشید احمد و خلیل احمد۔ اشر ف علی المذکورین فلا شک فی کفرہم
یعنی جو کچھ اس شیخ دینی فاضل بریلوی نے ان لوگوں کے متعلق
بیان کیا ہے اذکار نبوت قادیانی اور تنفیص نبی صلی اللہ علیہ وسلم رشید احمد
و خلیل احمد و اشر ف علی سے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ان کے کفر میں کچھ شک نہیں۔
غور کیجئے ان لوگوں سے فاضل بریلوی کے بیان کردہ مضمون کو اگر
ثابت ہو جائے تو یہ حضرات حکم فرما رہے ہیں جہیں صاف طور پر فرما رہے ہیں
کہ ہم اپنے لئے ثابت ہو جانے کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو ثابت ہو گیا۔
بلکہ فاضل بریلوی کے بیان کردہ مضمون کے لئے فرما رہے ہیں۔ اگر یہ ثابت
ہو جائے اور کوئی شبہ کلام و محکمہ میں باقی نہ رہے اس وقت یہ حکم کفر
ہے مسلمانوں کو علمائے حرمین شریفین کی دینداری قابل تحسین و لائق قدر ہے
کہ اپنی تصدیقات میں اپنے اوپر بار نہ لیا بلکہ اس کا بار فاضل بریلوی پر
رکھا اور اپنی تصدیقات کو مشروط کر کے اپنی اصلاح و تقویٰ اور نیک نیستی
کو ثابت کر دیا۔

شیخ فاضل عبد القادر توفیق شبلی طرابلسی حنفی مدرس مسجد کریم نبوی فرماتے
حسام الحرمین صفحہ ۲۳۸ اما بعد فاذا ثبت وتحقق ما نسب لہؤلاء القوم
وہم غلام احمد القادیانی وقاسم النانوتوی
ورشید احمد الکنکوی و خلیل احمد الامبیتوی و اشر ف علی الزہاوی و اتباعہم
مما ہو مبین فی السؤال وعند ذلک محکمہ بکفرہم
یعنی جب ثابت اور متحقق ہو جائے جو کچھ اس شیخ نے ان لوگوں کی طرف
منسوب کیا ہے (یعنی فاضل بریلوی) نے جن لوگوں کی طرف جو مضامین

منسوب کئے ہیں اگر یہ مضامین واقعی طور پر ان سے ثابت اور مستحق ہو جائیں تو بیشک ان لوگوں پر حکم کفر ہوگا۔

پھر اخیر میں یہ تحریر فرمایا انہا قید نابا لثبوت والتحقق لان التكفير فحاجه خطرة ومهايعة وعدة لم تسلكه ساداتنا العلماء الا بنور الاثبات والاعتماد على قواطع براهين الائمة للاثبات لا بمجرد تخمين الاخبار مرتقبين يوما تشخص فيه الابصار صلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم
ترجمہ: ہم نے اپنی تقریر میں ثبوت اور تحقیق کی قید اس لئے لگا دی ہے کہ کافر کہنے کی راہیں خطرناک ہیں اور اس کے سرائے دشوار گزار ہیں یہاں سردار علمائے کرام کسی کو کافر کہنے کی راہ اس وقت چلے ہیں جب کہ نور ثبوت پایا اور ائمہ مجتہدین کی قطعی جھوٹوں پر اعتماد فرمایا نہ فقط اندازے اور خبر سے اس دن کا خوف کرتے ہوئے جس دن آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل و اصحاب پر۔

معرضہ

قابل غور ہے شیخ عبدالقادر توفیق سبلی طرابلسی حنفی مدرس مسجد کیم نبوی کی تقریر جو ابھی اخیر میں نقل کی گئی حسام الحرمین کے صفحہ ۲۳۸ جس میں بعد خطبہ کے یہ الفاظ ہیں۔ فاذا ثبت ونسب ما نسب لهؤلاء القوم کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقا اعلام میں اس طور سے کیا گیا ہے حمد و صلوة کے بعد جب کہ ثابت و متحقق ہو جو ان کی طرف نسبت کیا گیا اس سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ ان لوگوں کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے وہ متحقق ہو چکی یعنی ثابت و محقق کا ترجمہ ماضی کا کیا گیا بقرنے جو اس عبارت کا ترجمہ مستقبل کا کیا ہے قاعدہ بخویہ اکثر یہ غلبہ کے موافق ہے۔

کتب نحو میں فرمایا گیا ہے کہ اذا جب ماضی کے صیغہ پر داخل ہوتا ہے تو ماضی کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اکثری اور اغلبی قاعدہ یہی ہے۔

مگر وہ تو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ شیخ سبلی طرابلسی یہ فرما رہے ہیں کہ ان کی طرف جو مضمون منسوب کیا گیا وہ ثابت اور محقق ہو چکا حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ نہ مولانا سبلی کی یہ مراد چنانچہ ان کی اور دیگر علمائے حرمین کی عبارتیں۔ نہ یہ ترجمہ قاعدہ اکثر یہ غلبہ کے موافق نہ اس کی نسبت ان کی طرف ثابت و متحقق ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ اپنے مفروضات ذہنی کو برقرار رکھنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَاَمَّا مُتَقَاتِلَاتُنَا فَاَنْتَ اَعْلَمُ وَارِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَاَرِنَا اُحْتِنَابَهُ اَمِيْنُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

تنبیہ عبرت ناک

حسام الحرمین میں آخری تصدیق صفحہ ۲۳۸ پر ان ہی شیخ فاضل عبدالقادر توفیق سبلی طرابلسی کی ہے جن کی تصدیق کا تعارف حسام الحرمین میں ان الفاظ میں کر دیا گیا ہے۔ صورة ما سطر من في العلم تصدر وفي الدرس تقرر ودقق النظر وورد وصدرت توفيق من القادر الشيخ الفاضل عبدالقادر توفيق الشلبی الطرابلسی الحنفی للمدرس با لمسجد النبوی الکریم النبوی منحه الله تعالى من فيضه القوى۔

اس عبارت کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام ترجمہ حسام الحرمین میں یوں کیا گیا ہے۔

تقریر ان کی جو علم میں صدر بنے اور مدرس ٹھہرے اور غور کیا اور مدارک علم میں آمد و رفت کی قدرت والے کی توفیق سے حضرت فاضل عبدالقادر

توفیق شہلی طرابلسی حنفی مسجد کریم نبوی میں مدرس۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فیض عطا فرمائے۔

ان دونوں عزنی اور اردو عبارتوں میں فاضل عبدالقادر توفیق شہلی طرابلسی کو کیسے بلند القاب سے نوازا گیا کیونکہ انھوں نے حسام الحریث کی تقریظ میں بظاہر موافقت کر دی ہے۔ اب اس کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے اذان خطبہ جمعہ کے بارے میں جب ہندوستان کے علماء میں اختلاف ہوا علماء بدایوں، رامپور، دیوبند وغیرہم اپنی تحقیق کے مطابق اندرون مسجد ممبر کے سامنے کوترجیح دی اور فاضل بریلوی نے اپنی تحقیق کے مطابق خارج مسجد ممبر کے سامنے کوترجیح دی۔ اس پر ہندوستان میں بڑا شور و شر پیدا ہوا بجایا اختلافات اور جھگڑے پیدا ہوئے۔ اس دوران میں بعض لوگوں نے اس مسئلہ کی بابت مدینہ طیبہ کے علماء کی طرف رجوع کیا اور وہاں سے بھی استفتا کر کیا وہاں سے اس مسئلہ کے متعلق ان ہی فاضل عبدالقادر طرابلسی کی تحریر موصول ہوئی جس کو حاجی عبداللہ صاحب صدیقی حنفی نے ۱۳۲۵ھ میں مطبع مجتہبی لکھنؤ سے شائع کیا۔ پھر ۱۳۳۲ھ میں حسب فرمائش عالیجناب حاجی محمد قاسم صاحب رئیس بریلی نے روہیلکھنڈ گزٹ پریس بریلی میں بہ اہتمام منشی عبدالعزیز چچا کیا۔ یہ فتویٰ فاضل عبدالقادر شہلی طرابلسی حنفی مدرس مسجد کریم نبوی کا عربی زبان میں ہے اس کو مع ترجمہ کے شائع کیا گیا۔ فاضل موصوف کی یہ تحریر بابت مسئلہ اذان فاضل بریلوی کی تحقیق کے مطابق اور موافق نہیں تھی بلکہ خلاف تھی چنانچہ یہ فتویٰ بھی ہمارے پاس موجود اور محفوظ ہے جس میں مسئلہ اذان کے بارے میں ۱۳۳۲ھ میں ایک رسالہ بنام ”مسئلہ اذان کا حق نہ فیصلہ“ مطبع اہل سنت والجماعت واقع بریلی سے شائع ہوا۔

جس میں مسئلہ اذان کی بابت کچھ سوالات کئے گئے ہیں۔ اس رسالہ کے صفحہ ۱ پر انھیں مدوح حسام الحریث فاضل عبدالقادر شہلی طرابلسی مدرس مسجد کریم نبوی کیلئے فرماتے ہیں چنانچہ صفحہ ۱ کی پہلی سطر سے شروع فرماتے ہیں۔

”مدینہ طیبہ میں جہاں ہزاروں آفاقی اطراف دنیا سے آئے ہوئے ہیں ایک شخص طرابلس کا ساکن بھی ہے۔ ایک مدنی صاحب فرماتے تھے کہ وہ بعض وجوہ پر مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا تھا سنا ہے کہ ایک انقلاب کے بعد پھر آگیا۔ مدت ہوئی اس کی ایک عربی تحریر دربارہ اذان جمعہ کی لکھنؤ میں چھاپی تھی چھ برس ہوئے ۱۳۲۲ھ میں ہمارے پاس بھی آئی اس پر اصلاً کسی عالم کی مہر دستخط تصدیق کچھ نہیں۔ اور سوال میں یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ اذان خطبہ مسجد کے دروازے پر ہی سنت ہے اگرچہ دروازہ ممبر کے سامنے بھی نہ ہوا اگرچہ بیچ میں آٹھ ہو مگر یہ کہ زید کو لکھا کہ وہ حدیث ”بین یدی“ سے استدلال کرتا ہے سخن اللہ بین یدی کا منکر اور حدیث بین یدی سے مستدل۔ ایسا حق شایطانیہ میں مبتلا ہو۔ خیر اس کا جواب اس طرابلسی نے لکھا اور وہی بین یدی سے سند لایا اور اس کے ساتھ اتصال کا گندہ بروزہ اپنی طرف سے ملایا جس پر فقہ حنفی مالکی حنبلی کی جتنی کتابوں سے نقول لکھیں کسی میں ان کا نام و نشان بھی نہیں۔ بلکہ شرع خلیل کی عبارت صاف اس کے مخالف ہے خوش فہمی سے اسے بھی نقل کر لایا۔ ہاں فقہ شافعی کی صرف ایک عبارت جس طرح اس نے نقل کی اس کے زعم کا پتہ دیتی ہے جبکہ وہ مطلب نہ سمجھا۔ حدیث صحیح کے رد کو اصول حنفی کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر وہی تدلیس کی پکار۔ امام سفیان ابن عیینہ پر ابن اسحق کے مروج ماننے کا بہتان (الٰہی ان قال) یہ ہی طرابلسی صاحب کی تمام کائنات اس سے اس کی علمی حالت ظاہر الٰہی قولہ ”وہ اصلاً علم و عقل سے مناسبت رکھتا ہے اس کی اکثر جہالتوں کا رد نہایت شرح و بسط کے

ساتھ آپ کو اذان من اللہ اور ”وقایہ اہل السنۃ“ میں ملے گا۔ اسی صفحہ کے حاشیہ پر جلی قلم سے تحریر ہے۔

اس کی کل تحریر میری کائنات سولہ جہالتیں ہیں۔

الغرض یہ وہی فاضل عبدالقادر شلبی طرابلسی ہیں جن کی تقریظ حمام الحرمین کے اخیر میں ہے۔ وہاں یعنی حمام الحرمین میں ان ہی فاضل طرابلسی کے علم کے معراج سرائی اور ان کی مدح میں کیسے کیسے الفاظ تجریر فرمائے گئے اور یہاں مسئلہ اذان کی تحقیق میں جب ان کی تحقیق فاضل بریلوی کی تحقیق کے خلاف ہوئی تو کیسے کیسے خطابات رنگیکہ یعنی بے علم اور جاہل اور احمق وغیرہ سے انکو نواز آگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خیر یہاں سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ حمام الحرمین کے مصدقین میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو بقول مولانا بریلوی جاہل اور احمق اور بے علم ہے۔

مقالہ نمبر ۲۱

فقیر پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اکابر علماء و دیوبند کو کافر بتاتے تھے اب اس کے خلاف ان کی تحفیر سے کف لسان کرتے ہیں۔ اس کا جواب بھی بفضالت فاضل بریلوی کی ان تحریروں سے خوب واضح ہو گیا کہ مسئلہ ۱۳۲ میں حمام الحرمین کے اندر فاضل عبدالقادر شلبی طرابلسی کی کس قدر مدح سرائی فرمائی کہ علم میں صدر دقیق النظر شیخ فاضل اور مدارک علم میں آمدورفت کرنے والے وغیرہ وغیرہ۔ پچھرا سال کے بعد میں انھیں فاضل عبدالقادر شلبی طرابلسی کی بابت مسئلہ اذان کے حق نہ فیصلے میں انکو جاہل اور احمق وغیرہ خطابات سے یاد فرمایا۔ پھر ایک مسئلہ فرعیہ کے اختلاف رائے

پر یہاں بھی تو سوال ہے کہ پہلے کیا فرمایا تھا اور اب کیا فرمایا۔ بعد کی تحریر پہلے کے خلاف ہے۔ اس رسالہ مسئلہ اذان کا حق نہ فیصلہ کے صفحہ ۹ پر یہ بتایا گیا ہے جو صاحب عرب شریف سے فتویٰ لینا چاہیں بات پوری پیش کریں جسے دین مردانہ ہونے کی تحقیق سے عرض نہ ہو صرف ہارجت مقصود ہو اس کا حساب اللہ واحد قہار پر ہے۔ انشاء اللہ العزیز مولیٰ تعالیٰ ایسے کوراہ نہ دے گا اور جن کو دین مقصود ہے حق کی سچی تحقیق منظور ہے وہ ہم سے فرمائیں ہم اپنے سوالات کا غرضی ترجمہ کر دیں اور ان میں جہاں جہاں جو آئے ہیں وہاں ان کا خلاصہ مضامین اور یہ حضرات اگر کوئی اور سوال اضافہ کرنا چاہیں بڑھالیں۔ اگر اس کی رو سے ہمیں کوئی سوال اضافہ کرنا ہو ہم کر دیں تو باتفاق فریقین سوالات حرمین طہین کو جائیں اس کے بعد دیکھئے جواب کیلئے ہے۔ اہل ایمان خدا لگتی کہ جو ہم نے کہا عین انصاف ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ وجہ بتائیں کیوں نہیں۔ اگر ہے اور ضرور ہے تو اس کے خلاف عمل کیوں ہو پھر وہاں سے جو جواب آئے اگر ہمارے یا آپ کے سوالات میں بعض کا جواب رہ گیا یا نہ صاف ملا ہو یا کسی جواب میں ہمیں یا آپ کو کچھ کہنا ہو تو پھر وہ ہمارے اور آپ کے اتفاق سے مزید کر کے بھیجا جائے یہاں تک کہ حق بعونہ تعالیٰ ہر پہلو سے روشن ہو جائے ہم اور ہمارے جتنے بھائی سنی علماء ہمارے خلاف رائے رکھتے ہیں سب کے اتفاق رائے سے ان سوالات کی کاروائیاں ہوں کہ ہر ایک کو اپنے دلائل و خیالات کے ظاہر کرنے کا پورا موقع ملے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس خدا پسند طریقہ پر اگر حق ہمارے خلاف پر ظاہر ہو تو سب سے پہلے اس کے قبول کرنے والے ہم ہوں گے اور بعون اللہ حق ہماری طرف ثابت ہوا تو سنی بھائی علماء اقرار رکھ دیں کہ وہ سب اسے قبول فرمائیں گے حق طلبی ہستی جو حق پسندی کا طریقہ تو یہ ہے اور اگر کسی صاحب کو اپنی ضد اور ہٹ ہی منظور ہو تو وہ

جانے اور اس کا دین و ایمان حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ انتہی
یہ عبارت مذکورہ پوری بلفظ رسالہ مسئلہ اذان کے تحت تفصیل کی ہے جو سلسلہ
اختلاف اذان خطیہ تحریر ہوا ہے۔ اس کلام میں حق اور صحیح طریقہ پر عرب شریف نے فتویٰ
لینے کا تحریر فرمایا گیا ہے کہ بات پوری پیش کریں۔ اگر طالبانِ حق اور تحقیق حق ہیں
ورنہ اگر جارحیت مقصود ہو تو اس کا حساب اللہ واحد قہار کے دربار میں ہوگا۔ ایسے کو
مولیٰ تعالیٰ راہ نہ دیکھا ہم اپنے سوالوں کا ترجمہ غزلی میں کر دیں اور ان سوالوں میں حضرت
جو بڑھانا چاہیں بڑھالیں۔

الغرض یوں باتفاق فریقین سوالات حرمین طہیین کو جائیں اسکے بعد دیکھیے کیا جواب
ملتا ہے۔ پھر فرمایا اہل ایمان خدا لگتی کہیں جو ہم نے کہا عین انصاف ہے یا نہیں اذان
بے شک جو آپ نے فرمایا عین انصاف ہے۔ آپ کے اس فرمان کے عین انصاف
ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ یہ طریقہ جو ارشاد فرمایا ایک مسئلہ فرعیہ اذان خطبہ اندرون مسجد
و خارج مسجد کے متعلق فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ اذان کا خارج مسجد ہونا یا اندرون مسجد
ہونا کوئی عقیدہ کا مسئلہ تو نہیں ہے بلکہ اذان کے خارج مسجد یا اندرون مسجد سے
نماز کے صحیح ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں۔ نماز تو بہر صورت ہوسنی جائے گی۔
اس پر ہم وہ صورت پیش کرتے ہیں کہ مسئلہ اذان خطبہ کو ایک اور ہزار کی نسبت
بھی نہیں وہ یہ کہ حرمین طہیین کے مضامین مرتب کئے تھے علماء حرمین شریفین کے سامنے
پیش کرنے کے لئے کیا اس وقت فریقین کے اتفاق کی ضرورت نہ تھی یا کم از کم سنی
بھال علماء ہری کا اتفاق اسپر ہوتا کہ عبارات تحذیر الناس و حفظ الایمان و ہدایہ قاطعہ
وغیرہ جو حرمین طہیین میں نقل ہیں بے کم و کاست ہیں پھر ان کے مضامین بھی یہی ہیں
جو فاضل بریلوی نے مقرر فرمائے ہیں اور یہ مضامین اسی طرز و ترتیب سے ہیں۔
صریح متعین غیر متعل اور ان عبارات کا غزلی ترجمہ بھی بالکل اصل کے مطابق ہے۔

کہنے کیا ہم نے جو عرض کیا یہ خدا لگتی اور عین انصاف نہیں پھر کیوں اس کے خلاف
عل ہو ایہاں تک کہ اپنی ذاتی انفرادی رائے کو قطعی قرار دیکر مسلمانوں کو اس پر
ایمان لانے کا مکلف بنایا گیا۔
اپنی تنہا رائے کو جو تمام اہل علم و اہل زبان کے خلاف ہے کیوں تمام مسلمانوں
کے سردا لا جا رہا ہے۔

کیا عبارات منقولہ حرمین طہیین میں الٹ پلٹ اور قطع و برید نہیں ہے
کیا ان عبارات کے مضامین مقرر کرنے میں صرف اپنی تنہا رائے نہیں ہے کیا ان
عبارات منقطعہ و محرفہ کے مضامین مقرر کردہ پر اہل علم متفق ہو گئے تھے کیا ان
مضامین کا خود ان کے مصنفین نے شدت انکار تبری و تحاشی کے ساتھ نہیں کیا
کیا ان مضامین کو خود ان لوگوں نے کفر نہ بتایا یا حالانکہ انکار کو فقہا حنفیہ جہم اللہ نے توہ
حکمی و رجوع مانا ہے دیکھو درخت خیار و اشباہ النظائر و بحر الرائق و فتح القدیر وغیرہ۔ الغرض
کتب معتبرہ مذہب کے ارشادات سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جو مطلب عبارات تحذیر
الناس و حفظ الایمان و ہدایہ قاطعہ کا حرمین طہیین کا فرض کیا گیا ہے ان عبارات کا
وہ مطلب نہ مصنفین کی مراد نہ ان کے قول کا یہ مطلب نہ اہل علم کے نزدیک مسلم اور سابق
و سابق و قرآنِ حالیہ و متعالیہ کے خلاف ہے۔ علی سبیل التتمیز اگر یہی مان لیا جائے
اور ان کے ذہن میں واقعی یہی مفروضہ مطلب جاگزیں ہو چکا ہے تو ان مضامین خبیثہ
کے کھلم کھلا انکار مع تبری و تحاشی اور اس مضمون سے تامل پر حکم کفر دینے پر ہی غور
کر لیجئے اگر ان کا یہ عقیدہ ہو تا یا یہ مراد ہوتی تو مولوی اشرف علی تھانوی یہ کیوں نہ کہتے۔
چنانچہ بسط البنان میں اس عبارت حفظ الایمان اور اس پر حکم کفر حرمین طہیین
بارے میں جو سوال کیا گیا ہے اسکے جواب میں صاف صاف تحریر کرتے ہیں۔
”کہ میں نے یہ تعبیرت مضمون جو ”حرمین طہیین“ میں اور تمہید وغیرہ باتیں میری طرف

منسوب کیا گیا ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر نیچے، ہر پاگل، ہر جانور اور ہر چوپائے کے کھاصل ہے کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں کبھی اس مضمون کا خطرہ بھی نہیں گذرا جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتاً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی :

پھر اسی بسط البنیان کے آخر میں ص ۱۴۴ میں رقم طراز ہیں بفضلتی میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع کمالات العلمیہ والعلمیہ ہونے کے باب میں یہ ہے

عمر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم سہارنپوری کی تحریر مطبوعہ "عبارت براہین قاطعہ" کے جواب میں یوں ہے۔

"مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو بندے پر الزام لگایا، بالکل بے اصل اور لغو ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد مومن مانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن تو کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے یہ کفر مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحتاً نہ کنایتاً لکھا مجھ کو تو مدت العمر کبھی اس کا دوسوہ بھی نہیں ہوگا شیطان کیا کوئی نبی یا فرشتہ بھی آپ کے علم کی برابری کر سکے چہ جائیکہ علم میں زائد ہو یہ عقیدہ جو خاں صاحب نے بندے کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے اس کا مطالبہ خاں صاحب سے روز جزا ہوگا۔ میں اس سے بالکل بری الذمہ

ہوں اور پاک۔ کفی باللہ شہیداً۔
اہل اسلام عبارات براہین کو بغور ملاحظہ فرمائیں مطلب صاف اور واضح ہے۔
مہر خلیل احمد

یہ مذکورہ عبارت ہم نے ان کی بھیجی ہوئی تحریرات سے نقل کی ہیں۔ اس کے بعد کوئی عاقل منصف مسلمان ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ جو مضامین حسام الحرمین میں ان حضرات کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ ان علماء و اکابر دیوبند کے عقائد ہیں جن عبارات کے یہ مضامین مقرر کئے گئے ہیں ان کا حال ہم مقالات سابقہ میں عرض کر چکے بغور ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کی طرف جو مضمون وقوع کذب کحسام الحرمین میں منسوب کیا ہے اسکی نسبت مولانا صاحب موصوف کی طرف بالکل بے سرو پا "حسام الحرمین" سے تقریباً دس سال قبل فتاویٰ رشیدیہ شائع ہو چکا ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے جس کو ہم مع سوال و جواب کے نقل کرتے ہیں۔

ناظرین بانصاف بغور ملاحظہ فرمائیں۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۱۸ مطبوعہ شمس المطابع مراد آباد۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالیٰ عز اسمہ موصوف بصفۃ کذب ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے بینوا و تاجر و الجواب :- ذات باری تعالیٰ جل جلالہ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفۃ کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ فیلا

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً
البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مثلاً فرعون و ہامان والی لبیب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ کلمہ قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کریگا۔

مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدیوے۔ عاجز نہیں ہوگا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کریگا۔ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لآتینا کل نفس ہدًیٰ وکفرًا وکن حق القول منی لا ھتجھمن من الجنة و الناس یحییٰں اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو سب کو مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کریگا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطراب سے نہیں۔ وہ ناکل مختار فقال لما یرید ہے۔ یہ عقیدہ تمام علماء اہل سنت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تعفروا لہم العفو انھ تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تعفروا لہم العفو انھ نکھتا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی وعدم غفران الشرک مقتضی الوعد فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

یہ مذکورہ بالا عبارت پوری فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۰۱ کی ہے جو حسام الحرمین کے شائع ہونے سے تقریباً بیس سال سے بھی زائد قبل مطبوعہ شائع ہو چکی ہے پھر ایک قلمی فتوے کو سند بنا کر احکام کفر و ارتداد جاری کرنا اس قدر انصاف و دیانت کے موافق ہے اس قلمی فتوے کا انکار بھی ثابت۔ اس کا رد فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے فتوے

سے جو ہم نے نقل کیا ہے پورے طور سے ہو رہا ہے کہ صاف تحریر ہے کہ باری تعالیٰ کے لئے وقوع کذب ماننے وہ قطعی کافر و ملعون، منکر قرآن و حدیث و اجماع امت ہے ہرگز مومن نہیں۔ پھر ان کے تمام شاگردین، مریدین بلکہ خود مولوی رشید احمد نے جو انی تحریریں صاف انکار کر دیا کہ میری تحریر نہیں ان میں اس کے قائل کو مسلمان سمجھتا ہوں انکی یہ تحریر ہم نے متعدد جگہ دیکھی۔ پھر ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کتب فقہ میں موجود کہ خط خط کے مشابہ ہو سکتا ہے لہذا مطلقاً تحریر پر اعتماد شرعاً غیر معتبر کما فی رد المحتار حاشیہ در مختار للعلامہ المشامی علیہ الرحمۃ العفا لہ
پھر فاضل بریلوی نے خود اپنے رسالہ "ازکی الہلال" میں دوبارہ روایت ہلا خط وغیرہ تحریرات کو ناقابل اعتماد فرمایا ہے۔ پھر کحفر مسلم کے بارے میں مجر طبعی تحریر پر کیوں اعتماد کر کے احکام کفر و ارتداد جاری کئے جب کہ اس کی صریح خلاف بھی ہوئی تحریر فتاویٰ رشیدیہ میں موجود حصیہ کہ ہم ابھی اوپر نقل کر چکے۔

مقالہ نمبر ۲۲

ہمارے بیانات سے بعونہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ ان حضرات یعنی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری مرحومین کے ہرگز یہ عقائد خبیثہ نہیں اور نہ ان کی عبارات کا وہ مطلب ہے جو حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے جو مضامین خبیثہ ان عبارات کے فرض کئے گئے ہیں۔ ان مضامین خبیثہ کے کفر اور اس کے قائل کے کافر ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ ایسے مضامین کو کفر اور ان کے قائل کو کافر وہ حضرات خود ہی بتا رہے ہیں۔

اب بتائیے کہ اختلاف کس چیز میں رہا جو آپ کفر بتا رہے ہیں انکو وہ حضرت
 بھی کفر بتا رہے۔ اختلاف صرف عبارت کی مطلب شناسی کا ہوا جو مطلب ان
 عبارات کا فاضل بریلوی مقرر فرماتے ہیں وہ اپنے ذاتی بیان میں منفرد ہیں بخود
 صاحبان عبارت اس کا رد کر رہے ہیں اور دوسرے علماء معاصر بھی فاضل بریلوی کے
 ساتھ متفق نہیں ہیں جیسا کہ ہم علماء راجپور و علماء لکھنؤ فرنگی محل و علماء بدایوں جو اکثر
 اختلافات میں آپ کے ہموا ہیں، کے اقوال مطبوعہ ہم لکھ چکے ہیں بلکہ مولانا عبد رسول
 عبدالقادر صاحب بدایونی و مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی و مولانا ارشاد حسین صاحب
 راجپوری و مدد حسین فاضل بریلوی کی تحریرات مطبوعہ فاضل بریلوی کی رائے اور
 حسام الحرمین کے احکام کے خلاف موجود ہیں۔ رسالہ "ابطال اغلاط قاسمہ" کو دیکھ
 لیں جس پر علماء مذکورین اور دیگر علماء کے دستخط مہر ہیں اور مولوی محمد قاسم
 صاحب کی عبارات کے متعلق ان حضرات نے تحریر کیا ہے۔ یہ رسالہ سنہ ۱۳۰۱ھ میں
 بمبئی سے شائع ہوا ہے۔ پھر مولانا نذیر احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب "بوارق الامم"
 میں مولانا محمد قاسم صاحب کی مدح کیسے الفاظ میں کی ہے اس ہی میں ان کے نام
 کے آگے مرحوم بھی لکھا ہے کیا یہ حضرات مرحومین احکام شرعیہ اور کتب دینیہ کے احکام
 سے ناواقف تھے صرف اتنی سی بات ثابت ہوتی ہے کہ ان حضرات نے تحریف و
 تبدیل و قطع و برید نہ کیا تھا بلکہ انصافاً جو عبارات کے صحیح مضمون تھے ان پر ہی قائل
 رہے اور ظاہر ہے کہ انصافاً صحیح مضمون پر قائم رہنے والا ہرگز تکفیر نہیں کر سکتا
 کہ تکفیر مسلم کا معاملہ بہت خطرناک اور گناہ عظیم ہے نحوذ باللہ من شہدوا انفا من انفا من السیئات والنیل
 بلکہ ہمارے علماء و احناف کی تصریحات موجود کہ قائل اپنے کلام میں جو تاویل
 کرے قبول کی جائے گی یعنی اقسام تاویل میں جو بھی تاویل کرے قبول کی جائے گی تحفہ نیکو

کما هو مصروح فی الفقہ الاکبر للفقاری وفی شرح المواہب
 للترقانی۔

مقالہ نمبر ۳۳

چنانچہ علماء متکلمین علیم الرحمتہ والرضوان نے اصول کفر چھ بیان فرمائے
 ہیں چنانچہ امام شیخ محمد سنوکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مستطاب شرح
 ام البراہین مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱ میں ارقام فرمایا ہے قیل ان اصول الکفر
 ستة الايجاب الذاتی والتحسين العقلی والتقليد الردی والربط
 العادی والجہل المركب والتمسك فی اصول العقائد ببجود ظواهر
 الکتاب السنۃ من غیر عرضها عنی البراہین العقلیہ والقواطع
 الشرعیہ۔

ترجمہ و تشریح۔ یعنی کفر کے چھ اصول ہیں۔ اول ایجاب ذاتی ہے۔
 یہ فلاسفہ لٹام کے کفر کی اصل ہے۔ ان خبثتار نے اس وجہ سے صفات
 باری تعالیٰ قدرت و ارادہ اور باقی صفات کا انکار کر دیا تعالیٰ اللہ
 عن قولہم علواً کبیراً۔ دوم تحمین عقلی۔ یہ اصل ہے براہمہ کے کفر کی
 یہاں تک کہ انھوں نے نبوت کا انکار بلکہ ان خبثتار نے نبوت کو عبث یعنی
 بیکار قرار دیا اور محال جانا نحو ذبا اللہ منہ بمقرکہ کی بھی گراہی کا یہی سبب ہے
 کہ انھوں نے رب تعالیٰ پر صلاح و اصلاح کو واجب کہہ دیا نحو ذبا اللہ من
 ہذا العقیدۃ الفاسدہ

سوم تقلید ردی ہے۔ یہ بت پرستوں کے کفر کی اصل ہے کہ انھوں نے اپنی بت
 پرستی کی اصل یہی بتائی کہما قال اللہ تعالیٰ انا وجدنا اباہنا علی امۃ وانا

علیٰ آثارہم مقتدون یعنی کفارت پرستوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو اس ہی دین پر پایا لہذا ہم ان کی پیروی کرتے ہیں لہذا بعض محققین کا قول ہے کہ عقائد ایمان میں محض تقلید کافی نہیں یعنی عقائد ایمان پر محض تقلیدی طور پر ایمان لانا ایمان نہیں۔ اگرچہ دوسرے گروہ محققین نے فرمایا کہ باوجود اہل نظر ہونے کے تقلید پر ایمانیات کا دار و مدار کنگاہ اور مصیبت ہے۔ تقلید ردی کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کا اتباع حمیت اور تعصب کی وجہ سے بغیر حق طلبی کے کیا جائے۔ تقلید ردی کا یہ مطلب ہے جو ہم نے بیان کیا یہی مطلب شیخ المحققین محمد ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ شرح ام براہین میں بیان فرمایا ہے۔

علماء متکلمین نے باب عقائد میں داخل شیطان اور اسباب گمراہی کی بہت صورتیں بیان کی ہیں چنانچہ ان ہی میں سے ایک یہ بھی بتائی ہے۔
توارث الامر کا دامن کا بر جس کا مطلب وہی تقلید ردی ہے۔
چنانچہ مقدمہ نظم الفرائد حاشیہ شرح عقائد نسفی کے ص ۱۲ اسطر ۲ میں رقم طراز ہیں۔
ومنها توارث الامر کا بر اس کا بر سواء کان من طریق الاباء والاحداد من طریق الشيوخ في الارادة والبيعة او المشائخ والاساتذة في التعاليم ومن طریق الكبراء الاخرين والباء اشار بقوله تعالى انا وجدنا اباينا على امم وانا على آثارهم مقتدون وقوله واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما افينا علينا اباؤنا اولو كان اباؤهم لا يعقلون شيئا ولا يهتدون وبقوله ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبيل اه

ترجمہ :- یعنی باب عقائد میں داخل شیطان و اسباب گمراہی میں سے ایک یہ بھی ہے اپنے گزرے ہوئے اکابر کی تقلید کی جائے یہ تقلید خواہ بطریق باپ داداؤں اور مرشدان بیعت و ارادت کے ہو یا مشائخ و اساتذہ تعلیمات کے طریق سے ہو یا بطریق اور اکابر کے ہو یعنی ان سب مذکور قسم کی تقلیدوں سے شیطان باب عقائد میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ سب تقلیدیں گمراہی کا سبب بن جاتی ہیں اسکے بعد قرآن مجید کی تین آیات شریفہ اس مدعا کے اثبات میں تلاوت کیں۔

پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ کفار مشرکین نے اپنی بت پرستی کے صحیح ہونے پر یہ دلیل پیش کی کہ ہم اپنے باپ داداؤں کو اسی دین پر پایا لہذا ہم ان کی پیروی کرتے ہیں یعنی اپنے باپ داداؤں کے عمل کو انھوں نے سند بنایا۔ ثانیست ہوا کہ باپ داداؤں کے قول و فعل کو سند بنانا امور دینیہ شرعیہ میں ہرگز صحیح نہیں۔ سند کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع امت و قیاس مجتہدین سے ہونا چاہئے۔ دوسری آیت شریفہ کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ان بت پرستوں مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ پیروی اس چیز کی کرو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے تو اس کے جواب میں یوں کہتے ہیں ”ہم تو پیروی اس طریقہ کی کرتے ہیں جو طریقہ ہمارے باپ داداؤں کا تھا اگرچہ ان کے باپ دادا عقل رکھتے ہوں کسی شے کی اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہوں (یعنی بے عقل بے راہ ہوں) اس آیت کریمہ سے بھی یہی حکم نکلتا ہے کہ تمام امت پر اسی دین و احکام پر عمل کرنا فرض کیا گیا ہے جو دین و احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائے ہیں اور ان احکام شرعیہ دینیہ کے مقابل باپ داداؤں

کے قول و فعل سے سند پکڑ کر ان کا اتباع کرنا کفار و مشرکین کا طریقہ ہے۔
یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہے کہ باپ دادا اگرچہ عالم و فاضل ہوں
اگرچہ اپنے دور کے ولی اللہ ہوں معصوم نہیں کہ یہ خالصہ نبی علیہم السلام اور ملائکہ کا
ہے۔ غیر معصوم کے اقوال و افعال حجت شرعی نہیں ہو سکتے البتہ مجتہدین کرام خصوصاً
ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جمعین جن کی جلالت شان اور مجتہد مطلق ہونے پر
امت کا اجماع ہو چکا۔ اور ان کا علم و عمل صدیوں سے مسلم بن المسلمین ہو چکا۔
حسب ارشاد علماء امت مرحومہ ان کی تقلید ہم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم و
عمل و شان اجتہاد میں ممتاز و مقبول ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ علماء محققین
کا ارشاد ہے المجتہد قد یخطئ وقد یصیب یعنی مجتہد اپنی اجتہادیات میں
کبھی خطا کرتا ہے کبھی صواب۔ جب ایسی عظیم الشان ہستیوں کے متعلق یہ ارشاد
فرمایا گیا ہے تو باپ دادا اور اپنے دور کے علماء کی انفرادی رائے کو کیسے قطعی حق
کہہ سکتے ہیں فاعتبر وایا اولی الابصار۔

یہی وجہ ہے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی
حضرت شیخ مجدد الف ثانی اور امام عبد الوہاب شمرانی اور حضرت شاہ نصیر الدین چراغ
دہلوی رحمہم اللہ نے صراحتاً ارشاد فرمایا کہ اعتقادات اور احکام شریعت مظہر
اور احکام کفر و اسلام میں پیروں اور مرشدوں کے اقوال و اعمال کا اتباع
نہیں بلکہ ائمہ ہدیٰ یعنی امام ابوحنیفہ و امام محمد و امام ابو یوسف و امام ابوالمصور ائمہ تری
اور ابوالحسن اشعری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جمعین کا اتباع کیا جائے یعنی مشائخ طریقت
مثلاً شیخ ابوالحسن نوری و شیخ ابوبکر شبلی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال و اعمال
کا اتباع نہیں ان کا ادب اور تعظیم کرنی چاہئے اور ان کے اخلاق میں ان کا اتباع کیا جا
یہی مضمون حضرت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب دارہروی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب

میں تحریر فرمایا ہے جو ہم نقل کر چکے ہیں اس کے بعد یہ کہنا کہ ہمارے پیر کا یہ قول
ہے کہ تقدیر جہالت اور نا انصافی پر مبنی ہے۔ کیا احکام کفر و اسلام میں پیروں
اور مرشدوں کی اتباع ہے۔ جان لو ان احکام میں ائمہ متکلمین و فقہا کمالین کے
ارشادات کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ یہی راہ حق یہی راہ نجات و سلامتی ہے
واللہ الموفق والہدی التَّجعی

تیسری آیت کریمہ کا یہ مطلب ہے کہ جب جہنمی جہنم کی آگ میں جلتے بھستے ہوں
گے جیسے گوشت کے ٹکڑے ہانڈی میں لوٹ پوٹ ہوتے ہیں۔ اسی طرح آگ میں
انکی حالت ہوگی تو وہ یہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور
بڑوں کی اطاعت کی انھوں نے ہم کو گمراہ کر دیا۔ اس آیت شریفہ میں بھی صاف
طور پر بیان کر دیا کہ احکام دینیہ شرعیہ میں کسی سردار اور بڑے کی اطاعت نہیں اٹھا
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ امر محقق اور ثابت ہو
چکا ہے کہ امور دینیہ شرعیہ میں باپ دادا، استاد و پیر کی اطاعت نہیں بجز فرمان
حق تعالیٰ و ارشاد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

لہذا استاد و پیر و مال باپ وغیرہ میں سے کسی کا قول و عمل حجت شرعیہ
نہیں بن سکتا۔ حاملان شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے
ارشادات ہی قابل عمل اور حجت ہیں جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے۔

ربط عادی یعنی بواسطہ تکرار کے دو چیزوں میں عدا وجود لازم ماننا
یہ اصل ہے طبائعین اور ان کے متبعین کے کفر کی۔ یہاں تک کہ بعض مسلمین بھی اس
بلا میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ اسباب کا ربط مسببات سے قوی و طبعی جانتے ہیں۔ یہ عقیدہ
کفری ہے بلکہ یوں سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اثر و قوت ان اشیاء میں رکھ دی ہے
بدعت و گمراہی ہے۔ اہلسنت و الجماعت کثر اللہ سوادہم کے خلاف ہے اہلسنت و جماعت

کثر الشرائع و نور بصائرہم کے نزدیک اسباب کا ربط عادی ہے نہ طبعی ہے نہ وضعی بلکہ ثبوت تلازم میں امر واحد محض تخلیق رب تعالیٰ جل شانہ ہے جب وہ چاہتا ہے پیدا فرمادیتا ہے اور جب نہ چاہے وجود میں نہیں آتے۔ لاکھوں اسباب بیکار ہو جاتے ہیں۔

پنجم جہل مرکب۔ یہ ایسی چیز ہے کہ اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ اعتقاد خلاف واقع ایک جہل ہے۔ دوسرے اپنے جہل کو جہل نہ سمجھنا اس سبب سے اس کو جہل مرکب کہتے ہیں

ششم اصول عقائد میں ظاہر کتاب و سنت سے استدلال کرنا بغیر پیش آنے والے دلائل و حج یقینہ عقلیہ قطعیہ شرعیہ کے یہی کچھ تقلید ردی پر کلام کرنا تھا مگر بغرض فائدہ کے اصول سنہ کو مع شرح بیان کر دیا۔ واللہ المتق و المتد

مقالہ نمبر ۲۴

چنیں و چناں اختر رضا خاں نے دربارہ عبارت تفسیر جلالین شریف کچھ خام فرسائی کی ہے جس میں اپنی طرف سے حسب عادت جھوٹ کی بھی آمیزش کر دی ہے مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب کو اپنا مناظر بتا رہے ہیں حالانکہ مناظر سے پہلے انکار کر چکے تھے یعنی گفتگو سے قبل یہ کہا تھا کہ مناظرہ نہیں صرف آپس کی گفتگو افہام و تفہیم کے لئے وہ بھی تنہائی میں ہوگی۔ اس پر فقیر نے یہ بھی کہا تھا کہ شہر برداروں کے اہل علم و فہم مثلاً مولوی اقبال حسن صاحب امام خطیب جامع شمس و صدر مدرس مدرسہ قادریہ بدایوں و مولوی محمد ابراہیم صاحب صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم کو بھی بلا یا جائے تاکہ یہ گفتگو ان کی موجودگی میں ہو جائے اس کو بھی نہ مانا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ گفتگو تنہائی میں ہوگی چنانچہ عوام و خواص میں سے کسی کو بھی

شامل کرنے پر راضی نہ ہوئے فقیر نے بطور ارخائے عنان اس کو بھی منظور کر لیا اب اپنی اس تحریر میں اس کو مناظرہ اور ضیاء المصطفیٰ کو مناظر بتا رہے ہیں پھر اس پر جھوٹ یہ کہ ضیاء المصطفیٰ صاحب نے فقیر سے عبارت جلالین دیکھنے کو کہا مگر فقیر نے نہ دکھائی۔ استغفر اللہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پھر جلالین اور بیضاوی اور شرح شفا وغیرہ سب کتابیں وہاں بھی میرے پاس موجود تھیں نہ دکھانے کے کیا معنی؟ اب نئے اصل بات کیا ہے فقیر نے اس تنہائی کی گفتگو میں مجملہ اور سوالات کے جن کا جواب ممکن نہ دے سکے دے سکتے ہیں عوام کو فریب دہی کے لئے جتنا چاہیں جھوٹ بول سکتے ہیں اسی وجہ سے تو عوام و خواص کی شرکت کو نا منظور کیا تھا ان لوگوں کے سامنے گفتگو ہونے پر جھوٹ بولنے کا موقع بہت کم رہتا اور اگر جھوٹ بولتے تو کم از کم یہ موجود رہنے والے حضرات تو تین حرفوں سے یاد ہی کر لیتے تھیں کہ اب بھی شہر برداروں کا دانشمند اور ذی فہم طبقہ ان صاحبان کو ویسے ہی حروف سے یاد کرتا ہے خیر ہم نے سوال کیا تھا کہ تفسیر جلالین شریف صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے۔

قد قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سورۃ النجم بمجلس من قریش بعد افراقتهم للامت والعزى ومنات الثالثۃ الاخری بالقاء الشیطان علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر علمہ بہا تلک الغوائق العلی وان شفاعتہن لترتجی فخر حواہذ الذئب ثم اخبرہ جبریل علیہ السلام بما القاه الشیطان علی لسانہ من ذلک فخرن فصلی برذک الذی یترجی منہما طلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ قریش کی ایک مجلس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ وان پنجم شریف کی تلاوت فرمائی تھی اور بعد قرات فرایتہم للامت والعزى ومنات الثالثۃ الاخری جس میں بتوں کے نام لات وعزى ومنات آتے ہیں اس کے بعد شیطان نے آپ کی زبان مبارک پر تلک الغوائق العلی وان شفاعتہن لترتجی

الفاکر دئے۔ اسکو سنکر مشرکین خوش ہوئے پھر جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خبر دی کہ یہ الفاظ آپ کی زبان پر شیطان نے القا کئے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم محزون ہوئے۔ حق تعالیٰ نے اس آیت شریفہ کو نازل فرمایا اور آپ کو تسلی دی کہ آپ مطمئن ہو جائیں وہ آیت شریفہ یہ ہے۔ وما ارسلناک قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمثی القی الشیطن فی امنیۃ فیتسخم اللہ ما یشق الشیطن ثم یحکم اللہ ایتہ واللہ علیم حکیم۔

اس آیت شریفہ کا مطلب صاحب جلالین کے بیان کی رو سے یہ ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے کوئی نبی و رسول ایسے نہ ہوئے کہ جن کی قرأت میں شیطان نے اپنی طرف سے القا کیا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ القا شیطان کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمتوں والا ہے۔ فقیر نے سوال یہ کیا تھا کہ اس بیان میں صاحب جلالین میں کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص نہیں نکلی کہ انھوں نے وحی الہی کی قرأت میں القا شیطان اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک پر القا و مدح اضمح ہو کر اس شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے بیان کیا۔ بحمد اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم بلکہ سید المحضون ہونا اجماعی مسئلہ ہے پھر آپ لوگوں نے صاحب تفسیر جلالین علامہ جلال الدین محلی علیہ الرحمۃ پر فتوے کفر صادر کیوں نہ کیا۔ آپ حضرات تو مسلمان کو کافر کہنے میں بہت متشاق ہیں۔ آپ کا بہترین مشغلہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو کافر بنانا پھر اسی جلالین میں اس واقعہ کو آیت ان الظالمین لفی شقاق بعید کی تفسیر میں بیان کیا اسی خلاف طویل مع النبی والمؤمنین حیث جرى علی لسانہ ذکر الفتور بما یرضیہم ثم باطل ذالک یعنی ظالم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کے ساتھ طویل خلاف میں ہیں اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کے

باطل معبودوں کا ذکر ان کی پسند کے مطابق جاری ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو باطل کر دیا۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں فی مرتبہ کی تفسیر میں اسی القرآن بالہکاء الشیطن علی لسان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم باطل اھ یعنی یہ کفار قرآن شریف کے بارے میں شک اور تردد میں ہیں بوجہ اس چیز کے جو شیطان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر القا کر دی پھر اللہ تعالیٰ نے اس شیطان القا کو باطل کر دیا۔ ان فرض ان تینوں مقامات پر علامہ محلی علیہ الرحمۃ جلالین میں یہی لکھ رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر شیطان نے کفار کے معبودان باطل کی مدح القا کر دی جبکہ رب تعالیٰ نے باطل کر دیا کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر بتوں کی مدح بالقا کے شیطان جاری ہونا ماننا تو بہین نہیں ہے۔ اگر ہے تو ان پر حکم کفر کیوں نہ صادر کیا گیا۔ کیا ان کے کلام میں کچھ تاویل کی گئی ہے۔ وہ تاویل کیا ہے اس کو نہ تو آپ اور نہ آپ کے وکلاء رہتا تھے۔ نہ آپ نے اپنی تحریر میں اس کی کوئی تاویل بیان کی۔

اس کتابچہ میں نمبر دیگر ہم نے سوال کئے ہیں۔ ہم نے تو صاحب جلالین کا قول بیان کیا تھا نہ اپنا عقیدہ بتایا تھا۔ نہ اپنے نزدیک اس کا حق ہونا بیان کیا تھا اور اس پر یہ سوال کیا تھا کہ ان پر آپ لوگوں نے حکم کفر کیوں نہ لگایا۔ آپ نے تو اس کا کچھ جواب دیا نہیں اس لئے ہم سے سوال کر بیٹھے۔

پہلے ہمارے سوال کو سمجھ لو۔ ہمارا مسلک مختار اس عبارت صاحب جلالین کے بارے میں وہ ہے جو شفا شریف میں علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، واما الماخذ الثانی فهو مبني علی تسليم الحدیث لوجود اعاذنا اللہ تعالیٰ من صحیحہ لکن علی کل حال فقد اجاب عن ذالک ائمہ المسلمین باجوبة منها الغث والسمین »

یعنی دوسرا طریقہ اس روایت پر کلام کا جو منی ہے اس روایت کی صحت کے فرض کرنے پر اور اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی پناہ میں لے اس روایت کی تصحیح سے بہر حال اگر مسلمین نے اس کے جوابات دئے ہیں بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں۔ اس مقام پر اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی بنی کی توہین و تنقیض کرنا یقیناً کفر ہے مگر کب جب کہ اس کا توہین و تنقیض ہونا شرعی جاہل پڑتال کے بعد ثابت اور محقق ہو جائے۔ اس حکم میں سب انبیاء کرام برابر ہیں کوئی شخص بڑا مانا جاتا ہو یا چھوٹا انبیاء کرام کی توہین و تنقیض جس سے بھی صادر ہوگی یقینی اور قطعی ثبوت و تحقیق کے بعد یقیناً کفر ہے جسکے کفر ہونے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

اب سوال تو آپ سے یہ ہے کہ تفسیر جلالین میں تینوں مقامات مذکور ہیں اسی مضمون کو صراحتاً بیان کیا کہ شیطان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر کفار کے معبودان باطل کی مدح القا کر دی یہاں تک کہ آپ کی زبان سے وہ الفاظ جاری ہو گئے جس کو آپ اسی کتابچہ کے صفحہ ۳ سطر ۲ میں تسلیم بھی کر رہے ہیں اور یہ الفاظ بھی لکھ رہے ہیں۔ [حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر بتوں کی تعریف کا جاری ہونا عالم بے خبری میں تھا یا دانستہ عبارت سے۔ کیا ثابت ہوتا ہے؟]

یہ مذکورہ عبارت آپ ہی کی ہے جس میں بتوں کی تعریف کا جاری ہو جانا آپ کی زبان پر خود تسلیم کر رہے ہیں پھر اس کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ عالم بخبری میں تھا یا دانستہ۔ اس میں بھی آپ نے یہ مان لیا کہ کفار کے بتوں کی تعریف عالم بے خبری میں جاری ہوئی۔ کیا آپ کے نزدیک یہ بات جائز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی زبان مبارک پر بالقائے شیطان بے خبری میں کلمات کفر جاری ہو جائیں نفوذ باللہ منہ۔ آپ نے اس مقام پر مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت حفظ الایمان اور آپ کی پیش کردہ عبارت میں فرق پوچھا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت کا وہ مطلب ہی نہیں جو آپ نے فرض کیا ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے۔ اور اس عبارت میں اگر تاویل نہ کی جائے تو یہ قول اور یہ مضمون مردود ہے کہ اس میں ضروریات دین و اسلام کا یعنی نبوت اور وحی کا معاذ اللہ بے اعتبار ہونا لازم آتا ہے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر مدارک نے ارشاد فرمایا ہے اجراء الشیطان ذالک علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم جبوا حیث لا یقدر علی الامتناع ممتنع لان الشیطان لا یقدر علی ذالک فی حق غیرہ ففی حقہ اولیٰ والنقول بابہ بکری علی لسانہ سمعوا وغفلۃ مردوداً یضالانہ لا یجوز مثل ہذا الغفلۃ فی حال تبلیغ الیوم ولوجاز لم یطل الاعتقاد علی قولہ

یعنی جاری کرنا شیطان کا اس کو یعنی کفار کے معبودان باطل کی تعریف کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر جبراً اس طور سے کہ آپ اس کے دفع کرنے پر قادر نہ ہوں محال اور ناممکن ہے۔ اس لئے کہ شیطان اس چیز پر آپ کے علاوہ اور لوگوں پر بھی قادر نہیں ہے لہذا آپ کے حق میں بدرجہ اولیٰ قادر نہیں ہے اور یہ قول کہ آپ کی زبان پر یہ کلمات سہواً اور غفلت سے جاری ہو گئے یہ بھی مردود ہے اس لئے کہ ایسی غفلت حالت تبلیغ وحی میں جائز نہیں ہے۔ اگر اس کو جائز ماننا جائے گا تو آپ کے قول پر اعتماد باطل ہو جائے گا۔ اس عبارت شریفہ میں آپ کے سوال نمبر یعنی بتوں کی تعریف کرادی کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ صاحب مدارک کے جوابم الشیطان ذالک علی لسانہ پر غور کر دیجئے پھر صاحب مدارک نے اس کا رد تبلیغ فرمایا اسکو دیکھیجئے اور صاحب بیضاوی کی طرف جو نسبت جواز سہو علی الانبیاء

تفرق الوسوسہ الہیم کی ہے اس کے حال پر بھی غور کر لیجئے۔ ما شاء اللہ تفسیر
بیضاوی کی عبارت کا مطلب خوب سمجھ لیا۔ تفسیر بیضاوی نے یہ بیان کیا ہے
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتوں کی تعریف سہواً وغفلتہ کر دی تھی بخود
باللہ منہ۔ بلکہ انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں تین احتمال بیان کئے ہیں
چنانچہ یہ قول یعنی جواز سہو علی الانبیاء الخ آیت کے پہلے دونوں احتمالوں کی بنا پر
ہے۔ اس مقام تبلیغ وحی پر ایسا سہواً اور غفلت ہرگز جائز نہیں۔ ورنہ آپ کے
اقوال پر اعتماد اٹھ جائے گا ماقال فی المدارک ونقلت عبارتہ انفاً

واہ کیا خوب سمجھ تفسیر بیضاوی کی عبارت کو۔ الغرض صاحب بیضاوی
علیہ الرحمۃ کا قول جواز سہو علی الانبیاء پہلے دو احتمالوں کے اعتبار پر ہے ہم طویل
بحث سے احتراز کرتے ہوئے اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ ہم علامہ بیضاوی
کے تینوں احتمالوں کو تفصیل سے بیان کر دیتے اور اختر رضا خاں کی کتاب
فہمی و عبارت شناسی کا پورا پورا حال بیان کرتے اور اختر رضا خاں صاحب
کی فریب دہی اور کم علمی کو آشکارا کرتے۔ ہم نے اس قول پر تکیہ نہیں کیا بلکہ
ہم نے صاحب تفسیر جلالین کیلئے آپ سے حکم معلوم کیا تھا۔ کیا صاحب جلالین
نے اس قول کی تصریح نہیں کی تھی تو ہمارا اس پر ہے جو ہم صاحب شفا سے نقل
کر چکے ہیں۔

ہم اس روایت کو صحیح ہی نہیں مانتے۔ ہمارا سوال تو آپ سے صاحب
جلالین کے متعلق ہے کہ ان کے بارے میں آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں جو اس مضمون
کو بیان کر رہے ہیں۔ یہ تو آپ لوگوں کا طریقہ بن گیا ہے کہ منکر کو مقرر کر دیکر بہتان کا
انبار لگا دیتے ہیں۔

مولوی غلام محمد ناگپوری نے بھی یہی حرکت کی تھی کہ جب ہم نے فاضل الدین

صاحب سے یہ سوال کیا کہ فرعون بے عون کو جو حضرات مسلمان مان رہے ہیں اور
دنیا سے اس کا انتقال مسلمان مومن، طاہر و مطہر ہو کر بیان کرتے ہیں جیسے
شیخ محی الدین ابن عزنی و مولانا جامی و علامہ جلال الدین دوانی وغیرہم رحمہم اللہ
تعالیٰ۔ تو ایسی صورت آپ ان حضرات پر کیا حکم لگاتے ہیں کہ فرعون کا حالت
کفر میں غرق ہونا امت مرحومہ کا اجماعی مسئلہ اور ظاہر قرآن و حدیث سے بھی
یہی متفاد ہے اس وقت تو اس کا جواب نہ فاضل صاحب دے سکے۔ نہ

ان کے ہمراہیوں میں سے کوئی صاحب دے سکے۔
ان کے ہمراہیوں میں غلام محمد صاحب ناگپوری مذکور بھی تھے۔ واپس
اپنے گھر پہنچے اور وہاں سے ایک طویل تحریر بھی لکھی جس میں جا بجا کذب اور
دروغ گوئی سے کام لیا اور ہم پر یہ بہتان رکھ دیا کہ فرعون کو مسلمان بتاتے ہیں
اس دروغ بے فروغ کا کیا ٹھکانہ ہے۔ سوال ان حضرات کے بارے میں تھا
جو فرعون کو مومن و مسلمان مانتے ہیں اور انھوں نے ہم پر بہتان رکھ دیا کہ وہ
فرعون کو مسلمان مانتے ہیں استغفر اللہ ذی من کل ذنب و انوب الیہ
غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ غلام محمد اور غلام احمد ان دونوں نادر
میں تھوڑا سا ہی فرق ہے۔

اس نے غلام احمد کہلا کر کیا کیا کیا ہے اور یہ غلام محمد کہلا کر کیا کیا کریں یہی
غلام محمد ہیں جب ان پر ان علماء بدایوں کی تحفیر کا بار پڑا جو بریلی سے ہو چکی ہے
جس میں علماء مدرقاہ بدایوں پر ۶۳۵ وجوہ کثیرہ احکام کفر و ضلال قائم کئے
ہیں جس کا بیان مفصل سدا للقرامین موجود ہے تو غلام محمد صاحب کو کوئی راستہ بچاؤ کا
نہ ملا تو سنا گیا ہے کہ عوام کا الانعام کو یہ القا کیا کہ سدا للقرامین حضرت بریلوی کی
کب ہے بلکہ ان کے بڑے بیٹے مولوی حامد رضا خاں کی ہے۔ اس عزت و

کا اور عیالبارد سے اس مطالبہ سے تمھاری جان کیسے بچ سکتی ہے۔ اول تو تو اس کا جواب ضد الغفران ص ۱۸ کے اخیر میں علماء بدایوں نے خود دیا ہے چنانچہ ضد الغفران حصہ دوم ص ۱۸ کی عبارت بعینہ نقل کی جاتی ہے اس کو بغور ملاحظہ کریں۔ فاضل بریلوی سے خطاب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

”۱۔ یہ تصنیف ایسی نہیں جیسی آپ کے یہاں کی رہی اسی تصانیف ہوتی ہیں کہ کتاب کسی کی نام کسی کی ورنہ آپ بھی تقسیم شرعی دین و دیانت کا لحاظ رکھ کر کہہ دیجئے کہ مجموعہ سد الفرائیضی فرضی مصنف کا ہے جس کے نام سے چھپا ہے۔ ابھی فیصلہ ہوا جاتا ہے یعنی آپ کے الفاظ میں معروض اور وصول رسالہ سے تین دن تک سہولت ہے جو شریعت مطہرہ نے اہل ائے اعذار کے لئے رکھی ہے۔ میں پہلے روز جناب سے حلف شرعی کے ساتھ درخواست کرتا ہوں ایک دن گزر گیا دوسرے روز پھر درخواست کرتا ہوں۔ دو دن ہوئے تیسرے دن پھر کرتا ہوں۔ تینوں دن ہوئے تو میرا دعویٰ ثابت اور آپ کا رسمی دعویٰ انکار ساقط الخ

کیا غلام محمد صاحب ثابت کر سکتے ہیں کہ فاضل بریلوی صاحب نے مجموعہ سد الفرائض کو اپنی تصنیف سے تقسیم شرعی انکار کیا ہے۔ اگر ہو تو وہ تحریر دکھاؤ اور نہیں دکھا سکتے تو اس دروغ گوئی سے توبہ صحیحہ کرو۔ ورنہ جان لو ”اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ كَشَدِيدٍ“ یعنی تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرٹ اور ضد کرنے والوں کو راہ نہیں دیتا ہے۔ پھر بالفرض یہی مان لیا جائے کہ سد الفرائض مولوی حامد رضا خاں صاحب کی تصنیف ہے۔ کیا فاضل بریلوی کی حیات اور موجودگی میں اس کی تصنیف اور اشاعت نہیں ہوئی؟ خاص مسئلہ اذان جس کا تعلق خاص فاضل بریلوی سے تھا۔ کیا اسی مسئلہ کے متعلق یہ کتاب

بیکھی گئی پھر ان کے گھر سے ان کے خاص بیٹے کی طرف سے شائع ہوئی۔ کیا فاضل بریلوی کے غیر علم کے اس کی تصنیف و اشاعت ہوئی۔ یہ ہے عذر لنگ جو کسی ذمی شعور کے نزدیک نہیں چلے گا۔ یہی عذر بار بار دکا الورع البارود ہے جو بوجہ خلاف ظاہر ہونے کے نامسموع ہو گا۔

اختر رضا خاں کی اس تحریر میں اور بھی بعض مقامات باقی رہ گئے ہیں جن پر کلام کیا جائے مگر بلحاظ اختصار ترک کرنا اور کسی دوسرے موقع کے حوالہ کرنا مناسب ہے۔

مقالہ نمبر ۲۵

اب ہم اس کے بعد ایک ضروری اور عبرت ناک مضمون کی طرف توجہ کرتے ہیں اور ناظرین اہل ایمان و انصاف سے ایمانی و انصافی فیصلہ کے خواہاں ہیں۔ فاضل بریلوی کی تحریر اور حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذہن تیز مزاج اور شدت پسند طبیعت رکھتے تھے۔ جب کسی ہم عصر سے ان کا ٹکراؤ ہوا تو انھوں نے ان کے کلام کو غلط معنی پہنا کر اپنی تشریح کی بنا پر کم از کم کفر کا فتویٰ تو لگا ہی دیا۔ اس میں وہ یہ بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ فروعی مسئلہ ہے یا اصولی۔ بہر حال کسی نہ کسی طور پر کفر تلاش ضرور کر لیتے تھے۔ اس عادت کے مطابق علمائے بدایوں سے ایک فروعی اختلاف یعنی اذان خطبہ پر خوب تکرار ہوئی۔ نوبت بایں جا رسید کہ فاضل بریلوی نے تمام علمائے مدرستہ قادریہ بدایوں پر احکام کفر و ارتداد تحریر کئے جن کا مفصل بیان سد الفرائض بالخصوص اس کے آخری جز ”نگس“ اباطیل میں موجود ہے۔

ان حضرات یعنی علمائے مدرستہ قادریہ بدایوں پر کفر و ارتداد کے فتاوے دینے کے لئے جو عنوانات قائم کئے گئے ہیں انکو بغور ملاحظہ فرمائیے معلوم ہو جائیگا

کہ مدرسہ قادریہ کو لفظ مدرسہ خرماسے تعبیر کیا ہے اور اسی کلمہ کے ساتھ اس رسالہ کے حاشیہ پر بجاجلی قلم سے یہ عنوانات قائم کئے گئے ہیں دمنقول از رسالہ نکس اباطیل مدرسہ خرماسی رسالہ کے صفحہ ۸۲ کے حاشیہ پر بجلی قلم سے مرقوم ہے "اللہ انبیاء اور ملائکہ پر مدرسہ خرماسے کے حملے یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ مدرسہ قادریہ بدایوں کے علماء نے نفوذ باللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء اور فرشتوں پر حملے کئے۔

اسی طرح سد الفرار کے صفحہ ۸۳ کے حاشیہ پر بجلی قلم سے رقمطراز ہیں کہ "غوث اعظم و امام عظیم و امام رازی امام غزالی پر فرمائی افترا اور حملے یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ مدرسہ قادریہ بدایوں کے علماء نے حضرت غوث اعظم اور سیدنا اعظم اور امام فخر الدین رازی اور امام غزالی پر بہتان لگائے اور حملے کئے ہیں۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ ۸۳ کے حاشیہ پر بجلی قلم سے مرقوم ہے۔

مدرسہ خرماسی میں ائمہ اہلسنت مخفی تحفیر

یعنی فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے اہلسنت کے اماموں کو کافر بتایا۔ اسی صفحہ کے حاشیہ کے اخیر میں ہے "اللہ تعالیٰ پر حملے یعنی علماء مدرسہ قادریہ نے اللہ تعالیٰ پر حملے کئے۔ اسی سد الفرار صفحہ ۸۵ کے حاشیہ پر بجلی قلم سے مرقوم ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خرماسی برتاؤ میں علماء مدرسہ قادریہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاذ اللہ بے ادبی کا برتاؤ کیا۔ پھر اس صفحہ ۸۵ کے حاشیہ کے اخیر میں بجلی قلم تحریر فرمایا ہے مدرسہ خرماسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی "یعنی فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی دی۔ اسی رسالہ سد الفرار کے صفحہ ۸۵ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں کہ "یہاں نہ صرف مدرسہ خرماسی بلکہ ہر ناظر و سامع کے بھی ایساں کا امتحان

ہے کہ کس کس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت عزیز ہے اور کون کون ان کے گالی دینے والے مدرسے کی رعایت کرتا اور کون کون خاطر لحاظ یا بے پروائی سے ساکت رہتا ہے۔

پہلے عنوان صفحہ ۸۵ میں صاف صاف فرمایا کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی دی اس کے بعد صاف طور پر یہ فرمایا کہ یہ مقام صرف علماء مدرسہ قادریہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ ہر اس شخص کیلئے ہے جو ہماری اس تحریر کو دیکھے یا سنے ان سب کے ایمان کا امتحان ہے کہ ان لوگوں میں سے کس کس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت عزیز ہے اور کون کون ان کو اس گالی دینے والے مدرسے کی رعایت کرتا ہے اور کون کون خاطر لحاظ یا بے پرواہی سے ساکت رہتا ہے۔ اس عبارت میں تصریح کر دی کہ مدرسہ قادریہ بدایوں نفوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا مدرسہ ہے۔ لہذا اس مدرسہ کی رعایت کرنا اور خاطر و لحاظ یا بے پروائی سے خاموش ہو جانا ایمانی امتحان میں ناکام ہو جانا ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸۶ سطر ۲ پر فرماتے ہیں۔ "یونہی جو اس قائل یا اشاعت کنندہ رخصی شومندہ اس کا یہ حال جان کر کفار مرتدین کا سا برتاؤ نہ کرے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سخت توہین پر ان کی رعایت کرے۔ ان پر تشیع اور ان کی شقاوت کی اشاعت کو ناگوار رکھے وہ بھی ان ہی طرح لعنت و عذاب کا مستحق ہے۔ الہی تیرے غضب سے تیری پناہ۔ اب ایمان اور سنیت کے لمبے چوڑے دعوؤں کی جانچ ہے۔ کون کون گردن رکھتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ اور کون کون بگڑھما بگڑھما منہ بناتا یا وادون من حاد اللہ و رسولہ میں داخل ہوتا ہے حضرت مولانا فضل رسول اور حضرت مولانا عبد القادر قدس سرہ کما

دفتر قبر کیا، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ کے بعد مدرسہ خرماء اللہ اور رسولوں کی توہینوں کا رہنما بن گیا ہے۔

اس عبارت میں فاضل بریلوی صاف طور پر فرما رہے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے جب معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح نکالی دی اس کے بعد جو ان کے ساتھ کفار و مرتدین کا سا برتاؤ نہ کرے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سخت توہین پر ان کی رعایت کرے ان کی برائیوں اور شقاوت کی اشاعت کو ناگوار رکھے وہ بھی ان ہی کی طرح لعنت و عذاب کا مستحق ہے۔ پھر ایمان و سنیت کے لیے جوڑے دعویٰ کی جانچ ہے جس میں ان کے گھروالے بھی ناکام ہو گئے۔ ایمان و سنیت سے خارج ہو کر اللہ و رسول کے مخالفین میں داخل ہو گئے کیونکہ حسب بیان صدر الفراء مولوی حامد رضا خاں صاحب مولانا عبدالمتقندر رضا سجادہ بدایوں کے انتقال کے بعد سوم میں شریک ہوئے اور قبر پر فاتحہ خوانی کی اور مولانا محب احمد صاحب کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ پھر مولانا عبدالقدیر رضا سجادہ قادریہ بدایوں کے سوم میں مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب شریک ہوئے۔ بعض حضرات ان کے اعراس پر شریک ہوتے رہے۔ جیسے بھیکے داران اسلام و سنیت مولوی حبیب الرحمن اڑیسوی، مولوی رضوان اللہ صاحب مالوی، مولوی حسین احمد سمبھلی وغیرہم۔ ان سے پوچھا جائے کہ فاضل بریلوی کے فتوے اور مسلک کے مطابق آپ کا عمل ہو یا اس کے خلاف۔ لہذا فاضل بریلوی کے مسلک اور فتوے کے مطابق نہ تو آپ سنی رہ گئے نہ مسلمان۔ بلکہ حسب قول فاضل بریلوی آپ لوگ لعنت و عذاب کے مستحق ہوئے۔ مسلمانوں ان کو سد الفراء دکھا کر ایمان اور اسلام کی رو سے معلوم کرو کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اگر سد الفراء کے بیانات کو حق اور صحیح مانتے ہو تو کیوں ان

حضرات کو فریب دیتے ہو اور آخرت کے نقصان کو گوارہ کرتے ہو۔ اگر سد الفراء کے بیان کو حق اور صحیح نہیں مانتے تو ان سے تحریر لو کہ جس میں وہ صاف اقرار کریں کہ سد الفراء میں جو احکام کفر و ارتداد علماء بدایوں پر لگائے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں ہم ان کو نہیں مانتے۔ اس کے آگے ان کے دستخط لے لیجئے۔ بالقرض اگر اس پر دستخط کر دیں تو فاضل بریلوی کے فتوے کی رو سے ان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے اور اگر دستخط نہ کریں تو ان کے قول و عمل کے تضاد کو خوب سمجھ لیجئے۔

اسی کا نام ہے شاید تضاد قول و عمل
دکھا کے پھول جو کانٹے بچھائے جاتے ہیں

اور سنئے اسی سد الفراء ص ۹۰ میں جلی قلم سے لکھا ہے "مدرسہ خرماء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے قدری" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ کی بے قدری کی بغویہ اللہ منہ۔ اسی رسالہ کے ص ۸۹ کے حاشیہ پر جلی قلم سے صاف تحریر فرمایا کہ "مدرسہ خرماء کی انوکھی تعلیم کہ اذان خطبہ دروازہ مسجد پر کہنا فرض ہے جو اندر کہے وہ مشرک ہے۔"

یعنی فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے یہ مان لیا کہ اذان خطبہ دروازہ مسجد پر کہنا فرض ہے جو اندر کہے وہ مشرک ہے یعنی علماء قادریہ نے یہ بات تسلیم کر لی کہ اذان خطبہ دروازہ مسجد پر فرض ہے اور اندر مسجد کے جو اذان کہے وہ مشرک ہے۔

اسی کتاب کے ص ۸۹ کے حاشیہ پر جلی قلم سے رقمطراز ہیں "مدرسہ خرماء میں لاکھوں اممہ کی تکفیر" یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ

قادریہ نے لاکھوں ائمہ اہلسنت کو کافر بتایا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۹۰ پر مرقوم ہے۔

”مدرسہ خرمائیں صفاتِ الہیہ کے ساتھ برتاؤ، یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے صفاتِ الہیہ کے ساتھ گستاخی کی۔ بخود باللہ منہ۔

اسی کتاب کے صفحہ ۹۱ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا۔

”مدرسہ خرمائیں آخرت کی مذمت، اور دنیا کی تعریف، کافروں کو معزز سمجھنا اور مسلمانوں کو ذلیل سمجھنا“ یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے آخرت کی مذمت کی اور دنیا کی تعریف کر دی اور کفار کو باعزت اور مسلمانوں کو ذلیل بتایا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

”مدرسہ خرمائیں کے نزدیک مخلوقات اللہ سے پوشیدہ غائب ہیں“ یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کے نزدیک مخلوقات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ اور غائب ہیں۔ معاذ اللہ گویا اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی کی۔ پھر اسی صفحہ ۹۳ پر دوسرا عنوان ان الفاظ میں بیان کیا کہ۔

[”اعتقاد مدرسہ خرمائیں کہ ہم اللہ کو دیکھتے ہیں وہ ہمیں نہیں دیکھتا۔“] یعنی فاضل بریلوی صراحتہ بیان فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کا یہ اعتقاد ہے یعنی یہ عقیدہ ہے کہ ہم اللہ کو دیکھتے ہیں اور اللہ ہم کو نہیں دیکھتا۔ معاذ اللہ پھر اسی صفحہ ۹۴ کے حاشیہ میں تیسرا عنوان یوں قائم فرمایا کہ۔

”مدرسہ خرمائیں دین کا نسخہ کچھ برا نہیں“ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۵ کے حاشیہ میں یہ تحریر فرمایا کہ۔

”آدم علیہ السلام اور جنت سے مدرسہ خرمائی گستاخی“ یعنی فاضل بریلوی

فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے حضرت آدم علیہ السلام اور جنت کے ساتھ گستاخی کی۔ اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ کے حاشیہ پر حلی قلم سے رقمطراز ہیں کہ۔

”مدرسہ خرمائیں کلمہ طیبہ کا صدق باطل“ یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کے نزدیک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سچا ہونا باطل ہے۔ بخود باللہ جب سچا ہونا باطل ہوا تو بخود باللہ جھوٹا ہوا۔ صفحہ ۹۷ پر فرماتے ہیں۔

”اللہ اور رسول کے ساتھ مدرسہ خرمائی گستاخیاں“ یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ گستاخیاں کیں۔ پھر صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر حلی قلم سے تحریر فرمایا کہ۔

”انجیل و قرآن پر خرمائی حملے“ یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے انجیل و قرآن اور اللہ و رسول پر حملے کئے۔ پھر اس کے بعد تحریر فرمایا کہ۔

”اللہ عزوجل پر خرمائی حملے پھر اس کے بعد تحریر فرمایا۔ کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خرمائی حملے“ یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے انجیل و قرآن اور اللہ و رسول پر حملے کئے۔ پھر صفحہ ۱۰۱ کے حاشیہ پر حلی قلم سے تحریر فرمایا کہ۔

”صدیق اکبر پر خرمائی افتراء اللہ عزوجل پر حملہ اسلام پر حملے۔“

یعنی فاضل بریلوی نے فرمایا کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے حضرت صدیق اکبر پر افتراء کیا اور اللہ عزوجل پر حملہ کیا اور اسلام پر حملے کئے۔ پھر صفحہ ۱۰۱ پر لکھا۔

”اللہ عزوجل پر خرمائی زبان درازیاں“ یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے اللہ عزوجل پر زبان درازیاں کیں پھر صفحہ ۱۰۱ پر رقمطراز ہیں کہ۔

”قرآن عظیم پر خرمائی حملے“ اس صفحہ کے آخری حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرمائی سخت سخت حملے "یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت حملے کئے ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۲ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔
"فاروق اعظم و مولیٰ علی و صحابہ پر خرمائی حملے "یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و مولیٰ علی رضی اللہ عنہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر حملے کئے ہیں۔

صفحہ ۱۰۵ کے حاشیہ پر فرمایا کہ

"مدرسہ خرمائیں حضرت اویس قرنیؓ کی تکفیر "یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کافر بتایا۔ نفوذ باللہ منہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۲ کے حاشیہ پر حلی قلم سے تحریر ہے کہ۔
"اسلام پر خرمائی حملے "یعنی علماء مدرسہ قادریہ بدایوں نے اسلام پر حملے کئے اور اس کے بعد اسی صفحہ ۱۰۲ پر حلی قلم سے تحریر فرماتے ہیں کہ
"مدرسہ خرمائیں وجود خدا سے انکار "یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ کو وجود خدا سے انکار ہے۔ معاذ اللہ پھر اسی صفحہ ۱۰۲ کے حاشیہ پر فرمایا کہ۔

مدرسہ خرمائے نزدیک اسلام میں جو کچھ ہے فریب ہے "یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔ مدرسہ قادریہ کے علماء کے نزدیک اسلام میں جو کچھ ہے فریب ہے۔ یعنی دھوکہ ہے۔ پھر صفحہ ۱۰۲ پر فرمایا کہ۔

"امام اعظم پر خرمائی زبان درازیاں "پھر اسی صفحہ میں فرمایا "غوث اعظم پر خرمائی حملے "یعنی امام اعظم اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بھی علماء مدرسہ قادریہ نے زبان درازیاں اور حملے کئے پھر صفحہ ۱۰۹ پر فرمایا کہ "مدرسہ خرمائیں

اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ظلم اور یہ تحریر کیا کہ
"اکابر جنت پر خرمائی حملہ "یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ علماء مدرسہ قادریہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی اور اکابر جنت یعنی خاندان جنت کے اکابر اور اولیاء پر حملہ کیا۔ صفحہ ۱۰۹ کے اخیر میں ہے کہ۔
"مدرسہ خرمائیں تجس شراب کی تعریف و ترغیب "یعنی فاضل بریلوی فرماتے ہیں مدرسہ قادریہ میں ناپاک شراب کی کمال تعریف اور اس کے استعمال کی ترغیب دی۔

بطور نمونہ یہ چند مقامات نقل کئے گئے ہیں۔ انکو ناظرین کرام بغور ملاحظہ فرمائیں اور فاضل بریلوی کی عادت اور ذہنیت کا اندازہ لگائیں۔ یہ جو کچھ فاضل بریلوی نے علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کے لئے بیان کیلئے استفادہ الزامات تو علماء دیوبند پر بھی نہ کئے گئے۔ اگر یہ نظر انصاف غور سے دیکھئے تو علماء دیوبند سے بڑھ کر علماء بدایوں کو کافر و مرتد قرار دیا گیا ہے۔ انکی ہر تحریر کو ایمان سمجھنے والے اور اس پر آنکھ بند کر کے ایمان لانے والے نگاہِ عبث سے پریمیں کہ ہندوستان کے کس عالم کو فاضل بریلوی نے بخشا ہے۔

سنئے اگر علماء دیوبند پر تو ہمیں و متقیص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام لگایا ہے تو علماء بدایوں کو کفبی صاف صاف فرمادیا کہ مدرسہ خرمائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی اور مدرسہ قادریہ کو گالی دینے والا مدرسہ بتایا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ گالی دینے والے مدرسہ کی رعایت کرنا اور خاطر لجا دیا ہے پڑوسی سے سکت رہنا یعنی اس مدرسہ والوں کے بارے میں خاموش رہنا بھی ایمانی امتحان میں ناکام ہونا ہے یعنی بے ایمان اور کافر ہونا ہے۔ اگر علماء دیوبند کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے تو علماء مدرسہ قادریہ کی طرف امکان ظلم منسوب کیا

چنانچہ ۱۰۹۰ھ الفرار سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ "مدرسہ خرمائیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ظلم" علماء مدرسہ قادریہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کر دی معاذ اللہ حق تعالیٰ کو انھوں نے ظالم مان لیا۔

صرف یہی نہیں کہ علماء دیوبند کی طرف جس خبیث کفر کی نسبت ہے اسے اجنب کفر کی نسبت علماء مدرسہ قادریہ بدایوں کی طرف ہے۔ وہ یہ کہ مدرسہ قادریہ کے علماء کے نزدیک کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا سچا ہونا باطل ہے پھر صحت پر فرمایا کہ مدرسہ خرمائیں وجود خدا سے انکار۔ مدرسہ قادریہ کے علماء خداوند عالم کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ خدا کے وجود کا انکار دہریہ کرتے ہیں تو نفوذ باللہ مدرسہ قادریہ کے علماء دہریہ ہو گئے۔

یہ الزامات تو علماء دیوبند پر بھی نہیں بیان کئے گئے پھر یہ بھی بتایا کہ مدرسہ قادریہ کا عقیدہ ہے کہ ہم خدا کو دیکھتے ہیں وہ ہمیں نہیں دیکھتا جیسا کہ ہم صفحہ ۹۲ الفرار سے نقل کر چکے پھر یہ بھی صفحہ ۱۰۹ میں فرمایا کہ مدرسہ قادریہ کے علماء نے ناپاک شراب کی کمال تعریف کی اور لوگوں کو اسکے استعمال کی ترغیب دی ہے مسلمانو یہ بیانات منقولہ اگر قابل یقین ہیں تو ان سے یہ بات روز بروز کی طرح عیاں ہو گئی کہ فاضل بریلوی کے فتوے کی رو سے علماء مدرسہ قادریہ بدایوں علماء دیوبند سے بھی کفر و ارتداد میں آگے ہیں۔ کیونکہ جو کفریات علماء بدایوں کے بیان کئے گئے ہیں وہ علماء دیوبند کے نہیں بتائے گئے مسلمانو! ذرا غور کرو یہ کیا معاملہ ہے۔

جس وقت الفرار میں مدرسہ قادریہ کے علماء پر یہ کفر و ارتداد کے احکام شائع کئے گئے تھے اس وقت مدرسہ قادریہ میں کون کون عالم تھے اپنی تحقیق کے مطابق ہم بتاتے ہیں۔

مولانا عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا حبیب الرحمن صاحب مفتی مدرسہ قادریہ مولانا محب احمد صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا محمد ابراہیم صاحب مولانا حافظ بخش صاحب مولانا قدیر بخش صاحب مولانا عبد القدیر صاحب سجادہ نشین درگاہ قادریہ مولانا عبد الماجد صاحب وغیرہ مولانا عبدالمقتدر صاحب علیہ الرحمۃ توبہ کے سردار اور لمجا و ماویٰ ہی تھے۔ مولانا عبدالمقتدر صاحب پر تو مستقل کفر و ارتداد کے احکام مفید الفرار میں بیان کر دئے گئے جن میں ان کے اعمال تک کا باطل ہونا اور بیعت کا ختم ہو جانا سب صاف صاف طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان بقیہ عبارات مذکورہ میں سب شامل ہیں اس لئے کہ مدرسہ خرمائیں کہ مدرسہ قادریہ کے علماء کا پورا اگر وہ شامل ہے۔ الغرض تاج الفضول مولانا عبد القادر صاحب کے بعد کے سب علماء پر کفر و ارتداد کا حکم بتایا گیا۔ اگر نظر غائب سے دیکھا جائے تو مولانا عبد القادر صاحب بدایوں علیہ الرحمۃ بھی فاضل بریلوی کی حسام الحرمین کے کفر و ارتدادی احکام سے نہیں بچے۔ اگرچہ مولانا عبد القادر کا انتقال حسام الحرمین شائع ہونے سے قبل ہو چکا تھا مگر حسام الحرمین میں جو احکام مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں بتائے گئے ہیں ان احکام سے مولانا عبد القادر صاحب متفق نہیں۔ چنانچہ ان کی تحریر "ابطال اغلاط قاسم" میں دیکھ لیجئے کہ حسام الحرمین کے بیان اور مولانا عبد القادر صاحب کے بیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ انھوں نے مولوی محمد قاسم صاحب کی عبارت تحذیر الناس کے متعلق نہ کافر و مرتد لکھا نہ یہ کہ منہ شکستہ فکفر و غزائب فکفر تحریر کیا۔ اس فتوے پر مولانا عبد الحمی صاحب لکھنؤ اور مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری کے بھی دستخط و مواہیر ثبت ہیں اور ان کے علاوہ اور علماء سندھ و

کے بھی دستخط اور مواہیر ہیں ان کو دیکھ لیجئے اور فیصلہ کر لیجئے کہ جب ان علماء ہند کے ارشادات حسام الحرمین کے موافق نہیں ہیں تو حسام الحرمین کے اعتبار سے یہ حضرات بھی کافر تھہرے اور مولانا عبد القادر صاحب تو فاضل بریلوی کے مدد و رح ہیں۔ فاضل بریلوی نے ان کی مدح میں ایک سو سے زائد اشعار پر مشتمل قصیدہ تصنیف کیا ہے جس کا نام ”چراغ السن“ ہے۔ یہ قصیدہ حدائق بخشش حصہ سوم میں شائع ہوا ہے۔ اب غور فرمائیے کہ ان کے کفری احکام سے کون بچا۔ نہ مکے اور مدینے والے بچے۔ نہ مصر اور بغداد والے بچے۔ نہ افغانستان والے نہ ہندوستان میں دیوبند والے اور ان کے مریدین و متفقدین حتیٰ کہ ان کو مسلمان ماننے والے نہ راہپور کے علماء، نہ لکھنؤ کے علماء، نہ بدایوں کے علماء، نہ ان کے شاگرد اور مرید اور معتقد۔ پھر مولوی حسرت علی صاحب کے فتوے کی رو سے کچھ چھہ والے۔ پھر سد الفزار کے فتوے کی رو سے ماہرہ والے بھی نہ بچے۔ بس اندھے بہرے ہو کر بریلی سے جو تکفیریں مسلمانوں کی ہوئی ہیں۔ مان لو تو سنی اور مسلمان ہواؤں میں عقل و فہم سے کام لو تو چینیں اور چنیاں ہو۔

الحاصل فاضل بریلوی اپنے فتوے کی رو سے مولانا عبد القادر صاحب بدایونی اور مولانا عبد الحمی صاحب لکھنؤی علیہ الرحمۃ کی مدح کر کے خود اس حکم کفر میں حسام الحرمین میں غلام احمد قادیانی کی تکفیر تو بیشک صحیح اور حق ہے جس کی تکفیر تمام علمائے ہندوستان نے باتفاق کر دی بلکہ خود علمائے دیوبند نے تو نہایت انتہام کے ساتھ اس کی تردید و تکفیر کی ہے۔ اس کے علاوہ اور حضرات کی تکفیروں کا تحقیق اور ثبوت احکام شرعیہ و قوانین علمیہ کی رو سے نہیں ہوتا، لہذا منازل آخرت و یوم الحساب سے ڈرنے والوں کیلئے سلامتی اور نجات

کی راہ یہی ہے کہ اس طریقہ تکفیر مسلمین سے اعراض کریں کہ تکفیر مسلم کی راہ بہت خطرناک ہے۔ تمام عالمان شرعیہ و کمالان طریقت اسی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ہم نے اس مضمون کو اپنی اسی کتاب — میں تفصیل اور دلائل شرعیہ کے ساتھ بیان کر دیا۔ واللہ الموفق

مقالہ نمبر ۲۶

اس کتابچے یعنی نام نہاد ”شرعی فیصلہ“ میں جہاں بکثرت جھوٹ اور بہتانوں کے انبار لگائے گئے ہیں۔ ایک مضمون بعنوان ”تعارف امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ“ بھی تحریر کیا ہے۔ فاضل بریلوی کے عالم فاضل ہونے میں کلام نہیں۔ ہر ذی فہم منصف مسلمان کو اس کا اعتراف ہے مگر اس جاہلانہ اگرہ گرا بے ادبی اور گستاخی کے تعارف کو تو کوئی بھی علم و فہم والا مسلمان گوارا نہیں کر سکتا کہ کس قدر جھوٹ و امان حق کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی اور ان مقدس ہستیوں کے ساتھ بے اعتنائی برتی گئی ہے جسکو سنکر ہر اہل فہم مسلمان کو اس کا افسوس ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ عالم تھے۔ محقق تھے فقیہ تھے مگر باوجود اس کے کوئی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ مرہ معصوم تھے اور کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کی ہر تصنیف کا ہر فقرہ مقبول بارگاہ رب العلا ہو چکا ہے یا انھوں نے جو کچھ اعمال کئے ہیں اپنی حیات میں یا جو کچھ خیرات فرمائی ہیں وہ سب کچھ مقبول بارگاہ رب العلا ہو چکا اس کا علم کس کو ہے جان لیجئے ایسے گمراہ کن تعارف سے فاضل بریلوی کی روح ہرگز خوش نہیں ہو سکتی نہ کہ جن کو انھوں نے اپنا امام اور پیشوا مانا تم ان کے ساتھ یہ بے ادبی اور بے اعتنائی برت رہے ہو اور فاضل بریلوی کے تعارف میں مبالغہ بیانی

کر رہے ہو اس کا نام تم نے سنت رکھا ہے۔ جھوٹ بولنا اور اس کی تبلیغ کرنا یہی وجہ ہے کہ تمہارے مہنوں سب مل کر اہلسنت والجماعت کی صحیح جامع و مانع تعریف نہ بنا سکے اور نہ بنا سکتے ہیں۔ بتائیں تو کیا من گھڑت الفاظ کو کون مان سکتا ہے اور انکے پاس سوائے من گھڑت کے اور سچے کیا۔ اور عام مسلمانوں کو یہ اندراہ فریب دہی جتنا ناگہم ہی سہی ہے اور ہم مسلمان ہیں۔ سبحان اللہ کیسے سنی مسلمان ہیں کہ مذہب اہل سنت کی صحیح تعریف بھی نہیں بتا سکتے۔

جان لو بر وز قیامت زبان درازی اور دروغ گوئی بیڑا غرق کر دے گی یہ خیال سراسر باطل ہے کہ رب کریم جل جلالہ اور اس کے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس سے کام چل جائے گا۔ اس خیال است و محال است و جنوں اب سنیے اس تعارف میں امام رازی یعنی امام فخر الدین رازی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عارف باللہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ رسیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے مگر اس بے اعتنائی کے ساتھ کہ ان کے ذکر کے موقع پر اتنی بھی توفیق نہ ہوئی کہ رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ بھی لکھ دیا جاتا پھر یہ من گھڑت خیالات اور توہمات بے سرو پا کہ امام رازی ہوتے تو اعلیٰ حضرت کو آفریں کہتے۔ امام غزالی ہوتے تو وجد کرتے۔ یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ امام غزالی وجد کرتے کیا امام غزالی کو اتنا علم نہ تھا۔ ارے بے ادب امام حجة الاسلام امام محمد غزالی تو ایسے بلند مقام کے عالم ہیں کہ جن کے لئے قطب الوقت سیدی شیخ ابوالحسن شاہ ولی کامل نے اپنا دیکھا ہوا واقعہ بیان فرمایا جسکو تفسیر روح البیان نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں علامہ شہاب الدین خفاجی نے بیان فرمایا کہ شیخ موصوف بیت المقدس میں تھے۔ ایک واقعہ دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا مجمع ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اونچے مقام پر جلوہ افروز ہیں حضرت موسیٰ

کلیم الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل یعنی میرے امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہوں گے۔ کیا آپ کا ارشاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی حدیث ہونے کا اقرار کیا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ اپنی امت کے کسی عالم کو دکھائیے چنانچہ آپ نے امام غزالی علیہ الرحمۃ کو حضرت موسیٰ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باجائز حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام غزالی سے کچھ سوال کیا جس کا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا یعنی ایک سوال کے جواب میں متعدد کلمات بیان کئے۔

الغرض امام رحمۃ اللہ علیہ ایسے عالم ہیں کہ حسب بیان شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کا عالم قرار دے کر کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پیش کیا۔ تعجب ہے کہ ایسی عظیم الشان ہستی کو یہ کہہ دیا کہ فاضل بریلوی کو وہ دیکھتے تو وجد کرتے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب احیاء العلوم ہے جس سے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مذہب کے مسلمان اہل علم استفادہ کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان کی دوسری تصنیف تفسیر قرآن مجید ہے جس کا نام ”یا قوت التاویل“ جو چالیس جلدوں میں تحریر فرمائی ہے جس میں تمام امت مسلمہ کے مسلمانوں کے لئے تمام علوم معارف کے دریا بہا دبے ہیں جن کی مقبولیت بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس درجہ پر پہنچی ہوئی ہے نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں تحریر ہے کہ ایک شخص امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مخالف تھا تو امام موصوف نے بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس کی شکایت کی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم منام میں اسکو یہ فرمایا کہ تو امام غزالی کی مخالفت کرتا ہے چنانچہ خواب ہی میں اس کے کوڑے لگوائے۔ وہ شخص جب بیدار ہوا تو کوڑوں کا

کا اثر اور اس کی تکلیف کمر پر موجود پائی۔ ایسے امام عالیشان کے ساتھ یہ بے اعتنائی اور یہ برتاؤ۔ پھر عارف باللہ مجمع شریعت و طریقت سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے کہ ابن عربی ہوتے تو دعائیں دیتے یہ کیسے معلوم ہو گیا آپ کو۔ جن کو دنیا سے تشریف لے جائے ہوئے متعدد صدیاں گزر چکیں اب ان اہل کمال حضرات پر آپ وہی اور خیالی پلاؤ پکار رہے ہیں پھر کہا امام اعظم ہوتے تو مرجعاً کہتے سیدنا امام اعظم کے ساتھ کیا خوب برتاؤ ہے کیا ان کے شاگردانِ کرام میں کوئی ایسا عالم نہ تھا۔ افسوس گستاخی و بے ادبی۔ واللہ العظیم۔

فاضل بریلوی اپنے زمانہ کے عالم مفتی ہونے کے باوجود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردانِ شاگرد کے برابر بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ ان کے مقلد اور شاگردانِ کرام میں ایسی ہستیاں ہیں کہ اپنے اپنے علم و عمل میں آفتابِ نیم روز سے زائد روشن اور تاباں ہیں جن کے انوار علم و عمل سے قیامت تک مسلمان منور ہوتے رہیں گے۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے شاگردوں میں سے ہیں۔ علوم کا حال تو کتب دینیہ سے معلوم کیجئے اور صلاح و برکت کا یہ عالم ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ جس جگہ عبداللہ بن مبارک کا ذکر کیا جاتا ہے نزولِ رحمت ہوتا ہے۔

اس کے بعد امام ابو جعفر طحاوی اور علامہ بن عابدین شامی صاحب رد المحتار علی الدر رد المحتار شرح تنویر الابصار علیہم الرحمة والرضوان کے ساتھ تو وہ بے ادبی اور گستاخی کا برتاؤ کیا کہ ان دونوں حضرات کو فاضل بریلوی کے شاگردوں کے لائق بتایا اور اس پر یہ بہتان اور دروغ گوئی کہ اگر یہ حضرات دنیا میں زندہ ہوتے تو فاضل بریلوی کی شاگردی کی آرزو کرتے کہ فاضل بریلوی کا اتنا بڑا اور

وسیع علم تھا کہ امام اہل رئیس الاحناف ابو جعفر طحاوی اور علامہ شامی کو ان کی شاگردی کی آرزو ہوتی۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوبُ اِلَیْهِ
مسلمانوں یہ ہے اس سنیتِ فرعونہ کی داستان کہ امام ابو جعفر طحاوی جو کہ امام مزنی کے شاگرد ہیں جو امام شافعی کے شاگرد ہیں۔ اپنے دور میں مذہبِ حنفی کے رئیس جن کے دور کو تقریباً گیارہ صدیاں گزر گئیں ان کو فاضل بریلوی کی شاگردی کا متمنی بتا رہے ہیں۔

امام طحاوی کا ذکر اور ان کے اقوال کا بیان خصوصاً کتب مذہبِ حنفیہ برایہ و شرح وقایہ و درختہ وغیرہ میں جا بجا موجود ہے۔ چنانچہ اہل علم پر یہ چیز آفتابِ نصف النہار کی طرح روشن ہے مگر ان پتھر کے کیڑوں اور گولر کے بھنگوں کی سن لیجئے کہ کیا کیا بے سری گار رہے ہیں اور اپنی جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ درحقیقت یہ فاضل بریلوی کی تعریف نہیں ہے بلکہ ان کو عالمِ بریخ میں ایذا پہونچا رہے ہیں۔

ضر دوستی بے خرد چوں دشمنست
مگر خصم جانے تو عاقل بود
بہ اند دوستدارے کہ جاہل بود

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَسَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْبِرَارِ
برحمتک یا مستار یا غفار و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا
دمولانا محمد و آلہ واصحابہ و اہل بیتہ و اولیاء
ملتہ و علماء امتہ اجمعین الی یوم القرامۃ

کتابیات (فهرست مأخذ ومصادر)

الف	ب	ح ، خ
اسوة اکابر	بخاری شریف	حسام الحارثین
انوار المعافین	بحر الرائق	حفظ الایمان
اخبار الاخیار	براهین قاطعه	حکایات مہر و وفا
امتناع نظیر	البلاغ المبین	خرنوبہ معرفت
المیزان بمبئی	یوارق لامعہ	خلاصۃ العقائد (بدایونی)
المستند المعتمد حاشیہ المعتقد المتقد	لبط البنان	د، ڈ، ہ، نس
الصوامع الہندیہ	تفہیم دارک	در مختار
ابطال اغاظ قاسمیہ	ترندی شریف	ڈھول کی آواز
السہم المصیب فی کید الخطیب	تفسیر جلالین	رد المحتار علی الدر المختار
الفقیہ الفہم فی حکم النوط والدرام	تفسیر روح البیان	رمز شیریں جہا شور
الاشباہ والنظائر	تغویر الابصار	رمز شیریں بجواب رمز شیریں
الکوکبۃ الشہابیہ	تحریر المختار علی الرد المحتار	زقانی علی المعانی
الملفوظ	تحریر الاصول	ستر بابوب سولات وحشمت علیہا
انوار ساطعہ	تحدیر الناس	سد الفرائد (فاضل بریلوی)
القاری الداری	تقویۃ الایمان	سیف البحار
الامداد	تکمیل الایمان	سماع الاموات
الفیوضات الملکیہ	تحقیق الفتوی فی رد اہل الطغوی	سبحان السبوح
البیواقیت والجماہر	تمہید ایمان - تلخیص المفتاح	سیوف بارقہ
التصدیقات لدفع التلبیسات	ج	سبع سنابل
المعروف بہ المہند علی المفند	جواہر التوحید	سد الغرر
ازکی البہال	جہر جوش جہا شور	نش
احیاء العلوم	جراغ انس	شرح مواقف
اشعۃ اللغات	جراغ ابنی سنت	شرح عقائد
اذان من اللہ		شرح فقہ اکبر

دقتات السنن	کلمات رحمانی	شرح عقائد
ی	کتاب الرسالہ	شفاء شریف
یا قوت الاول	لغات کشوری	شرح شفا علامہ علی قاری
	م	شرح شفا علامہ خفاجی
	مقالات رضی	شرح اشباہ والنظائر
	ملفوظات خواجہ	شرح ام الہدیین
	مقدمہ نظم الفرائد	شرح اصول بزدوی
	مکتوبات مجدد الف ثانی	شرعی فیصلہ
	مطالب مرضیہ	شعب الایمان
	مجموعہ مد الفجار	ص، ض، ط - ع
	مشکوۃ شریف	صادی علی الجلالین
	ماضی الشفرتین علی خادع الحریں	صرارح
	مفاوضات طیبہ	ضیاء القلوب
	مثنوی شریف	منور المعانی شرح قصیدہ بدایا الی
	مشکوۃ الانوار	طب شورش جہا شور
	مرقات شرح مشکوۃ	طحطاوی علی الدر المختار
	مواہب اللدنیہ	عمدۃ الرعاۃ حاشیہ شرح دقایق
	مناظرہ عجیبہ	ف
	مجمع الانہر	فقہ اکبر
	ملتقى الایمہ	فتح القدر
	مسلم شریف	فتاویٰ رشیدیہ
	مسئلہ اذان کا حق و نافیصلہ	فتاویٰ عزیز
	ن	فصوص الحکم
	نظم الفرائد	فوائد الکین
	نیم ریاض	ل، ل
	دقایق اہل السنۃ	کشف الغمہ عن جمیع الامم

راہ ہدایت (مسئلہ معجزات و کرامات) مولانا سر فراز خاں صفدر

تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی

فی البرزخ والقبور مولانا سر فراز خاں صفدر

بریلوی فتنہ کانیا روپ (جواب زلزلہ) مولانا محمد عارف سنہلی

زلزلہ در زلزلہ (جواب زلزلہ) مولانا نجم الدین احیائی

اختلاف امت اور صراط مستقیم مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مسجد سے میخانہ تک مولانا محمد عامر عثمانی

تقویۃ الایمان مولانا اسماعیل شہید بریلوی

غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی

شریعت یا جہالت محمد پالن حقانی

حق و باطل کی جنگ محمد پالن حقانی

تین جماعتیں جنت میں جائیگی محمد پالن حقانی

اگوٹھی خطرہ سے خالی نہیں محمد پالن حقانی

بلاغ المسبین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

دیوبند سے بریلی تک مفتی عبدالقدوس رومی

علماء دیوبند کون ہیں کیا ہیں مولانا ضیاء الرحمن فاروقی

اصلاح الرسوم مولانا اشرف علی تھانوی

اغلاط العوام مولانا اشرف علی تھانوی

اشرف الجواب مولانا اشرف علی تھانوی

مروجہ محفل میلاد مولانا قاری عبدالرشید صاحب

مسئلہ میلاد اسلام کی نظر میں شیخ ابو بکر الجزازی

مروجہ بدعات فقہاء اسلام کی نظر میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

الشہاب الثاقب (جواب حسام الحرمین) مولانا حسین احمد مدنی

اعلیٰ حضرت کا دین مولانا حکیم انیس الحق صاحب

چالیس بدعتیں مولانا حکیم انیس الحق صاحب

کفر و ایمان کی کسوٹی مولانا حکیم انیس الحق صاحب

فتاویٰ اعلیٰ حضرت مولانا حکیم انیس الحق صاحب

دہائی کی پہچان مولانا حکیم انیس الحق صاحب

مولانا تھانوی اور اعلیٰ حضرت مولانا حکیم انیس الحق صاحب

تعزیه علماء اسلام کی نظر میں مولانا حکیم انیس الحق صاحب

تحقیق مذاہب (دیوبندی بریلوی) مولانا حکیم انیس الحق صاحب

توحید کا خنجر (زلزلہ اور زیروزبر کا جائزہ) مولانا امام علی دانش لکھنپوری

زلزلہ پر زلزلہ (جواب زلزلہ) مولانا امام علی دانش لکھنپوری

باطل شکن (روئیداد مناظرہ پلایا) مولانا امام علی دانش لکھنپوری

حق پر کون ہے؟ دیوبندی یا بریلوی مولانا امام علی دانش لکھنپوری

قرآن پر ظلم (بریلوی تکفیر کا جائزہ) مولانا امام علی دانش لکھنپوری

تاریخ میلاد مولانا عبدالشکور مرزا پوری

براہین قاطعہ (جواب انوار ساطعہ) مولانا خلیل احمد ایٹھوی

المہند علی المہند (جواب حسام الحرمین) مولانا خلیل احمد ایٹھوی

فاتحہ کا صحیح طریقہ مولانا اسماعیل منگلوری

بریلویت کی اصلیت مولانا نذر احمد قاسمی

مسلم علماء دیوبند مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی

علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب

علم غیب حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب

غلط فہمیوں کا ازالہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب

مجموعہ رسائل چاند پوری (دو جلدیں) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری

ابن الوقت ملا کی خانہ تلاشی مولانا محمد اسماعیل مشہدی
اظہار حقیقت میں تاخیر جرم ہے (ایک بریلوی عالم کی رضا خانیت سے توبہ کی خودنوشت داستان)
مولانا محبوب عالم حزیں
انکشاف حق (رضاخانیوں کے بڑے عالم کی خودنوشت وجہ توبہ)

مولانا مفتی خلیل احمد خاں قادری برکاتی بلا یوٹی
شیخ عبدالوہاب نجدی کے خلاف پروپیگنڈہ
شاہ اسماعیل شہید اور معاندین اہل بدعت کے الزامات
فیصلہ کن مناظرہ (مناظرہ نعمانی و حشمت علی)
تبلیغی جماعت جماعت اسلامی اور بریلوی حضرات
فتح بریلی کا دلکش نظارہ (مناظرہ نعمانی و سردار پنجابی)
ہوارنی الغیب ۲ جلدیں
عقیدہ علم غیب

حقیقت نما (اعتراضات کے جوابات)
رضاخانیوں کے اسالات کے جوابات
برق آسمانی بر فرقہ رضاخانی
رضاخانی ترجمہ و تفسیر پر ایک نظر
رضاخانیت کا تنقیدی جائزہ
بدعات کا شرعی پوسٹ مارٹم
فتح حقانی (مناظرہ مولانا عبدالشکور و احمد رضا)
اعلیٰ حضرت کا رنگ تقویٰ
رضاخانی مذہب ۳ جلدیں
بدعات محرم اور تعزیر داری
محاضرات رد بدعات

مزارات کی جھلکیاں مولانا عبدالماجد بھوجپوری
علماء اہل سنت سے روح اعلیٰ حضرت کی فریاد مولانا ظہیر الدین خاں قادری رضوی
الجنۃ لاہل السنہ (تشریح عبارات اکابر) مولانا عبدالغنی شاہ جہانپوری
دروس حرم مولانا محمد مسلم شریف
قوالی اور اسلام جناب محمد اشفاق حسین صاحب

یہ کتابیں اور اس کے علاوہ مستند و معیاری کتب کے لیے پتہ یاد رکھیں
عبدالسلام خان قاسمی
بک سیلر اینڈ آڈر سپلائر۔ ۷۹ اکتاب مارکیٹ وزیر بلڈنگ
بھنڈی بازار۔ ممبئی۔ ۳

